بسم اللہ الرحمن الرحیم

بوستان ستایش اور چمنستان نیایش نثار حدیقہ آرائے کون و مکان کے ہو جسنے لفظ کن سے
گلشن عالم کو سرسبز و شاداب کیا ٭ سبحان اللہ تعالے شانہ کیا صانع بیمثال ہے
کہ ہر ایک طرح کے گلہائے مختلف رنگ کو کیا کیا رنگینیاں اور شوخیاں عطا فرمائین
دراصل اگر چشم حقیقت سے دیکھو تو ہر شجر حجر مین اوسیکا پرتو نظر آوے بقول میر حسن

نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ٭ و لیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین ٭
اوسی گل کی بو سے ہے خوشبو گلاب ٭ پھرے ہے لئے ساتھ دریا حباب ٭

اور گلستان نعت اوس سرو باغ نبوت کو لائق ہے جو فخر انبیا و افتخار سب بنی آدم کا ہوا
اوسیکی شان مین لولاک لما خلقت الافلاک نخلبند حقیقی نے فرمایا اوسکے جمال بیمثال کا
خود صانع عالم عاشق ہے خطاب پاک اوسکا بشیر و نذیر و شاہد صادق ہے
گلشن برین جسکا جائے قیام اور قاب قوسین او ادنی اوسکا مقام ہر گل و غنچہ مین
جسکے نسیم معطر کی خوشبو موجود آدم اوسیکے سبب ملاء اعلی کا مسجود اوسی کے چمن اسلام کے
بہار بے خزان تا بہ قیام ہے اوسی کے روضہ منورہ اور مرقد مقدسہ پر گل آفتاب
مہتاب نثار بدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام عشق پاک ہے داغ مشتاق
سینہ چاک اوس صاحب براق کا صید بستہ فتراک ہے حبیب خدا اشرف انبیا

بعثت ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین موجب ایجاد عالم عیسیٰ دم موسیٰ قدم وسیتھم دریا سے پیغمبری سرو بوستان سروری شافع محشر مالک کوثر مہر جلال ربانی بدر جمال یزدانی فخر بنی آدم مظہر اتم حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الف الصلوٰۃ والسلام وعلی الہ الطاہرین واصحابہ الکاملین وازواجہ واہلبیتہ اجمعین الی یوم الدین

مدح شاہنشاہ کیوان بارگاہ جناب فیضمآب صدر نشین چار بالش

نصفت وعدالت مہر منیر سپہر مکرمت ومعدلت کشورستان خدیو گیہان وارث تخت ودیہیم رشک افزاے سلاطین ہفت اقلیم موجب اسایش خلق الله ظلم کاہ جناب ملکہ معظمہ محتشمہ قیصر ہند کوئین وکٹوریا دام دولتہا واقبالہا کی مجھ ہیچ مجھ ہیچمدان سے ادا ہونا بعید ہے ہر چند اوصاف عالی غیر ممکن ہین کہ انشا ہون مختصر سے مختصر بھی زبان قلم سے نہ ادا ہون مصرع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست مگر اہل سخن کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ عنوان صحیفہ کو تعریف اور توصیف بادشاہ وقت سے زیب وزینت دیتے ہین اسواسطہ تاریخ نگار بھی حضور والا کے ذکر جمیل سے عروس سخن کو آرایش وزیبایش دیتا ہے ماشاء الله چشم بد دور کیا اقبال والا ہے کہ حلقہ بگوش ہر ادنیٰ واعلیٰ ہے عدالت جہان روشنی عدل سے معمور اور ظلمت ظلم بالکل کافور عدل ایسا کہ نام نوشیروان کا صفحہ روزگار سے حرف غلط کیطرح حک ہوا ادنیٰ سے ادنیٰ فرمانبردار کے روبرو عدل کسریٰ مین کسر نکلتی ہے سخاوت مین کف جود وعطا گہربار ہے جس سے ابر نیسان بھی شرمسار ہے سرکشان جہان مطیع فرمان نثار بدل وجان حسن انتظام ایسا کسیکا سنا نہین کارنامہ شاہان سلف مین دیکھا نہین بندگان خدا کی اسایش کے واسطے جابجا سڑکین وسیع پل رفیع ریل گاڑی تاربرقی چوکیات پولیس دار الشفا مدرسے ڈاک خانے مسافر خانے جابجا اگر ہر ایک کا حال مفصل لکھا جائے

یہہ کتاب اختتام نہ پاسے ارباب دانش پر سب بیان ہے نہ ضرورت صراحت
نہ حاجت بیان ہے اللہ تعالی ایسی رحم دل سرکار شاہی کو تا ابد الاباد قایم رکہی بحق النبی الرحیم
ونبی کریم آمین

## مجمل حال مصنف کا معہ سبب تصنیف

یہہ خاکسار فقیر ہیچمدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منان محمد اکبر جہان متخلص
بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی عرف مولوی ضیاء الحق ابن نصرت الدولہ شیخ محمد بخش خان بہادر
نصرت جنگ ناظرین کی خدمت مین گذارش کرتا ہے کہ اجداد خاکسار متوطن شہر فرخندہ
قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تہے عاصی کے جد بزرگوار سے برادران عم زاد نے
منصب مفوضہ پر فساد کیا حتی کہ نوبت بکشت و خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اسوقت
پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تہی اور اقرباؤن کی مخالفت کی وہ صورت دیکہی جانب
ہندوستان معہ چند نفر ملازمین وہمراہ روانہ ہوئے رفتہ رفتہ دریاء شور سے جہاز کا
جہاز عبور کیا تہو ساحل دور تہا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہوگیا چونکہ حیات مستعار
باقی تہی یہہ ایک تختہ سے بہتے صد صدمہ تلاطم امواج سے سہتے رہے حسن اتفاق سے
ایک جہاز جسمین اکثر ساکنان لکہنو مشرف بزیارات حضرات ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم
اور کربلاء معلی ہوکر واپس آتے تہے نظر آیا تا خدا جہاز نے دیکہا کہ ایک بندہ خدا
تختہ کے سہارے بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹہا لیا آخر
بالاتفاق ساکنین لکہنو جانب لکہنو روانہ ہوئے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تہا
نواب موصوف کو خبر ہوئی تعریف طلب کیا درماہہ بہی عہدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ
کے جب چوبیسوین ذیقعدہ ۱۱۸۸ گیارہ سو اٹہاسی ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے
وفات پائی اور نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب کج خلقی نواب
مذکور کے ترک تعلق کر کر دلی مین وارد ہوئی اسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ

سریر آرا تھے الغرض شاہ ممدوح نے عہدہ عمدہ پر ممتاز کرکر مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر نصرت جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے بربادی اور فتور واقع ہوا
آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگھہ والی جیپور وارد دار السرور جیپور ہوئے چندے بخوبی بعلم بسر
وہان بسر کی پہر مہاراجہ صورت سنگھہ رئیس بیکانیر نے آپکو بلوالیا اوسی مقام پر اک عرصہ کے
بعد آپنے داعی اجل کو لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیاوی
ہیچ و پوچ جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کرکے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمہ
دہلوی خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقہ خلافت پاکر سرفرازی دارین

سنہ ۱۲۵۶ ہجری

حاصل کی سن ہجری بارہ سو چپن مین یہہ ذرہ بیمقدار پیدا ہوا عہد طفلی مین والد مرحوم کے
فیض صحبت سے کچھہ پڑہکر حرف آشنا ہوگیا تہا چنانچہ دس سال کی عمر مین کتب درسیہ
مثل گلستان سکندرنامہ دیوان حافظ اور دو تین انشا پڑہ چکا تہا بلکہ مجردہ سالہ ایک
انشا کی اجرت نقل مینے پائی تہی مگر عمر قبلہ گاہ نے وفا نہ کی جہان فانی سے والدین نے
مونہہ موڑا اس صغیر سنی مین مجہکو تنہا چہوڑا اسوجہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی مین

سنہ ۱۲۸۵

کامل ہوا بالحال کہ سن بارہ سو پچاسی مین بتحریک ایک صاحب عنایت فرماکے
مولف کو شوق تالیف پیدا ہوا چند روز دلکو یہہ الجہن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب
پاوے ایک روز عاصی درگاہ فلک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
سنجری چشتی اجمیری کے جانب باندازِ حالت شوق مین کہ وہ دن بہی پنجشنبہ کا تہا
متوجہ ہوا تہا یکایک یہہ القا ہوا کہ اس مشہور کی تاریخ کسینے آجتک نہین لکہی اگر تو
ذکر اس کار خیر کے لئے کمر ہمت چست باندہے تو موجب ثواب دارین ہے کیونکہ
اکثر مشتاقان حال تعمیرات درگاہ شریف و نیز طالبان و مشتاقان ذکر خیر سرحلقہ اولیاء ہند
حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹہیک ٹہیک کہ جو صحیح اور مبالغہ سے معرا ہو معلوم
نہین ہوتا جو کہ بندہ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت قلبی اور ارادت دلی ہے

عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعجال
اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف مین جمع کرین مگر بعض کتب کہ بغیر اونکے مطلب اصلی فوت ہوتا تہا
اور اجمیر شریف مین اونکا پتا نہ ملا ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الہی خاطر خواہ
مواد تاریخ نویسی کا جمع ہوگیا چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین
و مداین المعین و اکبر نامہ و تزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ
عالم و کشاف عالم و مفتاح التواریخ و مجمع الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و چہار
نامہ و پرتھی راج راسا و کہمان راسا و تہارنٹن گزٹ ایر و ٹاڈ راجستان و ارائش محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکر ہر ایک کو از ابتدا تا انتہا نہایت
غور و تامل سے دیکہہ کر جسجگہ کچہہ حال خطہ برکت افزا اجمیر شریف کا دیکہا خلاصہ اوسکا
لکہہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جنکا حال نہ تو کسی تواریخ مین دیکہا اور نہ کسی کی زبانی بذریعہ
قیاس سنا اوسکے تحقیق کرنین اسقدر کاوشین ہوہین کہ اگر عشر عشیر حال اوسکا لکہون
تو حمل بہ لاف زنی ہو مگر جوینده یابنده ہے تائید غیبی شامل حال ہوئی کہ اون
تعمیرات کے دیکہنے سے جنکا تحقیق اور مفصل حال اتنک کسیکو معلوم نہ تہا بلکہ
اکثر صاحبان والا شان انگریز سیاح و نیز مورخ درپی تفتیش رہے الا مطلب
بر اری اونسے بہی نہ ہوئی خاکسار نے اوس عقدہ سربستہ کو بمدد ایزدی کہولا
حتی کہ تعمیر کے بانی اور مہتمم اور معمار تک کا نام معلوم ہوا امید کہ ناظرین کتاب
سے ربط بر خیال نظر نہ کر چشم ہنر بین سے ملاحظہ کرین اور جو کہین صریح غلطی
اوسکو اپنی عنایت سے درست فرما دین آخر انسان خطا اور نسیان سے
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود اس نسخہ دلکشا کا احسن السیر نام رکہا
اور چار باب پر مرتب کیا **مقدمہ** بذکر کارفرمائی راجگان چوہان و
شاہان اسلام **باب پہلا** بذکر صوبہ دار الخیر اجمیر اس باب مین چار فصل

معہ دیگر کیفیات جدیدہ مین - خاتمہ مین تاریخ ابتداء آبادی نگرہ میہر واڑہ وفتوحات
سرکار انگلشیہ وکیفیت اوضاع واطوار ساکنین نگرہ مقدمہ مذکرہ کارفرمائی راجگان
چوہان وفتوحات شاہان اسلام مین ؛ تواریخ پرتہی راج چوہان مین جسکو چاندا
بادفروش رفیق پرتہی راج نے بڑی دہوم دہام سے لکہی ہے درج ہے کہ خاندان
چوہان مین سب سے اول راجا انہر دیو چوہان سمت دوسو دو دہرم راج جودہشترکے

سمت ۲۰۲

جسکو اتنیک کچہہ کم پانچ ہزار برس گذرے راجا ہوا اسکو چتربہوجا بہی کہتے ہین
یعنے چار ہات والا یہہ لفظ بڑے بہادر کیواسطے ہندی مین استعمال کیا جاتا ہے
انہل پور جسکو زمانہ سابق مین نہروالہ کہتے تہے اور اب بنام پٹن گجرات موسوم ہے
آباد کیا ہوا راجا انہر دیو کا ہے انتر شناسون نے راجا کو یہہ خبر دی تہی کہ بعد گذرنے
تین ہزار پانسو سال ۷ ماہ نوروز کے یہہ شہر ویران ہوجاویگا چنانچہ سلطان
علاؤالدین نے سن ہجری چہہ سو ستانوے مین سلطنت نہروالہ کو تباہ اور

۳۵۰۰ سال ۷ ماہ ۹ یوم ۶۹۶ ھ

برباد کردیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کہدواڈالے اور اونکی جگہہ خانقاہین
بنائین گئین مذہب بودھ کے بت پامال کیے گئے اور پہینک دیئے گئے فصیل
شہر نہروالہ ڈہاکر مسمار کی گئی اور اوسکی بنیاد کو کہودکر تہونکو گاڑدیا گیا ٹاڈ صاحب
اپنی تواریخ مین لکہتے ہین کہ بعضے کہنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم دیکہے ہین
اونمین اب بہی نام انہل پور لکہا ہے ؛ بعد فوت انہر دیو کے سمواجا چوہان
فرمانروائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا ؛ پہر ملان چوہان سلطنت سے کامیاب رہا
آخر سب کچہہ چہوڑ گیا ؛ بعد اسکے گلن سور نے راج کیا ؛ پہر اجیپال جکوا
راجا ہوا اسنے کوہ اجگندہ معروف بہ اروی کے دامن مین شہر آباد کیا وجہہ تسمیہ
اجگندہ پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکہی ہے کہ اس پہاڑ مین اکثر اوقات بکریونکی
بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہہ پہاڑ اجگندہ پربت یعنے بکریونکی بوکا پہاڑ کہلاتا ہے

الغرض یہہ راجا بانی مبانی اجمیر معصر خسرو بن سیاوش بن کیکاؤس کا تہا اسکے چوبیس[۲۴]
بیٹے تہے اونکے اولاد نے اس ملک کو آباد کیا اسی راجا کے وقت مین رستم بن زال نے
جو سیستان کا حاکم تہا ایک فوج جرار سے اپنے بیٹے فرامرز کو بنا بر تسخیر ہندوستان
بہیجا تہا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین
سنہ [illegible] ھ
**دولہا رای** سمت سات سو چالیس مین راجا ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے
سلطنت بنی امیہ کے خاندان مین تہی ولید بن عبد الملک بادشاہ نے روشن علی نامی
ایک مصاحب خاص کو بہم سفارت دولہا رای کے پاس بہیجا اور بجرم ہاتہہ لگانے
صرف معجزات کے جو راجا کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روز مرہ
لاتی تہی اونکی انگشت شہادت کاٹی گئی سفیر مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو
پہونچائی اس سبب سے فوج اسلام اراستہ ہوی اور بلباس سوداگرون کے گہوڑے
روانہ ہوئے اور اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بیخبری مین دولہ رائے اور اسکے
فرزند پر حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اوپر قلعہ گڈہ بیٹہلی کے کرلیا مانک رائے
برادر دولہا رائے بر وقت قتل ہو جانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کی طرف
بہاگ گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کہ کبشر چاند نے اپنی کتاب مین لکہا ہے
سنہ [illegible] ھ
بخوبی ہوتا ہے **دوہرہ** سمت سات سو اکتالیس مالت پانے بیس ۰ سانبہر آیا
تانتی سرس مانک رائے سریس ۰ وجہ تسمیہ سانبہر بقول کبشر یہہ ہے کہ جسوقت
مانک رائے اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس ائی اور بیان کیا کہ جہان مین تجہکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر اور
جسقدر تو اپنے گہوڑے سے زمین طے کریگا اوسیقدر تجہکو ملیگی اور یہہ بہی
حکم دیا کہ جب تک تو واپس استقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچہے نہ دیکہنا اوسنے گہوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ لیتے چلکر

گہوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میرا گہوڑا اٹکے کریگا مگر حکم ایشر فراموش کرکے
اوسنے جو پیچھے دیکہا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر سفید اوسپر مبسوط ہوتی ہے
وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوسنے اوسکا نام اپنی دیبی کے نام پر رکہا یعنے سانبہری اور
اوسکی مورت بہی بنواکر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ مذکور کے نصب کرائے گئے اور اپنے
اولادوکا خطاب سانبہری راو رکہا چنانچہ پرتہی راج جب راجا تمام شمالی ہندوستان کا

پہلی صدی سنہ ۹۵ھ

ہوگیا تہا تاہم اوسنے اپنا خطاب سانبہری راو رکہا تہا الغرض سن پچانوے ہجری مین
نشان اہل اسلام کا جہنڈا قلعہ تاراگڈہ پر اوڑنے لگا جہان صدا ناقوس تہی وہان
نعرۂ اللہ اکبر کا بلند آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا۔ اور راجا
ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کرکے اوسکو شکست دی لہذا خطاب
اوسکا سلطان گیر ہوا بعد ہرس راج کے بیٹھل دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی مین
مصروف رہا مگر ہنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا ∴

سمت ۱۰۶۶

پہر بیسلدیو سمت ایکہزار چہیاسٹہہ مین راجا ہوا تمام راجگان ہند اوسکو
اپنا پیشوا اور سرتاج جانتے تہے ایک لشکر عظیم سے جسمین تمام ہندوستان کے راو
راجا نامی نامی دلاور چیدہ چیدہ بہادر موجود تہے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہو
سات روز تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج آٹھوین روز روبفرار ہوئی
فوج شاہی قلعہ تاراگڈہ پر چڑہہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا
حکم دیا راجا بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کرکے جان بخشی پائی بلکہ
سلطان موصوف نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بہی اوسکو
عطا فرمایا مگر اوسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایشور پرستی کے اب
اور کچھ ارشاد نہیں ہے آفرین راجا بیسلدیو کی ہمت پر جسنے دنیا و دولت سے
ہاتھ اوٹہا حق سے لو لگائی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام ہانسی یعنے ڈہونڈہ پر

اوسنے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسیمقام پر مدفون ہوا
وجہ تسمیہ ڈہونڈہار کی یہہ ہے کہ یہہ نام ایک مشہور پہاڑ قربانگاہ اہل ہنود یعنی تل کیریکا
اوپر سرحد مغربی متصل کالک جو شہر کے جیپور سے قریب بیس ۲۰ میل کے فاصلہ پر سمت
اجمیر ہے القصہ سلطان محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کر کر سالار ساہو کو بطور
نیابت ملک مفتوحہ سپرد کیا چنانچہ سن ہجری چار سو چار مین سالار ساہو نے سالار
مسعود غازی کے پیدا ہونیسے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام نہاد مسعود آباد
آباد کیا بیس برس تک اسملک پر مسلمانو نکا تسلط رہا مگر پہر یہان چوہانون نے بعد
شہید ہونے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کر لیا اور بسار نگ دیو کو تخت
سلطنت پر بٹہایا مگر اسنے کچہہ لطف سلطنت کا نہ اوٹہایا سن صغیر مین ملک عدم کا
رستہ لیا؛ بعد اسکے انا دیو ین راجا بسلدیو نے حکومت کی اور آنا ساگر
تالاب اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اسکے عدم کی
راہ لی؛ پہر جیپال راجا ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا؛ بعد اسکے انند دیو
جسنے تالاب پہکر کا باندہہ باندہا راجا ہوا پہر غرق بحر نیستی ہوا؛ بعد اسکے سومیسر دیو
فرمان روا ے کرتا رہا آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتہہ روکا بائی دختر
انگ پال تونور راجا دہلی کے ہوئی تہی چونکہ انگ پال راجا قنوج کے حملون سے
محض بامداد سومیسر دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم۔ بجلدو سے اس احسانکی
راجا تونور نے اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کردی اور اوس سے پرتہی راج
پیدا ہوا۔ جو اٹہہ برس کی عمر مین تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ جیچند قنوج کا راجا اور
پرتہی راج دونون انگ پال کے نواسے تہے۔ بیجا پال والد راجا جیچند اور
سومیسر دیو دونو داماد راجہ انگ پال تونور فرمانروا دہلی کے تہے اس سببسے
چوہان اور راٹہور مین رقابت پیدا ہوئی اور ان دونون کی عداوت بربادی کا باعث

سنہ ۴۰۴ ہجری

ہوئی جب پرتہی راج تخت دہلی پر بیٹہا جیچند نے صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا
بلکہ خود دعوی تخت کا پیش کیا - تاریخ ارایش محفل مین لکہا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا
ارادہ یہہ ہوا کہ راے پتہورا براتہہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگہہ دہلی کے راجا سے
امیدوار رہتا تہا مالک اتنی بڑی سلطنت کا ہوجائے اور ایک مملکت وسیع اسکے
قبضہ مین ائے راجا جیون سنگہہ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام
سرداروں کو فوج سمیت کوہستان سوالک کیطرف کہ اسکے جدو آبا کا دہی
مسکن تہا بہیج دیا اور اپ کتنے مصاحبونکے دار السلطنت مین رہا راے پتہورا
اُسے تنہا اور غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجا جیون سنگہہ نے
جو دیکہا کہ سامان جنگ کا مطلقاً نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار
کیطرف بہاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور راے پتہورا شادیانے فتح کے بجواکر
تخت سلطنت پر بیٹہا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گذرے سن پانسو ستاسی

سنہ ۵۸۷

ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان روانہ
ہوا اول قلعہ بہٹنڈہ کو جو تحتگاہ ایک راجا کا تہا فتح کرکے ملک ضیاؤ الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چہوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا ـــ
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ راے پتہورا اجمیر کا والی اور کہانڈے راے حکمران دہلی
متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتہہ لئے ہوئے چلے آتے ہین یہہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اسکے ہمراہ تہی مگر فوج کو
ساز و سامان سے اراستہ کیا الغرض طرفین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین
بادشاہ نے دیکہا کہ امراے خلج جو افسر لشکر کے تہے پسپا ہوئے بادشاہ نے
باتفاق لشکر باقیماندہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ غنیم کی فوج مین ڈالا سپہ دار لشکر
یعنے کہانڈے راے نے ہاتہی کو آگے بڑہایا بادشاہ نے بہی گہوڑے کو اڑاکر

نیزہ کہانڈے راے کے مونہہ پر مارکر زخمی کیا مگر کہانڈے راے نے بھی سلطان کے بازو پر
برچھا مارا قریب تھا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گر جاوے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کرکر بادشاہ کے پیچھے گھوڑے پر جا بیٹھا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طرز کلام زین الماثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین
زخمی ہوا اور صدمہ زخم سے غشی اوسپر طاری ہوئی گھوڑے سے گرا مگر بسبب نہ
پہچاننے کے کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہوگئی قریب پہر رات
گذرے ایک جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلے میدان جنگ مین
درمیان مقتولوں کے ڈھونڈہنے لگے سلطان نے اپنے غلاموں کی آواز پہچانی
اور اونکو اپنے حال سے مطلع کیا غلامان شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے
خدا کا شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر اٹھا کر تمام رات راہ طی کی علی الصباح
بیس کوس کے فاصلہ پر لشکر مفرور ملا القصہ رائی پتہورا نے آکر قلعہ بہٹنڈہ کا محاصرہ
کیا ملک ضیاؤ الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کر کر
قلعہ راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے
لشکر کو جنکے سبب سے شکست ہوئی تہی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے
رنج سے راحت و آرام بادشاہ کو حرام ہوگیا درپی انتقام لینے کا ہوا آخر سن ہجری
پانسو اٹہاسی مین ایک لاکھہ اور سات ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے
جانب ہندوستان روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران
غور سے عرض کی کہ فدویان جان نثار کو عجب طرح کا خلجان ہو رہا ہے یعنے ما فی الضمیر حضور سے
اگاہی نہین ہوئی کہ آیا کیا قصد آپ کا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ
بیان کی اور کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلج کے فوج شاہی نے
شکست اوٹہائی ہے جب سے اتنک میں نے صورت اونکی نہین دیکھی جب تک

مخالف سے انتقام نہ لونگا عیش و آرام حرام جانتا ہون پہر غوری نے عرض کیا
کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہے لیکن امیدوار ہون کہ اول امراے معتوب کا
قصور معاف فرمایا جاوی اور اجازت حضوری کی دیجاوے بادشاہ کو یہہ صلاح
پسند ائی امیرون نے باریابی کی اجازت پای ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک
رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی راے پتہورا کے پاس بہیجا اور نامہ مین یہہ پیام لکہا
کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر مذکور بعد طی مراحل راے پتہورا کے پاس پہونچا
اور نامہ شاہی حوالہ کیا راے پتہورا مضمون نامہ کا سنکر آگ ہوگیا باتفاق کہانڈے
رار اور ڈیڈہ سو تہا کرو سردار و راجا راجپوت کے تین لاکہہ سوار جرار سے معہ تین ہزار
جنگی ہاتہیونکے کوچ کرتا ہوا تہانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا
یہہ مین مورچال طیار ہوی اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لیے مامور ہوے
ادہر سلطان نے بہی اپنی فوج کے سردارونکو حکم درستی میمنہ و میسرہ قلب و جناح
ساقہ و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونو لشکر ونکا مقابلہ ہوا کبہی تو ترکان تہور شعار
جرات کرکر ہندوستانیون پر غالب آتے تہے اور کبہی فوج راجا پتہورا کے
نامور دلاوری اور دلیری کرکر ترکون پر زور دیتے تہے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر
معرکہ جنگ مین دلاوران فوج راے پتہورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخر الامر
بادشاہ نے نصر من اللہ و فتح قریب کی زرہ پہن خود توکلت علی اللہ سر پر رکہا اور
بارہ ہزار سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سالار نے
فوج راے پتہورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترک کی نہ لا سکی عار فرار کو
اپنے اوپر گوارا کرکے بہاگ نکلی کہانڈے رار معہ راجگان ہمراہی کشتہ ہوا
راجا پتہورا بہی بہاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تہی یہہ بہی پکڑا گیا اور بکواردیا تمام
ایسا بڑا راجا جو اوسوقت کل ہندوستان کے راجاؤن مین غالب تہا قتل ہوا ۞

لیکن اکبرنامے کے تتمے دفتر مین اور بعض اور ہندی نسخونکے بیچ یون تحریر ہے کہ راجا
بکرماجیت کے چارسو انتیس سن مین راجا انکپال تونور نے بادشاہ ہوکر اندرپرست کے
قریب شہر دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چارسو انتیس برس
ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا اخرالامر بیسوان پورا اسکا کہ
پرتھی راج کرکے اشتہار رکھتا تھا بلدیو چوہان سے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے
اٹھہ سو اڑتالیس سن مین سلطنت تونور کی قوم سے نکل کر چوہانون کے قبضہ مین گئی
راجا بلدیو چوہان اور اوسکی اولاد سے سات شخصون نے تین سو چھاسی برس پانچ مہینے
بادشاہت کی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تھا نوبت حکومت کی
پہونچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ ہندوستان پر یورش کی
اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کہا کر پہر گیا باوجود اسکے مملکت ہند کے لینے کی تدبیرین
اکثر اوقات رہتا تھا پر کچھہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راو جیچند راٹہور قنوج کا راجا
اکثر راجاون پر غالب ہوا اپنا ہر اسکے جگ راجسو کے بجالانیکا اسنے قصد کیا غرض
راجا مذکور نے سامان و سرانجام کو اسکے ارشاد فرمایا ساتھہ اسکے یہہ بہی ارادہ ہوا
کہ اس مجلس مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجا کے ساتھہ بیاہے اسلئے راو جیچند نے
ہر ملک کے راجا بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا
ناگہان اوسکے متوسلوں مین سے کسیکے موہنہ سے یہہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوے
اس جگ کا قصد راو جیچند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر
تعجب یہہ سنکر راجا آگ ہوگیا اور بارادہ جنگ چڑھہ دوڑا راجا جیچند بہی اس خبر کو سنتی ہی
پیچتاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کی قریب تہی وقفہ کیا اور ایک مورت
سونیکی ہمشکل پتہورا بنواکر دربانون کی طرح دروازہ پر بٹہادی راے پتہورا جب اسمضمون سے
واقف ہوا زیادہ تر شعلہ غضب کا اسکے دلمین بہڑکا اور عرصہ قلیل مین وہان پہونچکر اپنی

تصویر اوسکا اوتارتا تہا اپنے ملک کیطرف پہرا جب راجہ جیچند نے جگ سے فراغت پائی
راے پتہورا سے لڑنیکی ٹہہرائی ہندی تواریخون مین لکہا ہے کہ کثرت فوج کے
سبب قنوج کے راجا کا خطاب دل پنگل تہا سورج پرکاش (نام کتاب) مین تفصیل اس فوج کی
اسقدر درج ہے یعنے اسی ہزار سوار زرہ پوش ۳۰ تیس ہزار سوار پاکہر والے
تین لاکہہ پیدل اور تیر انداز سفر مینا وغیرہ دو لاکہہ سوار اسکے ایک ابر سیاہ —
ہاتہیونکا جنپر دو دو پہلوان زرہ پوش گرز بدوش سوار ہوکر روانہ ہوتے تہی —
القصہ جیچند کی بیٹی نے جسقدر کہ راجا جگ مین موجود تہے اونمین سے کسیکو پسند نہ کیا
مگر پتہورا کی تمائیانہ عاشق زار ہوئی اسواسطہ راجہ جیچند نے اپنی لڑکیکو محل سے نکلوا دیا
الگ مکان مین رہنی لگی راے پتہورا نے جب یہہ حال سنا کمال خوشحال ہوا اور چاندا
بادفروش کو کمال مہربانی سے راجا جیچند کے پاس بہیجا اور آپ چیدہ چیدہ دلاور ساتہہ لیکر
نوکرونکے مانند اوسکے ہمراہ ہوا جب قنوج پہنچے یہہ مشورہ قرار پایا کہ چاندا تو راجا
جیچند کے پاس جاوی اور پتہورا معہ دلاوران ہمراہی ساتہہ اوس حویلی تک کے
جسمین دختر راجا پائی سنجوگتا ہے آپ کو پہونچا دے الغرض یہہ حیلہ کر راے پتہورا نے
راجا کی لڑکیکو فریب سے لیا اور دہلی کیطرف کوچ کیا اور اون سو سامنت کو واسطہ
مقابلہ اور مقاتلہ فوج جیچند کے کسی قدر ایک کو پیچہے ایک کے کہڑا کیا سبکے اول راو
گہلوت تہا مقابل فوج جیچند کے ہوا بہت سے آدمی اوس نے مارے آخر
خود بہی دریاے ہستی مین غرق ہوا بعد اسکے نرسنگہہ دیو وچانڈو وسولنکہی وبندیرو
وسارددول وپالہن دیو کچہواہہ معہ دو بہائیونکے باری باری سے جوانمردیان
کرکر نقد زندگی کو مردانگی کے سپرد کرتے رہے اس جنگ مین سات ہزار آدمی
طرفین کے مارے گئے پہر راے مذکور نے اوس نازنین کو چہوڑا اور لڑائی سے
منہہ نہ موڑا جب راے پتہورا اوس پری پیکر کو لئے ہوئی گہاٹی کے پاس جو اجمیر

قریب دو میل کے فاصلہ پر سمت شرق سے پہونچا پازیب نازنین سے گہونگرو
ٹوٹ کر گر پڑے رائے پتہورا گہونگرو اوٹہانیکو گہوڑیسے اوترا ہر چند مہارانی
منع کرتی رہی مگر نہ مانا اور جواب دیا کہ شجاعت سے بعید ہے جو بیال پیچھے آتی غنیم کے
گہونگرو چہوڑ کر چلا جاؤن یہہ حرکت مردونکے لئے عیب ہے ہنوز گہونگرو لیکر
گہوڑے پر سوار نہ ہوا تہا کہ راو جیچند کی سپاہ جو پیچہا کئے چلی آتی تہی بہت قریب
پہونچ گئی جیچند نے دیکہا کہ غنیم پیادہ ہے اور لشکر کے آدمی محاصرہ کی فکر مین ہین
اور سنجوکتا رانی قریب پتہورا کے کہڑی ہوئی ہے بخوف آبرو کہ مبادا لڑکیکو
نامحرم دیکہین یا آسیب پہونچاوین گہیر لینے سے مانع ہوا اور آپ تیر و کمان لیکر
پتہورا کے مقابل آیا ادہر یہہ بہی مستعد جنگ تو کہڑا ہی تہا چاہا کہ دوڑ کر تلوار کا وار
جیچند پر کرے مہارانی چونکہ ذی شعور تہی سوچی کہ طرفین سے ایک دوسریکا ضایع ہونا
جان شیرین کو تلخ کردیگا دوڑ کر باپ کے قدمونپہ گر پڑی اور ہاتہہ باندہ کر عرض کی
کہ جو کچہہ قصور ہے اس ننگ خاندان کا اسکے مارے جانیسے بہی اب رفع ندامت
نہیں ممکن ہے علاوہ اسکے یہہ بہی صاحب ملک و مال اور حسب نسب مین سبہی ہیچ
کمتر نہین کسی نہ کسی سے تو آپ میرا بیاہ تقریب جگ مین کرتے ہی اب
امیدوار ہون کہ ہم دونو نکا قصور معاف فرمایا جاوے اسیطرحکی باتین ملایم کہین آخر
باپ تو تہا ہی محبت پدری نے جوش مارا دونو کا عفو قصور کیا اور وہین انکا
عقد کرکے آپ لشکر سمیت قنوج کو لوٹ گیا جب سے یہہ گہاٹی بنام گہونگرا
گہاٹی مشہور ہوئی ؛ اور کتب ہندی مین لکہا ہے کہ پتہورا دہلی واپس گیا اور
راہ مین محصور ہو گیا مگر راو جیچند نے اوسکو بچا کر عقد کردیا اور آپ قنوج کو واپس آیا
قصہ مختصر رائے پتہورا نے اوس نازنین کو دولتسرا مین جا اوتارا اور اسکے دام محبت
مین ایسا گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کاروبار سے دست بردار ہوا جب ایک برس اسطرح

گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہہ خبر پہونچی پہلے تو اوسنے راے پتہورا کے
ساتہہ دوستی کی بنا ڈالی اور بہیر بکر ماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری بہی اوسوقت
پانسو اٹہاسی اور سن عیسوی گیارہ سو چہتر تہے سلطان مذکور اٹہوین مرتبہ ایک
لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دلی کیطرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سی محال
لے لئے اوسوقت کسیکو اتنی جرات نہوئی کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کرے
آخر ارکان دولت نے مشورت کرکے چاند بہاٹ کو حرم سراے مین بہیجا کہ
اوس پری پیکر سے یہہ حقیقت کہی تا وہ راجا تک پہونچاوے چنانچہ راجا مطلع ہوا
لیکن کئی مرتبہ جو سلطان پر فتحیاب ہوچکا تہا اوسکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور
نخوت و عیش و عشرت کے خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو
چہوڑکر جوگنی ہوگئی اور اپنے خاوند کو قسم دلاکر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل
کرنیکے لئے جان دینا اور اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتہہ
بہشت مین جاونگی اگرچہ اوس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت
طویل ہے جیسا کہ چاہئے مختصر بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کبیشر کا بیان
جو نظم مین لکہا ہوا ہے یہہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنے پرتہی راج
اوسکو اسطرح سنجوگتا سے کہنے لگا آج کی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورتنے
کہ مثل پری خوبصورت تہی میرا بازو پکڑ لیا تب اوسنے تمپر حملہ کیا - جب تم اوس سے
لڑائی مین مصروف تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجہپر گرا
اسمین آنکہہ میری کہل گئی اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے
اور بیشعوری الفاظ بہر بہر میری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا
ہونیوالا ہے - سنجوگتا نے جواب دیا کہ خدا تمہین فتح نصیب کرے اور نیکنامی
حاصل ہو - اور آفتاب قوم چوہان کسنے تمہارے برابر شان و شوکت حاصل کی ہے

سنہ ۱۲
۱۱ء سنہ

موت سے تو انسان ہی نہین بلکہ دیوتا بہی نہین بچتے ہین موت تو اونکو بہی ضرور آتی ہے
سب پرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہین - نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی حاصل
کرنا ہے اپنا کچہہ خیال نہ کرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو - راجا نے
کبیشر کو طلب کیا اور اوسنے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی - گرو نے ایک منتر
لکہہ کر رلے پتہورا کی پگڑی مین رکہا ایک ہزار پتیل کے برتن دودہہ سے لبالب
چاند سورج دیوتا کے نام پر چڑہائی گئے اور بہت سی خیرات ہوئی - دس سانڈ
زمین دیوتا کے نام پر قربان کئے گئے جب یہہ ہو چکا پرتہی راج نے غسل کیا اور تلسی کی
ڈالی اپنی خود مین رکہی اور سالگ رام گلے مین لٹکایا اور زرہ بکتر پہن کر زرد پوشاک پہنی
اور موڑ سر پر باندہا مہارانی نے نگاہ حسرت آمیز سے راجا کو دیکہا اور اپنے ہاتہہ سے
زرہ کے بند باندہے اور اپنے بالونکے چہلے راجا کے ہاتہون مین پہنائے اور کہا
کہ دنیا مین یہہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب مین ملاقات کرینگے
الغرض راجا پتہورا فوج لیکر نکلا اور راجا جیچند نے بہی اوسکا ساتہہ دیا بلکہ سلطان کا
شریک ہوا القصہ شعلہ جدال و قتال بھڑکا راجا پتہورا کا دل بجہہ گیا آخر سلطان کے
رفیقون نے اوسکو پکڑ لیا اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین مین لیگیا جب چاندا
بادفروش نے حقیقت حال سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی
ملازمت حاصل کرکے مورد الطاف کا ہوا بعد اسکے پتہورا کی بہی خدمت مین پہونچا
اور زندان مین اوسکی دمسازی کرنیلگا ایک دن بمشورت پتہورا کے تیر لگانیکی
تعریف بادشاہ کے روبرو یہان تک کی کہ وہ بحد نہایت مشتاق ہوا اور اوسکو
بلوا بہیجا بلکہ اوسیوقت اجازت تیر اندازی کی بہی دی راے مذکور نے تیر و کمان
اوٹہا لیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک تقدیر کے ایسا ہی مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا
اوسیوقت بادشاہی نوکرون نے بہی راجا کو چاندا بہاٹ سمیت مار لیا - لیکن فاسپی

تواریخون مین پتھورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی کے میدان جنگ مین
لکھا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ سال کے
فدائی نام گکھڑ قوم کے ہاتھ سے دریاء اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے منقول ہے
کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے اپنے
بھائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اپنے شمع عدالت سے جہان کو منور کیا
آخر اثنا راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو بروز شنبہ
کہ سن ہجری چھہ سو دو تھے درمیان نماز کے فدائی گکھڑ کے ہاتھ چراغ حیات اوسکا
صرصر اجل سے بجھہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہ ہے ؎ شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین
کز ابتدائے جہان مثل او نیامد یک ؎ سیوم زغرہ شعبان سال ششصد و دو
فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک ؎ اور مفتاح التواریخ مین بھی کہ اوسکا مولف
ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع
غزنین سے کنارہ نیلاب دریا مشہور اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے
فدائیان گکھڑ کے ہاتھ سے قتل ہوا تاریخ شہادت الفاظ صاحب السریر سے
نکلتی ہے حاصل یہہ کہ روایت چاندا محض سند بے اصل چنانچہ قول راقم واسطہ
تردید کلام ابو الفضل مولف اکبر نامہ و دیگر نسخہ جات ہندی اور تائید مضمون تواریخ
اول الذکر و لب التواریخ کے ایک عمدہ سند مستند سے یہہ ہے کہ سلطان
شہاب الدین غوری نے بعد شکست دینے راے پتھورا کے بتخانہ راجا
اندر سین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین مفصل مرقوم ہے
مسمار کر کے خانہ خدا بنایا اور مدت ایک سال تک بتولیت ابوبکر بن احمد کار
تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندؤنکو اوسی سن مین بمقام اجمیر کہ اولاد انکی اتک
بلقب دیسوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور بارہ و سال اوس مسجد کی محراب پر

سنہ ۶۰۲ھ

کندہ کرایا کہ جو اب تک موجود ہے تعجب ہے کہ ابو الفضل سا علامہ باوصف ہمہ دانی کے
ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلاتحقیق نقل کرے الانسان مرکب من الخطاء
والنسیان الغرض راجا جدہشٹر سے لیکر راے پتھورا تک ایک سو بیس راجاون نے
چار ہزار چار سو اٹھہ برس سلطنت کی پہر ہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت
راجا پتھورا کے انچاس برس ہوتے ہین غرض راجا پتھورا کے مارے جانیکے بعد
ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئی اور سلاطین مسلمین کے ہاتھہ جا پڑی بعد از فتح
ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین ایبک کو نایب سلطنت
ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال کوہستان غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا
ادہر ملک قطب الدین سرانجام ملک گیری مین سرگرم ہوا تہوڑے دنون مین قلعہ جات
کول میرٹھہ و گوالیار و بداون اور دوسرے قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا
اوس ملک کو تاخت و تاراج کر کر فتح و نصرت سے دلی مین آیا جب خبر مقتول ہونے
سنہ ۶۰۳ھ
سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارہوین ربیع الاول سن چھہ سو تین ہجری کو
شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پا کر سکہ و خطبہ اپنے نام سے رواج
دیکر سریر آرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہون مین سب سے پہلے یہی بادشاہ
دلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسین مشہدی المشہور بہ
خنگ سوار کہ سلک اولیاء اللہ سے انتظام رکہتے تہے اور عم بزرگوار حضرت
۲ باب اول
امیر سید حسین کے ہوتے ہین اسی بادشاہ کیطرف سے قلعہ دار اجمیر شریف
کے تہے چنانچہ مفصل آپکا ذکر خیر و برکت باب سوم کی دوسری فصل مین بیان ہوگا

## فصل اول جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین ۞

واضح ہو کہ اجمیر کو اقلیم دوم سے
گنتے ہین طول اس صوبہ کا آنبیر معروف بہ جیپور سے بیکانیر و جیسلمیر تک ایک سو
اٹہ ستہہ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ڈیڑہ سو کوس

پورب طرف اسکے اکبراباد پچہم طرف دیپالپور تابع ملتان اترطرف قصبات
دہلی دکہن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چیتوڑ رنتہنبور جودہپور ناگور
سروہی بیکانیر سات متعلق اون سے ایک سو تئیس ۱۲۳ محال آمدنی پچپن کروڑ
تین لاکہہ ساٹہہ ہزار دام اور یہہ اصلاح مین مقصد یونکے پچیسوان حصہ پیسہ کا ہے
تواریخ کشاف عالم سے مستنبط ہے کہ عہد شاہی مین آمدنی صوبہ اجمیر کی ڈیڑہ
کروڑ تہی مگر اب سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین اسی میل طول اور پچاس میل عرض
اور دو ہزار ستاون میل مربع علاقہ صرف ضلع اجمیر شریف کا ہے بندوبست
حال مین جو اس ضلع کی پیمایش باہتمام جناب مسٹر جے ڈی لاٹوس صاحب بہادر
مہتمم بندوبست دام اقبالہ کے ہوئی اوسمین طول ضلع اجمیر کا ابتدا کہیڑہ جتیا متعلقہ
دویہ تحصیل ناڈگدہ سے شمال تک تا موضع بیاچہ تحصیل اجمیر ایک سو اٹہہ میل
اور فاصلہ عرض کا بڑے سے بڑا ابتدا ندی بناس سے جو علاقہ سادر مین ہے
تا علاقہ کہروہ ملحقہ بیانگن چہتر میل انگریزی قرار پایا سرحد شرقی قصبہ کشن گڈہ اور
ریاست دارالسرور جیپور ۔ جنوبی سرحد میواڑ ۔ غربی و شمالی میرواڑہ و علاقہ جودہپور باڈہ
حصہ پوربی اور گوشہ شمال و مغرب مین بہا مقام ہر زمین صوبہ مذکور کی پتہلی
پانی وو رنگ جو کہدے تو نکلے ہونے جوتنے کا مدار بارش پر ہے اسی
سبب زراعت ربیعی کم ہوتی ہے اور فصل خریف مین باجرہ جوار مونٹہہ بکثرت
کہین اٹہوان کہین چہٹا اور ساتوان اور بعض جگہہ پانچوان حصہ غلہ کا جاگیردار کو
دیتے ہین مالگذاری کا رواج کم ہے **فصل دوسری** زمانہ شاہان اسلام مین
یہہ شہر دارالحکومت اس صوبہ کا تہا آب و ہوا شہر اجمیر کی گرم و خشک جاڑے مین
جاڑا قریب اعتدال اور گرمی مین گرمی کمال اکثر مقامات مین جنوب کیطرف
کوہسار اور بیشتر زمین دشوار گذار بنا بر اسکے سیسودیہ رانا اودیپور زمانہ

زمانہ سلطنت اسلامیہ مین سلاطینون نے کم دیتے تھے کیسلیے کہ لشکر شاہی ایکبار
وہان جا نہین سکتا تہا علاوہ اسکے کوسون پانی نہین ملتا لیکن اب تو اونہین
مقامات پر سرکار فیض آثار انگریزی کی توجہ سے اکثر بند تالاب کے بنگئے ہین اسلیے
بہ نسبت سابق زراعت بہی کثرت سے ہونے لگی ہے اور باشندے بہی
وہانکے جو محض بہایم سیرت وحشی ہیتے بوجہ ملازمی پلٹن اور نیز جابجا جاری
ہونے مدرسونکے اصلاح پانے لگے چنانچہ اس علاقہ مین راقم چند عرصہ تک
سرکار ابد قرار انگریزی کیطرف سے عہدہ نایب تحصیلداری پر ممتاز رہا ہے
اگرچہ اس صوبہ مین گرمی بشدت ہوتی ہے لیکن قریب شہر کے جو تالاب
اور باغات کی کثرت ہے گرمی مین بہی ایک لطف پایا جاتا ہے اگرچہ سحر
بنارس کی مشہور ہے مگر یہانکے سحر بہی سحر بنارس سے بمرتبہ بہتر ہے بیشتر
پانی شہر کے کوؤنکا شور ہے مگر چشمے اور باولیان اندر باہر شہر کے ہین
سب کی سب شیرین لیکن پانی جیسا چاہیے اوسنا ناظم نہین تاہم بعض بعض کنوئین
اور باولیونکا نہیت اچہا ہے آب وہوا بہی عموماً اچہی ہے مگر بہ نسبت شہر کے قلعہ
تاراگڈہ کی آب وہوا بہتر ہے اسی وجہ سے صاحبان عالیشان نے قلعہ مذکور پر
بنگلے واسطہ سکونت کے تعمیر کرائے ہین اور بنتے جاتے ہین جن کے باعث
رونق قلعہ کی زیادہ ہوگئی شہر کے باشندے تخمیناً چالیس ہزار ہین بالمختصر
یہہ شہر کثرت باغات وشادابی اور آبادی سے علاوہ شہر جیپور کے ملک
مارواڑ مین سب شہرونپر ترجیح رکہتا ہے بمبئے سے براہ مئو وغیرہ چہہ سو ستتیس میل
اور دلی سے دوسو اٹہاون میل اور اکبرآباد سے دوسو اٹہائیس میل کا فاصلہ
رکہتا ہے اگرچہ ہر ایک رُت مین طرح طرح کی پہول خوشرنگ وضع وضع کے
میوے ہوتے ہین مگر ہر قسم کے پہولونمین چنبیلی اور گلاب اور موتیا یہانکا

عمدہ مشہور ہے موسم بہار مین ہر روز نواح شہر کے باغات اور قطعات مین
افراط سے پہول خوشرنگ اور پاکیزہ اوترتے ہین باعث اکثر اوقات شہر خوشبوے
گلاب سے مہکا کرتا ہے شباب موسم پر چار پانچ روپیہ مین فروخت ہوتے ہین
راجپوتانہ کے گندہی یہان اکثر مہینے ڈیڑہ مہینے رہتے ہین اور عرق وعطر گلاب
نکالتے ہین پہلیل بہی یہانکا دور دور لوگ بطریق تجارت وتحفہ لیجاتے ہین
اور منافع خاطرخواہ اوٹہاتے ہین ۵۸۸ھ پانسو اٹہاسی ہجری سے یہہ ضلع زیر
حکومت دہلی کے مسلمان بادشاہون کے رہا بعہد محمد شاہ بادشاہ فردوس آرامگاہ
راجا سوائی جیسنگہ کا دخل چندے رہا۔ بعد ازان بارہ برس تک ابہی سنگہہ
و دیگر راجگان جودہپور کے قبضہ مین رہا سن سترہ سو چوپن عیسوی مین جنکو جی
سیندہیہ نے راجا جودہپور سے خون بہا آپاجی مرہٹہ مین جو ہنگام جنگ بمقام
ناگور دغا سے مارا گیا تہا ضلع اجمیر لے لیا۔ تین تیس سال تک مرہٹون کے
قبضہ مین رہا پہر سن سترہ سو ستاسی عیسوی مین مہاراجہ بجیسنگہ والی جودہپور نے
مہاراجہ جیپور سے متفق ہوکر عمل مرہٹونکا اوٹہا دیا اور اوسکا عمل تین سال تک
رہا سن سترہ سو نوے عیسوی مین مہاراجہ مادہوجی سیندہیہ نے فوج کشی کرکے
راجہ جودہپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کرلیا اوس برس سے تا بہ آخر ۱۸۱۸ع
مرہٹونکی عملداری رہی سن اٹہارہ سو اٹہارہ کے آغاز مین مرہٹون نے یہہ ضلع حوالہ
سرکار دولتمدار انگریزی کردیا۔ ابتداء عملداری انگریزی مین ایک تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی
اور کل دیہات خالصہ وجاگیر و استمرار متعلق ایک تحصیل کے رہے جب باہتمام
کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے
انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رامسر اور راجگڈہ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اور
تین پرگنہ اجمیر رامسر راجگڈہ مقرر ہوئے۔ اس ضلع مین دیہات خالصہ کی

دو قسم ہین - اول وہ دیہات خالصہ جنکا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوم علاقہ استمرار جنکا حاصل ہمیشہ کے واسطے دوام مقرر ہے اور کم و بیش ہونیکے لائق نہین ہے علاقہ استمرار سابق سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے۔ پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ پیسانگن پرگنہ ساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتداء عملداری انگریزی سے تعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رامسر کے ماتحت پرگنہ سرینگر مشہور ہے وجہ تسمیہ ان کی یہہ ہے کہ ان مقامات پر تہانہ جات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات متعلق ان تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام تہاد پرگنہ معروف ہوا - مردم شماری جو ۱۸۷۲ء مین ہوئی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع اجمیر مین جسکے اندر مگرہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکہ تیس ہزار بتیس نفر شمار مین آئے ۞ قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب و نیشکر و ترکاریات ہر قسم و جو و گندم و موٹہہ و مونگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ امرود انبہ انجیر الوچا اڑو چکپا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی تربوز خربوزہ جامن چکوترا سیب شہتوت شریفہ فالسہ کہرنی کیلہ کرنا کہجور گنا سفید اور سیاہ گوندہی ناشپاتی کمرکہہ نارنگی ترکاریون مین آلو اروہی کدو بہنڈی بتہوا بن کریلہ گوبہی پیاز پالک توری چقندر چوکا چولائی لوبیا چپنڈا رتالو سانگری سیم سویا سلاد شکر قند شلغم کرم کلا کولا کریلہ ککوڑا کچنار ککڑی کہیرہ گاجر گانٹہہ گوبی گنوار کی پہلی مولی میتہی ہاتہی چک پہولون مین گلاب کیوڑا موتیا رائبیل مدہ مالتی جوہی لالہ

نافرمان سورج مکہی گیندا گل عباس داؤدی گل مہندی مدن بان
مولسری چنبیلی کیتکی شبو ریحان بیلا موگرا گل دوپہریا چاندنی
عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور اقسام کے نئے نئے خوش رنگ
پہول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین ادویات بہی یہان کے پہاڑ اور سواد مین
اکثر ہوتی ہین چنانچہ افتیمون بہون پہلی بیرم ڈنڈی بسکہپرا تمان
گوکہرو بابونہ شیطرج راج ہنس شاہترہ ہرن سنگہی تربیزک
کاکڑا سنگہی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو خرفہ کاسنی گورکہہ منڈی
سرسون سرپہوکہ مقل تخم ریحان فریدبوٹی سنگہاولی دودی بیونکتی
تخم کتان سونٹہلی سفید بجرونتی موصلی سیمل رتن جوت سانکا اولی ـ
پودینہ صحرائی لجونتی اوندہاپہولی بچاری قند گہونگچی املتاس کی پہلی کنشنی
سماق سپستان بادیان گلو سعدکوفی خبازی زیرہ سفید اجواین
صلاجیت نرگنڈی کالی نگد وغیرہ اجمیر کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین
اجیپال نامی اک راجا ہوا ہے اوسنے پہاڑ پر شہر پناہ بنواکر پہاڑ مین
شہر آباد کیا چونکہ زبان ہندی سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام
اجیپال تہا اسلئی اسکا نام اجیمیر رکہا گیا اور یہہ شہر سمت دوسو دو راجا جدہشٹر مین
آباد ہوا زمانہ سابق مین اسکو جیمیر اور جیدرگ اور آدمیر اور اجیا
نگر اور بیلو پور بہی کہتے تہے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابون مین یہہ لکہی ہے
کہ یہہ بکری چرانیوالا تہا۔ بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑ پر
رہتا تہا ہر روز دودہ لیجا کر پلایا کرتا تہا اوسکی دعا سے یہہ اس ضلع کا راجا ہو گیا
اور اجگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہہ نام پدم پوران مین تحریر ہے اور اُس پہاڑ پر
بکریونکے کہرون کے نشان ہین اور وہان کے مہادیو کا نام اجگند ہے اور اسکی

قریب ہی ایک مورت جو پتھر کی تراشی ہوی ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے
یہہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پہر نور چشمہ مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹھہ
سنہ ۵۶۱
ہجری یعنے روز تشریف آوری خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ العزیز سے اس کی
آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ جنوب و غرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ
جلال الدین اکبر سے نوبو ًتا فیو ًما آبادی افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہہ تہی
کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتح پور سے
سن ہجری نوسو ستتر مین تاریخ چودہوین شعبان روز یکشنبہ کو پا پیادہ روانہ ہوا
چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین یہ تشریح ذکر اوسکا تحریر ہوگا ہر کوس کوس کے
فاصلہ پر اکبرآباد سے اجمیر شریف تک ایک ایک کنوان اور مینار بنوائی اتنک
بعض بعض جگہہ موجود و قایم ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہ تہی جب جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کے شہزادہ مراد پیدا ہوا سلطان مذکور نے شہر پناہ اجمیر کے
بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین سال کے عرصہ مین عمارت قلعہ و دولتخانہ شاہی اور
مسجد اکبری واقع درگاہ شریف محوطہ کے اندر لطیف اور نفیس چونہ اور گچ کی باہتمام
اسماعیل قلیخان تیار ہوتی اور اسکا چار ہزار چھیالیس گز جب بادشاہ نے
دولت خانہ اور قصر عالیشان کنارہ تال آناساگر کہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے
بنوایا پہر تو ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوا آنکی اور بہی بعضے بعضے بادشاہی
ارکان نے موافق اپنے قدر و حوصلہ کے عمارتین ستہری دلچسپ اور
باغ سرائین بنائین اس سبب سے شہر دلچسپ اور خوب آباد ہو گیا
اور اب تو سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین آبادی اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے
اس شہر کو دیکہا جاوے تو سوا حویلیون کے کچھ بہی زمین خالی اور سائیبان
کا بہی نظر نہ آوی لطف یہہ کہ دیکہنے والیکو یہہ ثابت ہو کہ اس شہر کی کل

تعمیرات سوار دولتخانہ اکبر بادشاہ کے آج تکبر طیار ہوئی ہین علیٰ ہذا القیاس بیرون
شہر بہی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات کہ جنکا بیان باب دویم مین مرقوم ہوگا
روزافزون بارونق اور آباد ہوتے جاتے ہین چنانچہ ایک معمورہ نہایت
معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ میو کالج کے سبب سے اور بہی
رونق کی امید ہے **چیتوڑ** مشہور قلعہ ہے اسی صوبہ کے متعلقات سے
اورکوکندہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جیت کی کہان ہے اور چین پور مین
تانبے کی لیکن یہہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکہتا ہے سابق رانا کے
تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو پچہتر ہجری مین
اسکو لیا قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہانکے رئیسونکو
راول کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین قوم انکی گہلوت
اسوجہ سے کہ انکی داوا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی
سیسودیہ کہلاتے ہین سوا اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے
اپنے تئین برہمن بہی ٹہیراتے ہین اور ان کے خاندان کا یہہ دستور ہے
کہ رانا جب مسند حکومت پر بیٹہے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتہے پر
کہینچے اور یہہ بات جو مشہور ہے کہ اودیپور کے رانا نے اپنی بیٹی کسی
بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے
اودیپوری محل ہونیسے ثابت ہوتا ہے کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے
ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی یہہ عبارت تحریر ہے کہ
دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنے رانا اودیپور سے تہی اور
اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ خاندان میواڑ سے ہے
دختر تہی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی کے ایک شہر آباد کر کر

سنہ ۹۷۵ ہجری

شہرپناہ پختہ بنوائی اور اوسکا نام شاہپورہ رکہا - آیندہ العلم عند اللہ قصبہ سانبہر
اجمیر سے ستائیس فرسنخ سمت شرق ہیہ قصبہ ہے نمک وہان کا نہایت مشہور ہے
اور بیشتر کہانے مین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لنبا کوس بہر چوڑا
ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اوسکی ہیہ ہے جہان زمین
کہود کر پانی سے اوسی بہر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک آلود ہو
جاتا ہے جہان کہود کر اوسکو کنارے پر ڈال دیا اور پانی چہڑکا نمک صاف
اوسمین سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکہہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت
خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہم
اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سر راہ اجمیر شریف واقع ہے اخبار الاخیار
اور مونس الارواح اور ہدایت المعین مین درج ہے کہ خواجہ فخر الدین نے انکا نام
ہمنام اپنے برادر خورد کے جو صحبت ابدالون مین ملکر غایب ہوگئے تہے رکہا تہا ۞
قصبہ ناگور یہہ ضلع اب تحت مارواڑ کے ہے وجہ اسکی بنیاد کی یہہ ہے
کہ راجا پتہورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ چراگاہ جہانکی آب و ہوا نہایت خوب
اور مرغوب موافق مزاج مویشی کے ہو تجویز کیجاوے چنانچہ اطراف و جوانب کے
آدمی عاقل اور ہوشیار واسطہ انصرام اس کام کے روانہ کئے ایک شخص کا گذر
اوس جنگل مین جہان اب شہر مذکور آباد ہے ہوا کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو نے
تنومند بچہڑا جنا ہے اور شیر نر سے مقابلہ کر رہی ہے ہر چند کہ شیر متواتر حملہ
کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ اپنی چستی اور چالاکی سے اوسکا قابو چلنے دیتی نہین
شخص مذکور جو یہہ تماشا عجیب و غریب دور کہڑا دیکہہ رہا تہا بمعیت مردمان
ہمراہی کے شیر کو للکارا آخر کار شیر نے رم کی اپنے در مراد نا تمام انکے باعث
اجمیر کی راہ لی پہونچکر تمام کیفیت گاے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکہونسے

جو دیکھی تھی مفصل کہہ سنائی القصہ راتھور اسنے اوس سرزمین کو پسند کرکر کہ محض
ایک جنگل تھا شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک قلعہ نہایت مستحکم بناکر نام اوسکا
ناگور رکھا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے معروف بہ ناگور ہوگیا بیل یہانکا اور
جگہ کے بیلونسے بمراتبہ بہتر صورت شکل اس کی نہایت خوب ڈیل ڈول نہایت
خوش اسلوب قد و قامت مین بہی بلند قوی جثہ اور تنومند ہوتا ہے الغرض
قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تہا مگر عہد سلطنت مغلیہ مین حسین قلیخان کو
اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اوسنے ایک مکان حاکم نشین اور تالاب
لطیف اور مسجد عالیشان وہان بناکر رونق اوسکی دوچند کردی پہر دن بہ دن
آبادی بڑہتی گئی ابوالفضل اور فیضی یہانکی ہی رہنے والے تھے حسین قلیخان کے
مسجد بناکردہ کے ناصیہ منبر پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؛ درزمان ولی و والی عہد
شاہ اکبر شہ بحق موصول ؛ خان مقبول حق حسین قلی ؛ کہ بنا شد جو او حسن قبول ؛
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا ؛ کہ بود قبلۂ فروع و اصول ؛ منزل جملہ پاک دینان ہست
ہمہ پاکان درو کنند نزول ؛ جست تاریخ او وصالی گفت ؛ بیت کل تقی احدیث رسول ؛
سنہ ۹۷۲ ہجری مین یہہ مسجد تعمیر ہوئی - بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد رفیع الشان
وسط شہر مین قریب قلعہ سن ایک ہزار چہپن مین بناکر دارین مین نیکنامی لی
اور نیز اسنے آبادی کو اور ترقی دی یہہ کتبہ طاہر خانکی مسجد کے اوپر کندہ ہے
بعہد حضرت شاہجہان آنکہ ؛ شہ صاحب قران بادین و یاد اد ؛ طاہر خان دران [illegible]
زالطاف و نوازش در وطن داد ؛ بتوفیق حق ان خان جوان بخت ؛ بدین تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پی سال بنایش ؛ بگو بنیاد طاہر خان قوی باد ؛ پہر سن ایک ہزار چہہتر مین
اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگہہ ولد راو امر سنگہہ کی جاگیر مین مقرر ہوا
چنانچہ اسنے کتنے مکانات پرفضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلیخان

کنارہ حوض گدہانی پر سنہ ۱۰۷۶ ہجری میں باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا کیا چنانچہ یہہ
کتبہ دروازہ پر کندہ ہے وہو ہذا بناشد این دروازہ اسلام درعہد ابوالمظفر
محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی درعمل اقبال اجلال پناہ
شہامت و تہور دستگاہ راجہ رائسنگہہ ولد راو امرسنگہہ در اہتمام حکومت پناہ
ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم الحرام سنہ ۱۰۷۶ ہجری
درگاہ خلاصہ عارفین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس سرہ کی بستی کے اندر
سمت شمال ہے اگرچہ اس مختصر میں آپ کے کمالات ظاہری و باطنی نہیں سما سکتے
مگر تبرکاً ذکر خیر آپکا واسطے آگاہی کے بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا
حضرت سلطان التارکین ہے اور کنیت ابو احمد خلفا سے خواجہ بزرگ معین الحق
والدین میں صاحب فضل و کمالات ہیں سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
تک کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہیں پہونچتا ہے سن شریف
آپکا کچہہ کم سو برس کا تہا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی
حالت ذوق شوق میں زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہو کر فرمانے لگے
کہ جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے درِ اجابت وا ہے ایک نے
دنیا چاہی دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکہہ کر
فرمایا کہ اے حمید الدین تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ میں سرخرو و مکرم رہو آپ نے
جواب دیا کہ بندہ کا چاہنا وہی بہتر جو رضائے مولیٰ ہو حضرت خواجہ بزرگ نے
اوسوقت یہہ ارشاد کیا ؛ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین
حمید الدین صوفی ؛ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا اونتیسوین
ربیع الآخر سن ہجری چہہ سو تہتر میں وفات پائی اوس روز بڑا میلہ ہوتا ہے
زن و مرد بکثرت دور دور سے بہی آتے ہیں اور نذرین چڑہاتے ہیں آپ کی

اولاد سے اکثر لوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے
بنوایا بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زرد پتھر کا جسکی منبت کاری
دیکھہ انسان عالم حیرت مین آتے بلکہ نقش دیوار بنجائے بنا کیا یہہ کتبہ جانب
چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے ؛ عن سلیمان علیہ السلام
اعظم المصایب فوت الوقت بلا فایدۃ حررہ العبد میر بزرگ بن میر محمد معصوم
النامی تخلصاً والبکری مسکناً وترمذی اصلاً والحسینی نسباً وکان لما ذالک
فی سنتہ ثمانیہ والف اور دوسرے پتھر پر یہہ کندہ ہے

## نظم

؛ نامی بکشا چشم بصیرت درباب ؛ بنیاد زمانہ ہیچو نقشیست برآب ؛
؛ با تو گویم حقیقت دنیا چیست ؛ بیداری یکزمان و باقی ہمہ خواب ؛

جانب راست داخل دروازہ پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ دو جہان در نظر دیدہ وران مختصر ست
ہر کہ بر بست از و چشم طمع دیدہ ورست ؛ تا تو بدعہد رہ مہر و وفا بر بستی ؛
نامی دل شدہ را دیدہ بہ دیوار و درست ؛ بعد از فتح دکن اعلیحضرت بندہ را بجانب
عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم سنہ ۱۰۱۰ در حین مراجعت از ایران در
ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی در ینجا رسیدہ واین چند بیت از خمسہ الشان
کہ در ینولا باتمام رسانیدہ بودند تحریر نمودہ در سنہ ۱۰۱۳ از (معدن الافکار) ؛ ؛
؛ بحر زگرداب تست کاسہ گر ؛ تا سے از جود یا بدگہر ؛ از (حسن ناز)
؛ قریب لعل آن چشمہ نوش ؛ شدہ سرگرم چون در بنا گوش ؛
(از اکبر نامہ) بگلچینی ان گلستان شدم ؛ سراپا صبا وار دامان شدم ؛
از (رار صورت) حسن ست درم خریدہ او ؛ خوبی گل آفریدہ او ؛ از (خمسہ
مخیرہ) ہست بر نامت ابتداے ہمہ ؛ ہم آغاز و انتہاے ہمہ ؛
اگرچہ اندر شہر کے اور باہر اسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ

انہین مین سے میر ظہیر اور حمید الدین کا سلسلہ یہین ہین شمالی دروازہ کے باہر قریب
محلہ آہنگرون ملتا نیکی لوگ اکثر انہین بزرگوارون کے مزار بتلاتے ہین اور بعض انکو
مزارات شہر درویہ الغیب عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستونون پر یہہ کتبہ
کندہ ہے ؛ گوئیند بوز فاتحہ را فایحہ ؛ زان فاتحہ بخش نکہت رایحہ ؛ بر روح
گذشتگان فرست اخلاصی ؛ محتاج دعائیم بخوان فاتحہ ؛ حررہ میر بزرگ شاہ
اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے یہہ ابیات نامی کندہ ہین
تو خفتہ براہ و کاروان تیز ؛ بنشین و چو گرد باد برخیز ؛ نامی چہ نشستہ درین راہ ؛
می نہ قدمے دراز و کوتاہ ؛ **نصیر آباد** اجمیر سے سات کوس کے تفاوت سے
گوشہ جنوب اور مشرق مین چہاونی نصیر آباد کنکریلی زمین پر آباد ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہہ ہے کہ جنرل لونی اختر رزیڈنٹ کو شاہ دہلی نے خطاب نصیر الدولہ کا
دیا تہا اوسنے بیس نومبر ۱۸۱۸ء کو چہاونی کی بنیاد ڈالی اصلی نام اوسکا نصیر آباد
رکہا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتہہ بسائی ہے کہ دید کے لایق ہے
بارگون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدا الینین برابر برابر سڑکین ستہری
ہموار سراسر- آب و ہوا یہانکی نہایت خوب ؛ پیر و جوان کو مرغوب
درختان سایہ دار دو رویہ سڑکون پر لگے ہوئی ؛ سڑکون کے قریب بنگلونکے محوطونمین
قسم قسم کے پہول گلشنون مین کہلے ہوئی دیکہہ کر خدا کی قدرت یاد آتی ہے
خصوصاً برسات کے موسم مین تو عجب لطف و تاثیر نظر آتا ہے یعنی جہانتک
بیک نظر جاوے تختہ زمردین نظر آوے - سبزہ نوخیز کا عالم ہی علیحدہ کوٹہیون
بنگلون اور لب سڑک ہری ہری گنجان درختونکا طور ہی جدا عرصہ چار سال تک
راقم اثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار یہان رہا ہے اس کیفیت اور بہار کو
خوب دیکہا ہے **فصل تیسری** اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ خواجہ حسین

ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد مین ہر سودن انہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ
معین الدین چشتی کے مزار شریف کی جو اوسوقت تک خام تہا مجاورت کی اور
عبادت مولی مین مشغول رہے جس زمانہ مین کہ شہر اجمیر خراب ہوگیا تہا اور
اوسکے گرد جنگل مین شیر رہتے تہے حضرت خواجہ غریب نواز کے قبر شریف پر عمارت
نہ تہی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول بنیاد عمارت روضہ شریف کی رکہی اور
اوسکی صورت اسطرح لکہی ہے کہ سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ منڈو
خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق سے بلوایا کرتا تہا اور خواجہ موصوف قبول
نہین کرتے تہے تب سلطان سے لوگون نے کہا کہ اگر یہہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو
پہونچے کہ موئی مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین
تو بے اختیار چلے آوینگے سلطان نے یہہ خبر خواجہ حسین کو پہونچائی اور وہ
سنتے ہی بے توقف روانہ ہوکر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تہا
فوراً موئی مبارک خواجہ حسین کے ہاتہہ پر آگیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض
مدعا کے بہت سے تحفہ ہاے عالی پیش کرے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کئی لیکن
اونکی فرزند کے دلمین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے
یہہ اجازت دی کہ جو اس مال کو لیا چاہتی ہو تو چاہئے کہ روضہ خواجہ بزرگ اجمیری
اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو چنانچہ اوس
مال سے یہہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگ وار پر موجود ہے بنائی گئی
اوس گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر یہہ تاریخ بخط نستعلیق
تحریر ہے ؎ از پی تاریخ نقش گنبد خواجہ معین * گفت ہاتف کو معظم قبہ عرش برین
اس تاریخ سے نوسو انتالیس ہجری نکلتے ہین ۔ لیکن غالباً یہہ تاریخ نقاشی گنبد
کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹہہ سو آٹہہ ہجری مین فوت ہوا اور یہہ بہی

پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین کے عہد مین
یہہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہو اور دروازہ روضہ حضرت خواجہ غریب نواز کا
ایک اور بادشاہ منڈو نے عمارت روضہ کے پیچھے بنوایا اور اسی روپیہ مین سے
بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جسکا
بیان ناگور کے حال مین لکھا گیا الغرض سن ہجری نوسو انتالیس مین یہہ گنبد
معہ مزار مبارک سنگین کے بالاء قبر خام بنایا گیا باہر سے دیکھو تو گنبد پر سونیکا کلس
کلان اور اسکے کنگورونپر سنہری کلسیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے
سنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش مین کاشانی مخمل کی
زرین چھت گیری کے نیچے قمقمہ سونیکا زنجیر طلائی مین اویزان ہین اور چارون گوشونپر
چار قمقمے طلائی سونیکی زنجیرون مین لٹکے ہوے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہی مین ان
قمقمونکا تخمینہ ہوا تھا ہر ایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ انکے چاندیکے
قمقمے چارونطرف متصل متصل اویزان ہین اور سنہری چوکھٹونمین آینہ دیوار کے اندر
نصب ہین اور یہہ اشعار آب زر سے روضہ کے اندر لکھے ہوئی ہین ؎

خواجہ خواجگان معین الدین ؎ اشرف اولیا روی زمین ؎ در جمال و کمال او چہ سخن
این مبین بود بحصن حصین ؎ مطلع در صفات او گفتم ؎ در عبارت بود چو در ثمین ؎
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین ؎ بر درت مہر و ماہ سودہ جبین ؎
خادمان درت ہمہ رضوان ؎ در صفا روضہ است چو خلد برین
ذرہ خاک او عبیر سرشت ؎ قطرہ آب او چو ماء معین
نور چشم معین خواجہ حسین ؎ بہر نقاشی بگفت چنین
کرد شو ورنگ تازہ کہنہ زنو ؎ قبہ خواجہ معین الدین

اسکے آگے کے دو شعر ایسے فرسودہ ہوگئے ہین کہ پڑے نہین جاتے

مگر یہہ ثابت ہوتا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی از سر نو حضرت خواجہ حسین
اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً اڈہائی سو برس گذرے ہ مزار شریف پر سیپ کے
کام کا چہپرکہٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانیوالے نے عجیب باریک سیپ کا
کام کیا ہے کہ نقش ارژنگ کو مات کردیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبان صندلی
رنگ کی رنگت قربان اور اوسکی ہر ایک بیل سلسل پر سنبل تر نثار بدل وجان
چہپرکہٹ کی چہت مین کبہی سبز مخمل رومی کی چہت گیری اور کبہی زردی کی مغرق
کام زرین کیا ہوا لگی رہتی ہے اور اوسکے کنارونپر چارونطرف سونیکے قمقمے جگمگاتے
چہپرکہٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی و
ابری و فیروزہ ویشب و اعجوبہ والہنیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے
پہول پتے منبت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئی ہین کہ بیان سے باہر تعویذ
مزار پرانوار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین
جڑا ہوا ہے آپکا مزار پرانوار ہمیشہ زربفت کمخاب پر زر تمامی اور مشجر کے
قبر پوشونسے ڈہنکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولونکی چادر ہمیشہ آراستہ کیجاتی ہے
چہپرکہٹ کے بیچ چاندیکا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت مین
ایک لاکہہ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچہہ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا
ایسے مقام پر اکثر ساتہہ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہہ سونیکا کٹہرا
لگا ہوا تہا چنانچہ توزک جہانگیری سے منقول ہے یعنے جہانگیر بادشاہ لکہتا ہے
کہ سن ایک ہزار پچیس ہجری مین بسبب برآنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی
کہ مجحر طلائی جالیدار اوپر مرقد منور حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دین ستائیسوین
تاریخ رجب المرجب کو طیار ہوا مینے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکہہ دس ہزار
روپیہ اوسکی لاگت مین صرف ہوئے اس کٹہرہ کے تہوڑے فاصلہ سے ایک

دوسرا چاندیکا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجا جیسنگھہ والی جیپور کے حکم سے شیخ محمد حیات
اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اوسکا بیالیس ہزار
نوسو اکسٹھہ تولے تین ماشہ ہے یہہ دونو کٹہرے نواب علیۃ العالیہ جہاں آرا
بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا
بنوائی ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد پیشہ اپنا آستانہ شریف کی خدمتگذاری کے
لئے نذر کردیا کہ اون لوگونکی اولاد ابتک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہین
الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچھہ اوپر سوا دو سو برس آجتک ہوئی گنبد شریف کے اندر
سنگ مرمر کا فرش نہایت مصفا ہر ایک پتہر مربع ترشا ہوا گرد اونکے سنگ موسیٰ کی
پٹیان جڑین ہوئین نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق
یمین و یسار دو حجرے بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے
دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگونکا قول ہے کہ اسکے اندر طلائی سلاخین
اور برتن سونے چاندیکے رکھے ہوئے ہین غالباً وہ سلاخین طلائی اوسی
مجہر کی معلوم ہوتی ہین جسکو جہانگیر بادشاہ نے سن ہجری ایک ہزار پچیس مین مرقد
مقدسہ پر نصب کرایا تہا آیندہ الغیب عند اللہ ؞ دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے
اوسکے اندر قبر پوشش قران مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرہ رکھا
رہتا ہے شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش ہی اوسکا نہایت
پر تکلف ہے اس دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑ دون کی جوڑی ہے
کہتے ہین کہ بعد فتح ملک رانا کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ سے لاکر چڑہائی ہے
چنانچہ یہہ شعر اوسپر کندہ ہے ؞ رکھے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ ؞
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ ؞ اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے
اوسکے دیوار دونو طرف یہہ دو بیت بخط نستعلیق لکھی ہوئی ہین ؞ وہو ہذا

بیا کہ کعبۂ اہل دلست خواجہ معین ٭ کہ طوف مرقد او میکنند شاہ و گدا ٭

٭ زراہ صدق درآ در مقام خواجہ معین ٭ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوا ٭

جانب خارج دروازہ روضہ کے سن ہجری بارہ سو چالیس مین نواب فیض اللہ خان
بنگش نے اژدہات کے کیواڑ کامی دار چڑہوائی اور اونپر یہہ تاریخ کندہ کرادی ہو ندا

٭ خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالیست ٭ ساخت دروازہ درگاہ معین جاوید ٭

٭ چونکہ درگاہ معین ست چو خورشید بلند ٭ سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید ٭

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زرد رنگ دیوار مین نصب ہے
اتنا بڑا اور خوش رنگ عقیق کم دیکھنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابون مین
سنگ مرمر کی جالیونپر زرین پردے پڑے ہوئی کہ جنکی دید سے عقل حیرت کو
اپنے ساتہہ لاتی ہے ٭ موسم گرما مین زرین پردونکی جگہہ خس کے پردہ لگائی جاتے
ہین اگر اس روضہ کو روضہ رضوان کہئی تو زیبا ہے اور نور کا بقعہ سمجہئی تو روا ہے
سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام فیض انجام مین پای جاتی ہے ٭
کیسا ہی دلگرفتہ کیون نہو اپدہر روضہ شریف مین آیا اور غنچہ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا
دنکو ضیا و نور شب کو روشنی کافور کا دفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے
مگر دم سحر بیان سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نوا سنج کا درختونپر گرد و پیش
روضے کے بذکر حق شور۔ اودہر نقار خانہ پر نوبت کی ٹکور۔ نسیم سحر کا ناز و انداز سے
خراماں چلنا شمعونکا جہلملا جہلملا کر جلنا قوالونکا بہیروین گانا۔ صوفیان صاف دلکو
وجد و حال آنا۔ ذاکران شب زندہ دار کا حجرونمین نعرہ اللہ ہو لگانا ایک جانب خانہ
خدا مین واسطے ادا سے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیونکی کثرت ظہور نور کا وقت
ہوا کا چلنا۔ پہولونکا کہلنا۔ غرض جو لطف اوسوقت حاصل ہوتا ہے اوسکا لکہنا
عشر عشیر بہی محال ہے اس کیفیت کو جسنے بنظر حقیقت دیکہا ہے اونکو لطف

اوٹہایا ہے

## مسجد حضرت بی بی حافظ جمال

یہہ مسجد روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے
اسکی جسقدر تعریف کیجاوی بجا ہے اور جتنی توصیف کیجئے روا ہے کیونکہ اسمین
حضور خواجہ غریب نواز کی صاحب زادی آسودہ ہین آپ کے اوصاف حمیدہ
حیطہ تحریر مین کب آسکتے ہین اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر کچھہ مجمل حال
ایکی پیدایش کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین ایا ہے
اگرچہ اسکی بنا کا حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ مجد پر کندہ ہے جسکے
ذریعہ سے حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت
خواجہ بزرگ کے ساتھہ یہہ مسجد تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڈھے تین سو سال کے
قریب عرصہ گذرا آپ کے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری
وطلائی وسنگ لہسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخاب نامی
مشجر کے قبر پوش کے اوپر پہولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہہ مسجد چونہ اور سنگ سے
بنایا گیا ہے سر سے پیر تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ نظر لگجا نیکا گمان ہے تمام
دیوارون مین وہ تحفہ چونیکا صندلا ہے کہ آئینہ کیطرح منہہ دکہلائی دیتا ہے مسجد کا
دروازہ کمانیدار نہایت شاندار ہے اسکے سامنے جو چھوٹی قبرین ہین وہ آپکے
صاحبزادون کی ہین جو صغر سنی مین فوت ہوئے تہے جنت شرعی یعنے شوہر آپکے
حضرت شیخ رضی الدین جنکا مزار ناگور سے قریب ایک کوس کے کنارہ حوض
منڈہ بولا کے ہے

## مسجد حور النسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شریف کے غربی یہہ مسجد حور النسا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جسکو یہانکی خادم

چمنی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین ۞ توزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ مین
لکھا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ اٹھتیسوین ماہ جمادی الاول سن ہجری ایک ہزار
پچیس مین حورالنسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی پا انداز حضرت
خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئین نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا ۞ بہرحال ایک مختصر سا مقبرہ سنگ مرمر کا
بنا ہوا ہے کیواڑ اسکے سنگ مرمر کے تہے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق یمنی کے
تختے بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر اوسکے پھینکتے
بخیال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کر دیا ہے جالیان بہی بند
کرادی ہین اسلئے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہوگیا ہے ۞

## احاطہ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہہ محوطہ سنگ مرمر کا
نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جسکے ہر در مین صفائی اور نزاکت خوشنمائی
خوبی بہری ہے ساخت اسکی مثل عالم طلسمات جسکے روبرو نگارخانہ چینی مات
ہر در مین سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازہ پر کلس سونیکے لگے ہوئے
نقاشی سے محرابون پر لکھا ہے بہجزان کہلے ہوئی شب ماہ مین سنگ مرمر کی سفیدی
اور صفائی کے آگے چادر مہتاب میلی دکہائی دیتی ہے اور دن کو دہوپ
بہیروپ نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ایسا نفیس اور
مصفا ہے کہ پاسے نظر تک اوسکی صفائی پر پہسلا جاتا ہے احاطہ مذکور کے
دو دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا غرب رو دروازہ جنوبی بنام
پا انداز دروازہ اور غرب رو بنام ملکی دروازہ کے مشہور ہے ۞

## بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ سے ملحق ہے دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سن ایک ہزار ترپن ہجری میں تعمیر کرایا چھت ستون کٹہرے کنگورے سنگ مرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی کا اسقدر پر تکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے مصفا باہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئی دیوار در مین نقش و نگار سے گلہای بیجزان کہلی ہوئی ہر در مثل دلہائی اہل عرفان کشادہ قصر قیصر اور محل فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب درخشان شب کا پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چھت مین تمامی کی چھت گیری لگی ہوئی جسکے چارونطرف قریب قریب قمقمے چاندیکے لٹکے ہوئی عمدہ عمدہ خوشنما بیش جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتہونکے لکھی ہوئی وسط کی محراب پر سنگ مرمر مین جواہر گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے عوام الناس اوسکو نورجہان بیگم کے گلے کی دہکدہکی کہتے ہین اسکے اندر ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئی ہین اگرچہ اتنی بڑی دہکدہکی شاہزادی موصوف کے گلے کی ہونا قیاس مین نہین آتی مگر بہرحال اتکب موجود ہے ہوا بھی اسمقام دلکشا کی عنبر بیز مشک خیز ہے کیونکہ روضہ شریف کے پہلو مین بسی ہوئی نسیم و صبا اسجگہ آتی ہے گلشن فردوس کا لطف یاد دلاتی ہے چوڑان چکلان اونچان اسکی نہایت مناسب کنگورہ نہیر خوبصورت خوبصورت سنہری کلس اور کلسیان آگے سرخ سائبان دالان کے روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش کیا ہوا گرد اوسکے اوسی وضع کا سنگین کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش الحان اسجگہ گاتے ہین عارفونکو وجد اور حال آتے ہین ہر جمعرات اور شروع چاند کی چہٹی تاریخ اس صحن کلکنگ جمین مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشائخین پرتمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکی

اکثر شہر کی خلقت حاضر ہوکر محفل کی کیفیت دیکہتی ہے چہہ ساعت شب تک
یہہ جلسہ قایم رہتا ہے وقت برخاست محفل کے قوال ملکر کڑکا جو عبارت راگ ہے
اور اوسمین تشریف آوری حضور خواجہ بندہ نواز و استیصال کفر کا مضمون ہے
گاتے ہین گویا زمانہ ماضی کو حال کر دکہاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے
روضہ شریف کے دروازے معمور ہو جاتے ہین ٭ بانی تعمیر نواب علیہ العلیہ
جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تہین
کتاب مونس الارواح کہ جسمین بشیتر ذکر خیر و برکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا
مندرج ہے انہین کی تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت
خاص مصنفہ ممدوحہ نے اپنے ہاتہہ سے لکہی ہی یہہ ہے ٭ بعد از حمد خدای احد
صمد جل جلالہ و پس از درود رسول او محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت و فیروزی طالع از دار الخلافہ اکبرآباد در خدمت والد بزرگوار خود
متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر شد و ایستادم از تاریخ ہژدہم ماہ شعبان المعظم سن یکہزار و پنجاہ و
ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم ٭
موفق شدم برانیمعنی کہ ہر روز در ہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم و یکبار سورۂ یسین
با فاتحہ از روی کمال اخلاص و عقیدہ تمندی خواندہ ثواب آنرا بروح پرفتوح مطہر منور
حضرت پیر دستگیر خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ عنہ نیاز مینمودم چند روز کہ در عمارت
مذکورہ توقف واقع شد از نہایت ادب شبہا بر پلنگ نخوابیدم و بطرف روضہ
متبرکہ حضرت پیر دستگیر پا دراز نساختم بلکہ پشت بہ آنجانب نکردم و روزہا در زیر
درختان میگذرانیدم و ببرکت آنحضرت و اثر فیض این سرزمین جنت آئین جمعیت
و ذوقہا روی میداد و یک شب سوم چراغانے بخوبی کردم و در زینت و خدمت
روضہ آنچہ از دست آمد و خواہد آمد تقصیر نکردہ ام و نخواہم کرد الحمد للہ و المنۃ و

وصد ہزاران ہزار شکر کہ روز پنجشنبہ چہاردہم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور سعادت حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل شد یک پہر روز مانده بروضۂ مقدسہ رفتم و داخل گنبد شریف شده ہفت مرتبہ گرد قبر پرنور سیر خود گشتم و بمژگان خود جاروب کردم و خاک خوشبوے انجا را توتیاے چشم خود ساختم دران وقت عجب حالتے و ذوقی باین فانیہ رو داد کہ تحریر راست نمے آید از نہایت شوق سراسیمہ شده بودم نمیدانستم کہ بگویم و چکنم القصہ عطر و چوده اول بر قبر معطر معنبر آنحضرت بدست خود مالیدم و چادر گل کہ بر سر خود برداشتہ آورده بودم بربالاء قبر مبارک انداختم و در مسجد سنگ مرمر کہ بصرف دو لکھ و چہل ہزار روپیہ پدر بزرگوار حق شناس این فقیره راست کرده اند رفتہ نماز ادا کرده و باز در گنبد مبارک نشستہ سورۂ یٰسین و فاتحہ بروح پرفتوح خواندم و تا وقت نماز مغرب در انجا بودم و شمعے بہ ارواح آنحضرت روشن کرده روزه را بآب چہالره افطار کردم عجب شامے دیدم آنجا کہ بہتر از صبح بود اگرچہ اخلاص و محبت و ہمت فانیہ تماشاے این نمیکرد باین قسم جاے متبرک پرفیض گوشۂ عافیت رفتہ باز بخانہ بیاید اما چہ چاره چار رشتہ دیگر دنیم افگنده و دست ہا میر ہرجا کہ خاطر خواه اوست اگر اختیار میداشتم ہمیشہ در روضۂ آنحضرت کہ عجب گوشۂ عافیت ست و من عاشق گوشۂ عافیت ہستم بسر میبردم و بسعادت طواف نیز مشرف میشدم ناچار بچشم گریان و دل بریان بصد ہزار افسوس ازان درگاه رخصت شده بخانہ آمدم و تمام شب طرفہ بیقراری در من بود و صباح آن روز جمعہ والد بزرگوارم کوچ کرده متوجہ اکبرآباد شدند ۞

## کرناٹکی دالان

یہہ دالان سنگ مرمر کا روضہ شریف کے مقابل سمت جنوب نواب والاجاه رئیس کرناٹک نے جسکا خطاب شاه عالم بادشاه دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تہا

۱۲۰۷ھ

سن ہجری بارہ سو سات مین قادر یار خان او جعفر خان اور علی محمد خان کے اہتمام سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضعی اوسکی مسجد ونکو مرغوب سنگ مرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم سے غرق آب عمارت تحفہ و لاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھکر مطربان خوش نوا و پریزخان مہ سیما حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن امید بہرتے ہین اس دالان کی بناکو اٹھتر برس گذرے یہہ کتبہ اوسکی تاریخ کا محراب پر کندہ ہے

درحضور خواجہ ہردو جہان ٭٭ آن معین الدین شہ شاہنشہان
چون امیر الہند کان عدل وداد ٭ بحر جود و آسمان اعتقاد ٭٭
یعنے آن نواب والا مرتبت ٭ نام والاجاہ عالیمنزلت ٭٭
کامران ملک کرناٹک بود ٭ بندۂ خاص خدا بیشک بود
از خلوص نیت وصدق عفیف ٭ برنہادہ کرسی جاے لطیف ٭
تا بیاسایند مردم اندرین ٭ موجب برکات باشد بالیقین
گفت چون تعمیر والاجاہی است ٭ ہم بنائیش موقف للّٰہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب ٭ وجد در خود کرد دل وا کرد لب
سال تاریخش بجو در این دعا ٭ باد دایم قایم این فرخ بنا ٭
از جلوس شاہ پنج و سی طلب ٭ شد مرتب دمہ پاک رجب

باہتمام آن فدویان والاجاہی محمد جعفر خان و قادر یار خان و علی محمد خان حصول سعادت نمودم ٭ قریب اس دالان کے سمت شرق جو پانیکی سبیل ہے اوسکو بہی نواب مذکور کی تعمیرات سے مشہور کرتے ہین اسی دالان کے مقابل پایان روضہ شریف دروازۂ جنوبی کے پہلو سے ملحق دو چھوٹے سنگ مرمر کی جالیان ہین اوسکے اندر حضرت معین الدین خورد اور شیخ بایزید اور حضرت قیام الدین بابا ل

اور شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک نبیرہ گان حضرت خواجہ بزرگ آسودہ ہین ؀

## مقبرہ شاہ قلیخان

یہہ مقبرہ محمد تقی بخشی نے جسکا خطاب شاہ قلیخان اور منصب تین ہزار پانصدی
عہد اکبر مین ممتاز تہا اپنی حیات مین تعمیر کرایا تہا مگر اسمین اوسکو دفن ہونا نصیب نہوا
منتخب التواریخ مین درج ہے کہ سن ہجری ایک ہزار آٹہہ مین شاہ قلیخان نے
آگرہ مین وفات پائی عہد اکبر بادشاہ مین یہہ شخص اجمیر کا صوبہ دار تہا شہر سے
ایک کوس کے فاصلہ پر سمت شرق لب سڑک ایک باغ ابتک شاہ قلیخانکا
یادگار ہے جسکو یہانکے لوگ میر شاہ علی کہتے ہین الغرض اس مقبرہ کو بنے ہوے
کچہہ کم تین سو سال گذرے فرش ستون در و دیوار سنگ مرمر کی ہین گنبد لداؤ ہے
قبرونکی تعویذ سنگ ابری طلائی سے بنائے گئے ہین مقبرہ کے صحن مین بہی دور تک
سنگ مرمر کا فرش اور اسی قسم کے پتہر کا کٹہرا لگا ہوا ہے ؀

## صندلخانہ

اصل مین یہہ مسجد سن ہجری اٹہہ سو انسٹہہ مین سلطان محمود خلجی نے بنا کی اگرچہ
یہانکے لوگ اسکو نور الدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے
ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے
چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن اٹہہ سو انسٹہہ ہجری مین اتفاقاً اونلوگونکی
عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تہے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا
ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بہی اوسی بقعہ شریف مین
آسودہ ہین لیکن چونکہ تصرف ہندونکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی
نہین رہا یہہ عرض سنتے ہی اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر
کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی

سورچال قایم ہوئے اور گجادہر سردار اہل قلعہ نے جو راناکہا کیطرف سے قلعدار تہا
معہ فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہوکر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار سردار قوم
راجپوت نامی نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج
شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم و اسفندیار کو بقید رہا تے تہے
اونکی حملہ ہای متواتر سے ہرکوچہ و بازار مین فوج راجپوت کے کشتونکے پشتے نظر آتے
تہے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر شاہی کی تعاقب لشکر مغلوب
اور مفرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر چڑہ گئی اور قلعہ پر قبضہ کرلیا تب سلطان
شکر الہی اس فتح کا بجالایا اور طواف مزار حضرت خواجہ بزرگوار کا کرکر خادمان
و مستحقین درگاہ شریف کو مالا مال اور نہال کردیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو
سیف خانکا خطاب دیکر اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شہر مین صاحب سے ایسا
دریافت ہوتا ہے کہ ۸۶۰ھ مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا
مقرر کیا تہا الغرض یہہ مسجد عالی روضہ شریف کے شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین
اسکی خشتی اور سقف سنگین فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب
اس مقام فیض انجام مین صندل گہسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندلخانہ کے
مشہور ہے سبحان اللہ اس جا پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے
کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹہیر جاتا ہے معطر ہوجاتا ہے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے
جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت مولی مین مشغول رہتے تہے اب تک نشان
حجرہ شریف پہلوئی مسجد مین نمایان ہین

## چلہ حضرت شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدہ کاملین حضرت شیخ فریدالدین شکر بار کی

چلہ کشی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپ کی نگاہ کی تاثیر سے
خاک کے تودے کے تودے شکر ہوگئے تھے اس سبب سے لقب آپکا
شکر گنج ہوا الغرض دور تک چلے مین بطور تہ خانہ کے درجے بنے ہوئے ہین
بعض بعض واقف کارونکا یہہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے
اوسکا یہہ ہی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کردیا گیا ہے
اس چلہ کا دروازہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ
ماہ محرم کو کہولا جاتا ہے مگر جو کوئی وارد وصادر سے دیکہنے کا شایق ہو تو اپنے فایدہ کے
لئے خادم لوگ قفل کہولکر دکہلا ہی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنے سلطان محمود
خلجی کے شمالی دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خورد جنکا اسم مبارک رفیع الدین اور
بایزید خورد بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تہے آسودہ ہین
قریب آپکی قبر کی آپ کی والدہ اور آپ کی بی بی کے مزار ہین اونپر چنبیلی کی درخت
چہائے ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پہول کثرت سے کہلے ہوئے
طرفہ بہار دکہلاتے ہین گویا جنتی قبرپوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے
اپنی صنعت کاملہ سے ایک پہولونکا گنبد بنا دیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے
کہ بزرگونکے مزارونپر پہولونکا سائبان ہے اگرچہ عوام ان مزارونکو حضرت خواجہ
معین الدین چشتی کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین مگر تحقیقات سے
یہہ امر خلاف پایا گیا آپکے ازواج مطہرات روضہ شریف کے حجرون مین
مدفون ہین ؛

## شاہجہانی مسجد جامع

یہہ مسجد اعلی از روضہ شریف کی غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہہ تہی
کہ قبل از جلوس بعد فتح ملک رانا کے شاہجہان کو اتفاق اجمیر مین آنیکا ہوا

زیارت خواجہ بزرگ سے مستفید ہوکر دلمین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع اس مقام پر تعمیر کیجیے الغرض جسوقت کہ سلطان مذکور بلدہ لاہور مین سریر سلطنت پر بیٹھا اس مسجد کے تعمیر کا حکم دیا صاحب مرات الاسرار عبدالرحمان چشتی لکھتے ہین کہ مدت چودہ برس مین یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے ؛ شاید کسی باعث بنیاد مسجد کے شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ چودہ سال بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھہ چالیس ہزار روپیئے صرف کرکر شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوی گز شرعی اور عرض مسجد ۲۷ گز اور صحن مسجد ننانوے گز شرعی ہے ؛ اور گز شرعی آدم ستادی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین پانچ دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے شرقرو کسی شاعر نے یہہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؛ قبلہ اہل زمان شد مسجد شاہجہان اور ہیدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی دہوم دہام کا کہا ہے یہہ چند اشعار اوسکے لکھے جاتے ہین ؛ وہو ہذا

داد مین حرمت اجمیر را فیض قدم ؛ سرنوشت ساکنانش نیست جز خط امان
زین محل فیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ ؛ میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان
مسجدے کان کعبہ ثانیست تاریخش بود ؛ کعبہ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہو بہو مسجد کی تعریف لکھنے مجھہ جیسی ناچیز کی لاعلمی پر وال اور قوت ناطقہ سے ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکًا و تیمنًا اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے کار مانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشہ فرہاد کے سے شیرین بنیاد فرخندہ نہاد کا نقشہ تراشتا ہون واضح ہو کہ یہہ مسجد اعلی افضل المساجد ہندوستان ہے اگرچہ اور مسجدونکی تعمیر مین زر خطیر خرچ ہوا ہے مگر یہہ لطافت نفاست ملاحت صباحت

ادن مین کہان ہے عجب پرفضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین نظیر فرش و صحن
در و دیوار چہت ستون مینار سنگ مرمر کے اسقدر پرصفا کہ تماشائی ظہور صبح و کافور
اون کی تیزی صفا کے آگے ٹہنڈا اونکی آب و تاب چمک دمک اگر سیماب
دیکہے پارہ پارہ ہو جائے ہیرا دیکہے تو زہر کہا کر مرجاوے سقف پر گنبد زرنگار نثار
محرابونپر عجیب و غریب بہار جنکے خم دم کے روبرو خم ابروئے معشوقان نگین ادا
نے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی سبب سے پوشیدہ ہے کہ اونکے روبرو
ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے ؛ ستون ایسے کہ شمع کا نور اونکے مقابلہ
مین بے نور اور سرو چمن اونکی سیدہی قدی کا شیدہ شکر جکنا چور فرش پر وہ آب تاب
کہ گوہر دریا سے خجالت مین غرق آب فرش سے تا بہ عرش لاجواب کرسی پر کہڑی
زینونکا قرینہ ہی نیا ہر ایک زینہ لطافت بہر ہے یا دریاے صباحت کی لہر کہہ
سنگ تراشان آذری پیشہ نے تیشۂ جادو تراش سے عجیب و غریب
سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضۂ رضوان کا نمونہ زمین پر بنا دیا ہے بدیر نظر جاوے
چسپیدگی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین سما جاوے انتہائی فرش پہ
کٹہرے کے قریب مولسریونکے درخت سبز تخت اپنیمن ملے ہوے کثرت سے
پہول اونمین کہلے ہوئی جنکی لپٹ دماغ جان کو مہکاتی ہے مست خوشبو ایسی
کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی ہر تہلونپر سنگ موسی کی
پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکہونکی سیاہی سفیدی اونپر قربان وسط
کی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکہا ہوا ہے ؛ اسی کلمہ اور محراب
ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت زیارت تبرکات نبوی صلعم آمد
دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین دیر تک جاری رہا اور
عام خلقت نے اوسکو تبرک کا لیا ؛ باہر کی محرابونپر نود و نہ نام باریتعالی اور بہشت کندہ

شنیدم ز خاصان فرخنده فال
که پیش جلوس ابد اتصال

شهنشاه دین پرور دین پناه
فلک قدر شاهجهان بادشاه

پناه امم صاحب تخت و تاج
که دارد شریعت بعهدش رواج

پس از فتح رانا بعید عز و جاه
بدولت در اجمیر زد بارگاه

بطوف مزار حقایق شعار
معین جهان خواجهٔ روزگار

حقایق پناه معارف مآب
که دادش فلک قطب عالم خطاب

در آن روضهٔ پاک مسجد نبود
دلش را تمنای مسجد فزود

خداوند را با خدا شد قرار
که ماند ازو مسجدی یادگار

بسی بر نیامد ز دور فلک
که آن قبله گاه ملوک و ملک

چو بنشسته بر تخت شاهنشهی
ز لطف الهی بفرماندهی

کمر بست چست و قدم برکشاد
نه از راه رسم از ره اعتقاد

بتوفیق حق گشت کارش تمام
بنا کرد این مسجد و شد تمام

زهی مسجد بادشاه جهان
که دارد ز بیت المقدس نشان

خوشا قدر این خانه کز احترام
بود ثانی اثنین بیت الحرام

مقدس حریمی چو قدس خلیل
بوصفش زبان وقف ذکر جمیل

شمارند با کعبه اش توامان
که دیدست مسجد باین فر و شان

کشد دسته مژگان خود آفتاب
که جاروب کش یابد اینجا خطاب

نمایان در و کعبه وقت نماز
ز محراب در بر حرم کرده باز

بفرشش گذاری چو روی امید
شود نامه چون سنگ مرمر سفید

طلبگار حاجات دل بسته اش
بهار مناجات گلدسته اش

چو شاه جهان در محل نماز
بمحرابش آورد روی نیاز

بتوفیق محراب کرد از دو سو — بیک قبله پشت و بیک قبله رو

بسا نزد او دو چشمند مردم نشین — یکے خانہ کعبہ و دیگر این

نشسته بمسجد شهنشاه دین — بود کعبہ پیوستہ مسجد نشین

اجابت زند بر عبادت نیاز — خوشش آنکس که آنجا گذارد نماز

توان کرد در منبرش جان سپند — کزان نام شاہجہان شد بلند

بتکلیف مردم برای نماز — درش چون در توبہ پیوستہ باز

بود خطبہ شاہ تا در خورش — ز بال ملایک سزد منبرش

لب حوضش از آب زمزم پرست — ز محراب با کعبہ در بر درست

زلالش ز ہر موجہ بے دریغ — بقطع تعلق کشیدست تیغ

ز سنگش چنان کار پرداز رنگ — که گوئی بنا شد ز یکپارہ سنگ

بفرمودہ سایہ کردگار — چو کرد این بنا را قضا استوار

نوشتند تاریخش اہل یقین — بنائے شہنشاہ روئے زمین — سنہ ۱۰۴۷

مسجد کے پہلو میں جانب جنوب ایک جہیل گہری جو جہالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اسطرف ہوکر نالہ گدہ بہٹلی موسم بارش میں بہتا تہا آگے جاکر یہی نالہ زمانہ گذشتہ میں بنام ابو ندی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوسکے موقعہ پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیش درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بند ہوایا اور شاہ قلیخان نے جو اکبر کے امیروں میں سے تہا دوسری جانب بند کے منہ پر اپنا مقبرہ بقید حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسایش خلق خدا کی ہوگئی ہزارہا آدمی اسکا پانی پیتے ہیں عمق بہی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی اوبلتا

اکثر لوگون نے دیکہا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک مقام پر تہوڑا سا پانی تہا اُسوقت لوگ کٹوروں سے بہرتے تہے تب بہی تمام شہر کے آدمی اسیطرح پانی لیجاتے تہے اور دیگین کلان درگاہ شریف کی اوسمین پکگئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اوسوقت یہہ حوض لبریز ہوجاتا ہے مہرین چلتی ہین ایک بدررو آستانہ مین سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین سے گذرتی ہوئی سمت شرق چلیگئی ہے اون دنون عجب بہار اسجگہ ہوتی ہے پانی کا روش آستانہ سے روان ہونا بطو نکا حوض مین تیرتے پہرنا عوام کا حضرت خواجہ خضر کے نام کی ناوین چہوڑنا اور کشتیون پر چراغونکی روشنی سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکہاتا ہے اس جہالرہ کے جنوبی طرف نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے جو شمالی جہالرہ کے واقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجہ اول مین اور اوس سے ملحق ہین ❊

## چار یار

جامع مسجد کی غربی یہہ مقام چاریار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے اندر مزارات جلی کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواری کے اندر اون بزرگوار ونکے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تہے بنے ہوئے ہین علاوہ انکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہہ ٹکڑا بہی عندلیبان گلشن قدس کا نشیمن ہے حضرت مولانا شمس الدین صاحب رح کے مزار کے گرد چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت پاکیزہ اور خوش نما بنا ہوا ہے عجب دلچسپ مقام ہے کہ آدمی اوسجگہ پر کبہی اوداس نہو ہرچند کوئی اوسکے پاس ہو

## اولیا مسجد

# نقشہ درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

جہالرہ

مطبوعہ مطبع آفتاب جہانتاب

اجمیر شریف باہتمام محمد اکبر جہاں چشتی طبع شد
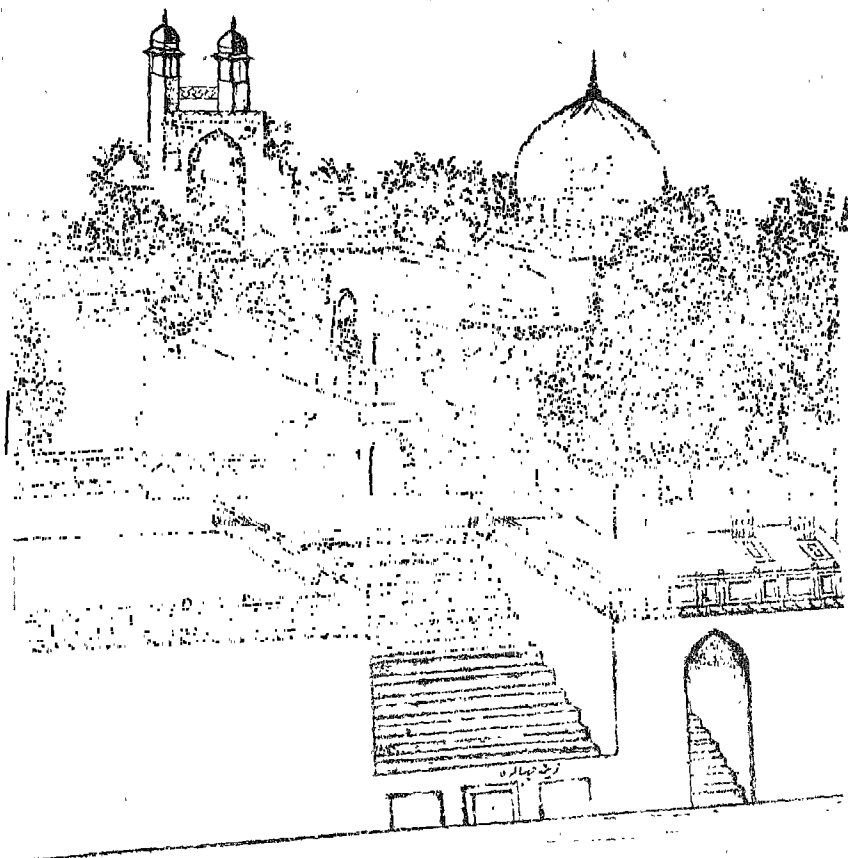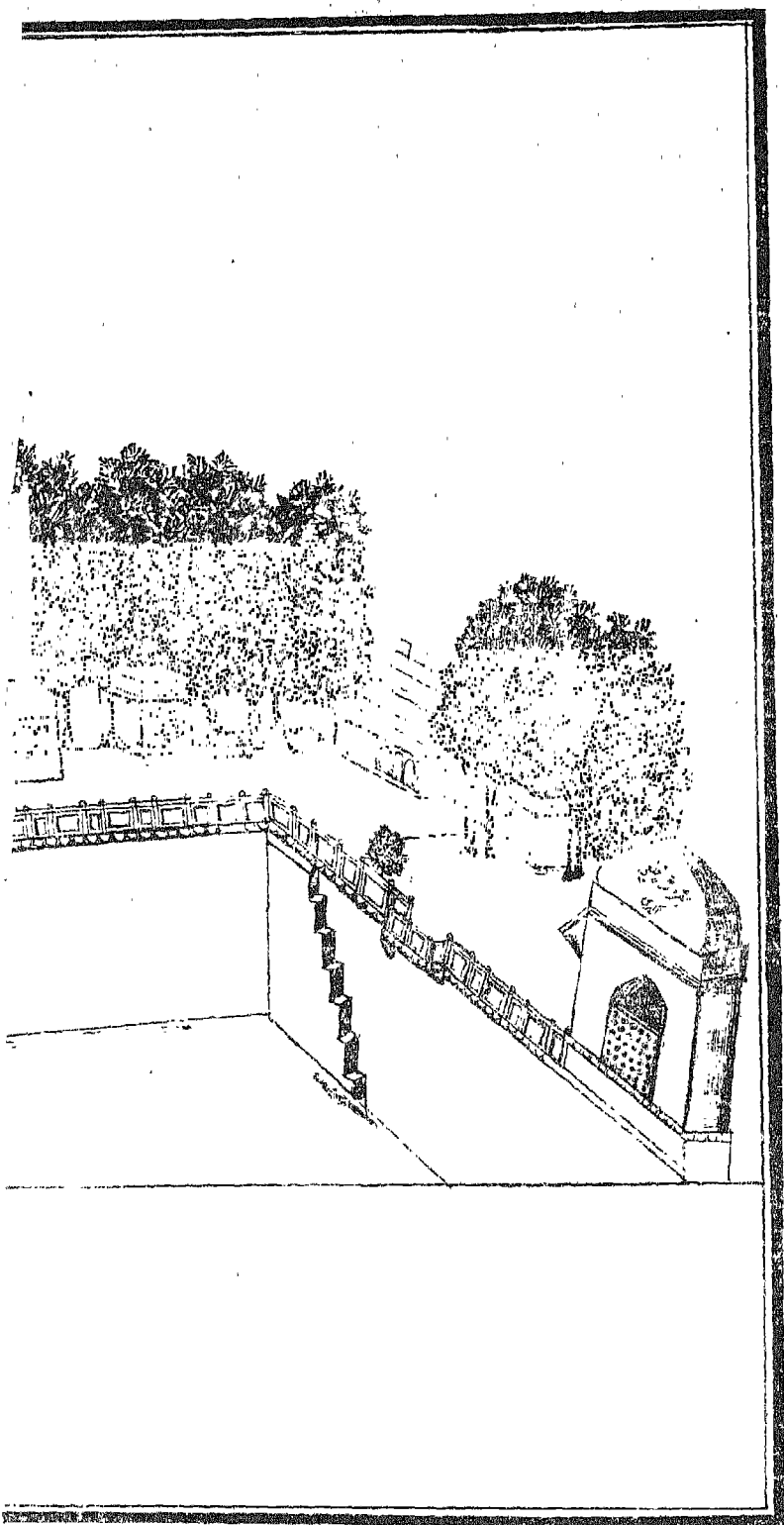
یہہ مسجد قلندری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے دور تک گرد اسکے سنگ مرمر کا فرش مصفا بنا ہوا ہے مسجد کے شرقی او شمالی والانہا ے دلکش او حجرہ ہاے فرحت بخش بنے ہوئے ہین اولیا مسجد اسکا اسواسطہ نام مقرر ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نواز اسی مقام متبرک پر نماز پڑہا کرتے تہے بعضونکا یہہ قول ہے کہ اسمقام پر راے پتہورا کا شترخانہ تہا مگر کتاب مونس الارواح مین لکہا ہے کہ یہان شادی جن کا بتخانہ تہا پس بتخانے سے شترخانہ کا کیا علاقہ چنانچہ اس بتخانے کا بیان چوتہے باب کی تیسری فصل مین رقم ہوا ہے ؛

## سید نظام کا مزار

اولیا مسجد کے متصل نظام سقے کی قبر نہایت خوش قطع بنی ہوئی ہے سنگ مرمر کے چبوترہ کے گرد جالیدار کٹہرا ہے اور وسط چبوترہ کے تعویذ مزار پر منبت مین گل بوٹے بیل پتے کندہ ہین اونمین عمدہ قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی تہی مگر لوگ سب اکہاڑ کر لیگئے زمانہ سلطنت شاہان مغلیہ مین اس مزار پر زرین شامیانہ نقرہ استادون پر کہنچا رہتا تہا جب عالمگیر بادشاہ اجمیر شریف مین آیا اور درگاہ معلی مین حاضر ہوا بسبب عدم تعرف کے مرقد مطہر حضرت خواجہ بزرگوار کا سید نظام کی قبر پر دہوکا ہوا اتنے مین لوگون نے عرض کی کہ حضور میان نظام سقے کی یہی قبر ہے اوسوقت بادشاہ موصوف نے کہا کہ چراغ پیش آفتاب بنور اد اور وہ سب آرایش جو قبر پر تہی لٹوا دی یہہ وہ نظام ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے معہ فوج کے گہوڑیکو گنگا مین ڈالا تہا اور اوسوقت بسبب برسات کے دریاے مذکور نہایت جوش وخروش پر تہا بادشاہ کی سواریکا گہوڑا ڈوب گیا اور ہمایون غوطے کہانے لگا اوسوقت نظام نے

جو مشک پر سوار تہا بادشاہ کو ڈوبتے دیکہہ کر ہاتہہ پکڑ لیا اور دریا کے پار بسانی
اوتار دیا ہمایون نے نام دریافت کیا جواب دیا کہ بندیکو نظام کہتے ہین
ہمایون نے تفئول نیک جانا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی ہمارا کام نظام پکڑیگا
اور بہی اوس سے فرمایا کہ جو کچہہ خواہش ہو بیان کر جواب دیا کہ جسوقت
حضور آگرہ مین پہونچین آدہے روز تخت سلطنت پر جلوس کرنیکی آرزو رکہتا ہون
بادشاہ نے منظور کیا آگرہ پہونچکر شہنشاہ تاج بخش نے میان نظام کو سلطان
فیروز بنا دیا ارکین سلطنت بموجب حکم ہمایون کے مطیع فرمان ہوئے جو حکم دیا
فوراً اسکی تعمیل ہوئی اسکے عہد سلطنت کی یہہ بات آجتک مشہور اور معروف ہے
کہ چام کے دام چلائی تہے بعد مرنیکے یہان دفن ہوا کیون نہو بہشتی بندہ تہا
جسقدر تعمیرات کا بیان یہان تک راقم نے لکہا ہے یہہ کل تعمیرین روضہ
منورہ کے پورب پچہم اوتر دکہن ہین سب کی سب دلچسپ اور قابل دید
اگرچہ اس صحن مین کثرت سے امرا و صلحا کے مزارات بنے ہوئے ہین مگر
منجملہ اونکے کہڑکی کے پاس روضہ شریف کے شرقی شیخ میر امرائی نامی وگرامی رفقا
داراشکوہ سے تہے اور سن ایک ہزار اونہتر ہجری مین مقابلہ فوج عالمگیر
قلعہ تاراگڈہ پر قتل ہوئی تہے دفن ہین متصل انکی قبر کے شاہنواز خان عالمگیری
جو بڑا بہادر اور نامی دلاور تہا اور اسی محاربہ مین داراشکوہ کی فوج کے ہاتہہ
قتل ہوا تہا مدفون ہے ان دونو نعشونکو نہایت اعزاز و احترام سے
عالمگیر نے دفن کرایا ان قبرونپر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے
قریب اسکے ملو خانکے باپ کی قبر تہی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان
جو سلطان محمود خلجی کیطرف سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تہا اور بعد فوت سلطان
خود بادشاہ ہوگیا اور علما راجہ پر ظلم کرنیلگا یہان تک کہ قاضی اور ادیب و علماء کو

پہلے تو بجرم قید کردیا اور چند سے قیدخانہ مین رکہہ کر قتل کروا ڈالا جب یہہ خبر سلطان
غیاث الدین کو پہونچی شیر خان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا
اور باتفاق ہمدیگر کے دونون نے ملو اقبال خانکو اجمیر مین شکست دی
اور اسکے باپ ملوخان کی قبر کو کہدوا کر ہڈیان اوسکی باہر پہکوا دی گئین اب تک
اوسکا تعویذ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے چہتری دروازہ کے قریب میرزایان
سندہور کے مزار ہین جو مادہوجی سیندہیہ اور دولت راو سیندہیہ کیطرف سے اجمیر کے
حاکم رہے ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ جو ایک نامی امیر تہے اٹہارہوین
شوال سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئی یہہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار پر کندہ ہے
تسع عشرین ز شوال در آن دم بوده ۔ واصل رحمت حق گشت بفضل آسوده
ہاتف غیب ز تاریخ چنان فرموده ۔ میرزا عادل با عدل بخلد آسوده
اس صحن مین جو روضہ شریف کے شرقی حصہ مین ہے سوا سے اور قسم کے درختونکے
برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسیواسطے ایک ستون سنگ جو کسی بتخانہ کا
معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی بتخانہ کا ہو جسکو توڑکر یہہ درگاہ اوپر اوسکے
بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگا دیا گیا ہے عوام لوگ اسکے تہانولے مین
دودہ ڈالتے ہین اور یہہ نقل مشہور ہے کہ اجیپال جوگی جو راے پتہورا کا
گرو تہا اوسنے زور سحر سے مار خونخوار کو حضرت خواجہ بزرگ وار پر پہینکا تہا
آپنے اوسکو مار کر یہان گڑوا دیا تہا بعد چند روز کے جس مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا
یہہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہہ ہے کہ جس کسیکو سانپ کاٹ کہاوے
اوسکے پتونکو پیس کر پلا دینا فوراً اثر سم کو زائل کردیتا ہے یہہ روایت کتاب
مونس الارواح مین بہی لکہی ہوئی ہے پنجشنبہ کو شہر کے آدمی اکثر یہان
جمع ہوتے ہین کہ بیان بہی شہر کی جاتین ہین الا سرکار انگریزی کی سلطنت

پہلے اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا تہا اب بہی تہوڑا بہت مجمع ہو رہتا ہے مرہٹہ کی عملداری ہی مین طوایفون کو حکم تہا کہ جمعرات کے دن درگاہ کے مجرے کو ناغہ نکرین پہر کیا تاب طاقت تہی کہ گہر مین بیٹہ رہین اب جسکا جی چاہا گئی اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی ہمہ سو پچاس خادم ہر وقت جمع رہتے ہین انہین لوگونکا چوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامان درگاہ انہین کی تحویل مین وارد و صادر کو یہی لوگ زیارت کراتے ہین روپئے پیسے کوڑیان اشرفیان زیارت کرنیوالونسے پاتے ہین اکثر ازاد منش فقرا صلحا اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ یہان آسودہ ہین اپنا وطن چہوڑ دنیا دون سے ناتہہ اوٹہا حق کے ہو لگا یہین رہنا اختیار کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم وتلقین طلبا کے مقرر ہین تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس (۲۲) گانون مصارف درگاہ کے لئے زمانہ سلاطین سلف سے نذر ہین آمدنی سالیانہ ان دیہات کی تخمیناً چالیس ہزار روپئے ہین ؛

## درجہ دوم درگاہ شریف

یہہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقع ہے جسقدر وسعت درجہ اول کی ہے اتنا ہی یہہ درجہ بہی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے تعمیرات اسمین کمتر ہین بہرحال جسقدر موجود ہین اونکا ذکر ہم سمت شمال سے کرتے ہین ؛

## بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے

اپنی نیک نیتی سے بنایا وجہ بادشاہ مذکور کے اینکی راقم لکھہ چکا ہے یہہ دروازہ
شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بنا کو کچھہ اوپر سوا چار سو برس گذرے
فرش سے چھتریون تک بچپن فٹ بلندی رکھتا ہے ایسا دروازہ ہتین اور سنگین
اس صوبہ مین سوائے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال عنقریب بیان ہوگا دوسرا
نہین ہے اسکے نیچے کھڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر نظر کرے تو اوسکو اپنی پگڑی یا
اور ٹوپی تہام کر دیکھنا پڑے اور اگر دروازہ پر چڑھ جاوے تو نیچے کے آدمی
چھوٹے چھوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا اندر باہر دروازے کے
نہایت ستھرا سنگ موسی کی پٹیون اور خانہ بندی سے طرز نو پیدا ہے
دونو طرف قرینے سے مصفا محراب کے اندر قمقمہ طلائی اور برجیونپر سنہری کلس نقش نما
معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ کو اکبر شاہ کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا
اسکی تاریخ بتاتے ہین محض غلط چنانچہ جس دروازہ کے تاریخ کاخ دلکشا ہے
وہ اور ہے ذکر اوسکا باب سوم کی تیسری فصل مین مفصل لکھا گیا ہے قصہ مختصر
یہہ دروازہ دس چھتریونکا بہی کہلاتا ہے تین تین چھتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سے
ملحق اور دو چھتریان دروازہ کے اوپر اور دو چھتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چھتریان اس دروازہ سے
پہلے کی تعمیر معلوم ہوتی ہین کس لئے کہ یہہ عمارت قدیم جینیونکی مندر سے نہایت
مشابہ ہے ہر ایک منزل کے ستونپر جین مذہب کی مورتین منقش کی ہوئی ہین موجود
غالباً یہہ درجا قدیم تہخانے کا ہے بلکہ اوسکے صحن جنوبی مین چارونطرف قطار در قطار
مکانات قدیم کے آثار موجود ہین اور فرش کے نیچے بہی تہخانہ کے طور پر ایک درجہ
بنا ہوا ہے عہد شاہان اسلام مین دروازہ قدیم جو بطور جینیونکے تہا توڑ کر
یہہ بلند دروازہ محراب دار بنایا گیا اگرچہ زر تغیر کتب تواریخ مین نظر نہ آیا
مگر غالباً قریب ایک لاکہہ روپیہ کے اسکی لاگت مین صرف ہوا ہو ؛؛

## دیگ کلان

بلند دروازہ کے متصل سمت جنوب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اسکی
اور کسی مقام پر نہو وجہ اسکی بنا کی یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب سن
ہجری نو سو چہتر مین چیتوڑ گڑہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہہ عہد کیا تہا کہ بعد فتحیابی
ہونیکی پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے
کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاونگا اور دیگ کلان بنوا کر آستانہ عالی مین چڑہاونگا
چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفا نذر کے نہایت عقیدت سے
لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے روز تاریخ انتیسوین شعبان سن مذکور کو
فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی اختیار کی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار ہوں
اسی طرح منزل بمنزل شدت حرارت ہوا و طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے
راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم رمضان المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہوکر بدستور معہود
متوجہ زیارت ہوا اور دیگ روئین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے طیار
کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تہا یہہ تاریخ بناے دیگ کی کہی ہو بہو
٭ شاہ دین پرور و جمشید سریر ٭ خسرو عہد محمد اکبر ٭
٭ ساخت بی شبہ پئے فتح چیتوڑ ٭ دیگ روئین تن اژدر پیکر ٭
٭ بہر تاریخ وے از عالم غیب ٭ دیگ چیتوڑ کشا شد پیکر ٭ سنہ ۹۷۴

## دیگ خورد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری ایک ہزار بائیس مین
نور الدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے توزک جہانگیری کے آٹہوین جشن مین
لکہا ہے کہ دیگ کلان اکبرآباد سے طیار کراکر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین

نیاز مند نے لاکر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے فقرا و مساکینونکے پکوایا گیا پانچہزار
آدمی اوسکے کہانے سے شکم سیر ہوئی بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا
تاریخ بناء دیگ کی یہہ ہے ۞ بدنیا باد دایم نعمت دیگ جہانگیری ۞
اس مصرع سے سن ایک ہزار بائیس ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز
اکثر جابہ دیگہاے مذکور مین سوراخ ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ملا مداری مدار المہام
ریاست گوالیار کو یہہ توفیق بخشی اونہنے سن ہجری بارہ سو چہپاسٹھہ مین واسطے
فیض عام اور بقاے نام کے سیٹھہ اکہے چند مہتہ کے اہتمام سے از سر نو
دونو دیگونکو بنوا دیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا گز انگریزی سے تخمیناً نو مین پانچ ہے
ساڑہے تیرہ گز چہوٹی بہی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہیے یہہ تاریخ طبعزاد
جواہر علی پیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے ۞ ۞

۞ صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ ۞ باد نامش در جہان روشن مثل آفتاب
بخت در مہتہ اکہی چند شد نمودہ اہتمام ۞ گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

اکثر اوقات دولتمند لوگ انکو ایام عرس شریف مین پکواتے ہین زر کثیر بخیت
طعام مین صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سو من برنج اور چہوٹی مین اسی من
پکتے ہین اسی اندازہ کے موافق گہی شکر میوہ مصالہ زعفران وغیرہ قیاس کرلینا
چاہیئے ان دیگو لنکا کہانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہے
لٹتے وقت عجب لطف نظر آتا ہے چہوٹا بڑا جوان بڈہا ان کے لٹنے کی کیفیت
دیکہہ کر محظوظ ہوتا ہے حتی کہ صاحبان عالیشان بہی اس کیفیت کو بشوق تمام
دیکہتے ہین اور حظ وافر اوٹہاتے ہین ۞

## مجلس خانہ

درجہ دوم مین یہہ دالان رفیع مشرقرو پانچ درکا میر حفیظ علی صاحب حال متولی
آستانہ شریف کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستتر مین تعمیر ہوا پیشتر جب کہ اور دو کہنہ
دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بہی اوسی قطع کا دالان کڑی دار بنا ہوا تہا
مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تہی اسلیئے اوسکو منہدم کرا کر یہہ دالان
بنایا گیا تخمیناً چہہ ہزار روپیہ سوا مصالحہ دالان قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا
صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہہ دالان ہین اور اونکے صحن کے شرقی راہ آمد و رفت
روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہ مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ
معروف ہے اسکے آگے ایک دروازہ خوش قطع شمال و جنوب رو بنا ہوا ہے
دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا دالان ہٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض
مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہہ حوض اب مدت سے خشک اور بے آب ہے
مگر زمانہ سابق مین پانی سے بہرا رہتا تہا فوارہ چلتا تہا اس حوض کے پہلو مین ایک
اور دروازہ ہے جسکو سبیلی دروازہ کہتے ہین الختصر ان دونو دروازونکے جانب
داخل روضہ شریف تو سنگ مرمر کا فرش ہے اور اسطرف یعنی درجہ دوم مین
سرخ پتہر کا مگر شرقی حصہ مین چبوترا سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنی وقت مین
صاحب کشف و کرامت و خلاصہ اہل ریاضت تہے اسی مقام مین مدفون ہین
متصل انکے مولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپ کی کرامت کے قائل ہین
اس چبوترہ کے نیچے تہخانہ تہا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ تہخانہ کو
توڑ واڑ ڈالا گیا اور باقی عمارت بدستور قایم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی
حصہ مین دالان بنے ہوئے تہے اونمین مجاورون نے دیوارین کہینچکر حجرے بنالئے
ہین اس صحن مین ہشت پہلو چہتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر اژدہا ستنکا
فتیل سوز کہ جسکو صحن بہرا کہتے ہین قدآدم اونچا نصب ہے مشہور ہے کہ یہہ صحن چراغ

اکبر بادشاہ نے قلعہ چتوڑ گڈھ سے لاکر چڑھایا ہے اور بعض آدمی کہتے ہیں کہ یہہ صحن چراغ اسی قدیم بتخانے کا ہے جو شہابان غوری کی عہد میں مسمار کیا گیا صرف یہہ چھتری معہ صحن چراغ واسطے نمود شوکت اسلام کے باقی رہنے دی اور اوس بتخانے کو توڑکر یہہ درجا اور مسجد بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب

## لنگر خانہ

اس میں کوئی تعمیر ایسی نہیں ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمال رو ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن میں ایک چھتری ہے دالان مذکور کے در میں آہنی کڑاہ جسمیں روزمرہ غلہ جو کا لنگر پکا کر غربا ونکو تقسیم ہوتا ہے اگرچہ کہنے کو جو کا لنگر ہے مگر حضور خواجہ غریب نواز کے تصرف سے اسکا ذائقہ ایسا ہوتا ہے کہ اکثر دولتمند بھی اوسکو چاؤ کر پیتے ہیں اور متوکل گوشہ نشینوں کے لئے تو حکم من وسلوی کا رکھتا ہے چنانچہ سائیں شاہ صاحب نے ایک قصیدہ لنگر کی تعریف میں بہت خوب فرمایا تھا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو یاد رہگئے تھے لکھے جاتے ہیں لنگر خواجہ غریب نواز ؛ عاشقوں کے لئے ہے شیر جہان پی لیا جب تو پھر نہیں معلوم ؛ کہ سخی ہے کدھر بخیل کہاں ؛

## درجہ سیوم

بلند دروازہ کے شمالی چھوٹا سا چوک ہے اور اوسکے شرقی سمت دروازہ اور حجرے بنے ہوئے ہیں اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسودہ ہیں خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نورکا آپکی مزار پر پایا جاتا ہے

## اکبری مسجد

یہہ مسجد سن ہجری نوسو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابو نپر سنگ مرمر کی پچپکاری مین لاجوردی کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر عرض معہ صحن اور دروازہ کے بیچ کی محراب چھپن فٹ بلند ہے اور اسکے بازونپر سنگ مرمر کے منار اوسط درجے کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین حوض خشتی پہلو بنا ہوا ہے مسجد کے پیچھے جو کنوان تہا اوسکا پانی حوض مسجد مین آتا تہا اب وہ کنوان ہی اٹ گیا اور حوض بہی بگڑ گیا بلکہ مسجد بہی غیر آباد ہے جب کبہی مسجد آباد ہوگی اور حوض پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوارہ چلتا ہوگا تو کیا کچہہ زینت ہوگی جیسی یہہ مسجد سنگین اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم نقش وضعی اوسکی قابل تعریف اور پچپکاری لائق توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم دالان بنا ہوا ہے جو خانقاہ کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب دوپہر دن کے یہان محفل عرس منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ غریب نواز بانی محفل ہین معززین شہر اور جمیع مشائخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین بلوا کر کہانا کہلواتے ہین راگ سنواتے ہین ۔۔۔

## مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس ہجری مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری جو حضرت خواجہ بزرگ کے نبیرگان سے مشہور ہین آسودہ ہین اس مقبرہ کا نقشہ بعینہ خواجہ صاحب کے روضہ کے مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین نہین صرف مزار کے گرد سیپ کے کام کا چہپرکہٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے

عہد سلطنت مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانیوالیکا حال کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گذرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور نقارخانہ اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے

شد از توجہ ہادی و مرشدی و معین ٭ شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین ٭
بنا مقبرۂ باصفائے خواجہ حسین ٭ بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت این ٭

## سولہ کہنبہ

یہہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین خواجہ علاوالدین نے جو خواجہ صاحب کے اولاد مین ہین تمام و کمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین قرینہ سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کہنبہ کے مشہور ہے ستونون کے گرد سنگ مرمر کا بہت تحفہ جالیدار کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین سے اور کسی جگہہ کا اوکہڑ گیا برج اسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین فرش مین قسم قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی تمام اقسام سنگ کے خوشرنگ ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ٭

٭ بنائی مقبرہ بنہاد شیخ علاوالدین ٭ کہ باد عاقبت او بخیر ارزانی ٭٭
٭ جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین ٭ کہ زیر شہپر او ببینمہ مسلمانی ٭٭
٭ چو فکر در پئے اتمام سال زنت خرد ٭ بگفت روضہ مرتب شد باسانی ٭

## ایک بالشت کی چہتری

یہہ چہتری متصل سولہ کہنبہ کے دروازہ کی سردل پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت ہے

زیادہ نہیں بنی ہوئی ہے گنبد اسکا لداو کا اور ستون سنگی ہیں اٹھہ دس آدمی اوسکے اندر جا بیٹھے نشست ہے اصل میں یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا تو نشان تک پایا نہیں جاتا لیکن یہہ دروازہ ابتک قایم اور موجود ہے ⁂

## نقارخانہ

یہہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس میں شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے اسکا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ سنگ مرمر کا صفا اگرچہ نقارخانے میں جو ڑئین نقارونکی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی نہایت کلان ہے مشہور ہے کہ اسکو اکبرشاہ نے چیتوڑگڈہ سے لاکر چڑہایا تہا صبح شام دوپہر سہ پہر آدہی اور پچہلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب پر کلمہ طیبہ بخط جلی لکہا ہوا ہے اور یہہ شعر کندہ ہے ⁂ بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور ⁂ زدودہ ظلمت کفر آفتاب دین یکسر

# فصل چوتھی

## خاص بازار

یہہ بازار سن ہجری نو سو اٹہتر میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا دو رویہ دکانیں پختہ لداو کی خوش انداز و رنگین فرش بازار سنگین بازار کے شروع میں یعنے درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوای کبابی بیٹہتے ہیں اور دوکانوں میں قسم قسم کے دکاندار عطر فروش صراف بزاز عطار بساطی رنگریز کناری فروش تنبولی پنساری غرض سب قسم کے سودے والے بیٹہتے اور سودا بیچتے ہیں کہتے ہیں کہ زمانہ اکبر بادشاہ میں جب اکبر یہاں آتا تہا اس بازار میں مینا بازار لگایا جاتا تہا سر دوکانپر مستورات ملتازی کی گرم بازاری ہوتی تہی بیگمات اور شہزادیاں سودا خریدتی تہین اوسوقت اس بازار میں کیا کیا تکلفات شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون یہی

اس بازار کی دو فی بہار ہے یعنے اون دوکانونکے چبوترونپر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون طینت کپتان ریپٹن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر کے مالکان دکاکین نے برآمدے اور کمرے بنوائے ہین جس سے ایک ورجا بہی زیادہ ہوگیا اور بازار کی زینت بہی بڑہگئی اس بازار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کہنچا گیا ہے اسکے اندر نصف بازار او رنقارخانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکہلایا گیا ہے

## سید محمد کی مسجد

یہہ مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چہت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر مین بنائی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر چونکہ یہہ کتبہ جو اسکی محرابونپر بخط نستعلیق کندہ ہے لہذا لکہنا ضرور ہوا ؛

اسے شاہ و شہنشاہ جہان افاق گیر ؛ داد گر شاہے کہ آمد زیب اورنگ تقیٰ
خسرو عادل شہنشاہ دلی والی کزو ؛ مے نراد واز درو دیوار دین مصطفیٰ
ہر کجا شد مسجد و محراب منبر کو بکو ؛ خطبہ میخوانند از والیل والشمس الضحیٰ
خاصہ ان مسجد کہ نور دیدہ اہل یقین ؛ قدوہ ارباب دین سید محمد مجتبیٰ
جانشین قطب ربانی معین الدین کہ او ؛ ہر زبان ہر وقت محبوب جناب کبریا
رونق افزا گرامی مسند پیران چشت ؛ زینت آرا نگارین نقش ایوان ہدیٰ
کرد برپا پایہ عقبیٰ برائے عالمے ؛ بلکہ بہر عاصیان توقیع غفران بخیٰ
حاش للہ بے تکلف از ملایک بگذرد ؛ ہر کہ باشد اندرو یکلحظہ با ذکر خدا
بود ناجی در پئے تاریخ سال او خرد ؛ گفت کو بیت المقدس نیک زیبا شد بنا

اور طاق مسجد مین یہہ تاریخ کندہ ہے ؛ ساخت چون سید محمد بہر حق ؛
؛ مسجدے زیبا کہ انا شید ؛ گفت ہاتف سال تاریخ بنا ؛ حسبتہ للہ بیت مسجد ؛

## مسجد میا باقی

یہہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکاکین شرقرویہ سے ملحق ہے سر سے پیر تک سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ در عالیشان ہین اندر صندلہ شفاف صحن مین فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنوان پختہ اور جانب جنوب حجرے بنے ہوئی ہین یہہ مبارک بنیاد سن ہجری ایک ہزار ترپن مین بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ ہے مگر ٹہیک ٹہیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ کون نیکبخت تہی ۞

## مسجد تلوکدی

خاص بازار کے انتہا مین یہہ مسجد تلوکدی نبت میان تانسین نامی کلانوت کی بنا کی ہوئی ہے تین محرابین بڑی بڑی بنی ہوئی ہین لیکن آگے مسجد کے جو بازار واقع ہے اسلیے صحن اسکا مختصر گنبد لداو کا مستحکم وسط کی محراب پر سنگی لوح مین یہہ عبارت کندہ ہے ۞ اللہ اکبر ۞ این مسجد را بانی تلوکدی کلانوت نبت میان تانسین کلانوت راست کردہ ست سن ۱۰۶۲ ہجری ۞

## شاہجہانی مسجد

خاص بازار کے شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہہ مسجد سنگ سرخ کی خوش قطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن شاہجہان کے عہد مین جو مسجدین بنی ہین اونسے کمال مشابہ ہے اس مسجد کے تین در ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئی ہین سوا ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئے سو مسجدین اس شہر کرامت بہر مین تحفہ ہو سنے اور سنگ سرخ کی

بنی ہوئی ہین جنکی تفصیل طویل ہے حالانکہ بعض بعض محلہ مین چار چار پانچ پانچ مسجدین ہین مگر جن مسجدونکا ذکر راقم نے لکھا ہے زمانہ سلاطین سلمین کی تعمیر اور یادگار ہین

## لاکہن کوٹہری

یہہ محلہ خاص بازار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ تقدیم لاکہا نامی ایک بہیل کا یہان مسکن تہا اور کوٹہری ملک مارواڑ مین بہومیہ کے مکانکو کہتے ہین کہ جس مین دس بیس گہر زمینداروں اور بہومیونکے آباد ہون اس محلہ مین چاندیکی کان تہی لیکن جب بہ نسبت صرف کے چاندی کم نکلنے لگی اسلیئے لاحاصل سمجہہ کر بند کرادیگئی سرکاری عملداری کے پہلے یہہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹہارہ سو سترہ عیسوی کے آخر مین یہہ شہر قبضہ سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت اور اسایش کے اکثر سیٹہہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جاے امن تصور کرکے بہت بطور خود اور بعضے حسب الطلب ائی اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور مکانات بنوانی کی دی پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہا کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارونکی حویلیان بڑی بڑی سنگین لاکہن کوٹہری مین ہین ؁

## موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہہ حویلی میا بائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی اور یہہ بہی قیاس جاتا ہے کہ میا بائی کی یہہ حویلی ہوگی سلئے کہ اہل اسلام اپنے مسکن کے قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین العلم عند اللہ اب اوس حویلی کا نام و نشان بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اسجگہ میدان ویران تہا الغرض کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے بنا تعمیرات کے لوگونکو اجازت دی

بشرقی غربی مین عالیشان دروازے اور اونپر مکانات ساہوکارون نے بنا کئے اندر
چوک وسیع نکل آیا محیط بڑی بڑی حویلیان بنائی گئین اونمین شمال اور شرق کی سمت
ساہوکارونکی حویلیان پرتکلف اور خوشنما بنی ہوئی ہین غرب اور جنوب مین اہل اسلام
اور ساہوکارونکی حویلیان اور دوکانین ملی جلی بنی ہین وسط چوک کے کنجڑینون اور مالنین
ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین ؀

## حاجی محمد خانکی کوٹھی

یہہ کوٹھی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد مکانات کی بنی ہوئی ہے اکثر کمرے
اچھی طرز کے سامان شیشہ آلات اور فرش وفروش اشیاء نفیس سے آراستہ
ہین یہہ شخص کابل سے برفاقت جناب جرنیل جارج لارنس صاحب بہادر اس
ملک مین وارد ہوا چند سال منشی ایجنٹی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ کا رہا
اگرچہ تنخواہ دو سو روپیہ تہی مگر اخراجات بیشتر اور خیرات اکثر اس شہر مین اوسکا دم
غنیمت تہا مگر بعد معزولی ایجنٹی راجپوتانہ کے دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام
پہکر اچانک ایک سپاہی نے اوسکے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً
جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات کسی شاعر نے یہہ کہی ہے ؀ عاش سعید آدمات
شہیدا ؀ مدفن اسکا قاضی کے نالہ متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی
مین ہے قبر اسکے سنگ مرمر مصفا سے بنائی گئی اب کوٹھی کے ہر ایک مکان سے
حسرت ٹپکی پڑتی ہے ؀ فاعتبروا یا اولی الابصار ؀

## پہول محل

منوتی کہمڑ کے شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہہ محل بنا ہوا ہے اوسوقت

اس سکانکی خدا جانے کیسی کچھہ شان و شوکت ہوگی مگر اب ایک صرف نقشا باقی رہگیا ہے

## درگاہ برہان الدین قتال

یہہ درگاہ پہول محل کے گوشہ شمال اور شرق کیطرف واقع ہے محوطہ کے اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اسکے اندر حضرت برہان الدین قتال اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر لوگ قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک کنوان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے جنوب رو دالان لال پتہر کا ٹوٹا پہوٹا باقی ہے چونکہ آپ کی درگاہ عطر سازون کے محلہ کے قریب ہے اسلئے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپ کے مزار پر عطر کی شیشین نذر چڑہاتا ہے تمام گنبد ہر وقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے

## کڑک کا چوک

وجہہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین کڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان رہتا تہا اور مکان کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکہا تہا رفتہ رفتہ یہہ محلہ اوسکے نام سے مشہور ہوا ۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غریب لوگ یہان بستے تہے بلکہ بعض جگہہ تو بالکل ویرانہ تہا جب سرکار دولتمدار کے قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دول بے دہڑکے اپنی اوقات بسر کرنیلگے اوباش بدمعاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران اباد ہوا رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹہہ ساہوکارونکی بڑی بڑی حویلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس

چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی دو حویلیان اسقدر تحفہ اور کلان بنی ہوئے ہین
کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری نہین انکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے
پتھر کو نہایت صنعت سے کہودا ہے علاوہ ان کے اور بہی بہت سی حویلیان اسی
محلہ مین ہین جنکی تعمیر مین ہزارہا روپیہ صرف ہوا ہوگا ❊

## دولتخانہ اکبرشاہ

یہہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو اٹہتر مین بنوایا ہے اجمیر کی
شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجاے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیواری کے اندر
چار برج پورب پچہم اوتر دکہن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون مین ایک ایک
ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب رو محل کا دروازہ رفیع اوسکے آگے صحن
وسیع ہے کہتے ہین کہ بجاے صحن باغ پرفضا زمانہ شاہی مین لگا ہوا تہا نہرین جاری
تہین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین ہے مگر زمین دوز نہر اتبک موجود ہے
اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی ہے آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے
سکونت فوج سرکاری بارکین بنی ہوئی ہین موسم بارش مین برج اور دروازے کے
اوپر سے سمت غرب بستی کی کیفیت اور شرق کیطرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار
نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین
اسجگہ تہا اس سبب سے خاص و عام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہہ محل میگزین کے
نام سے مشہور ہے جبکہ سن اٹہارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکار انگریزی نے
از راہ نمک حرامی کے بغاوت اختیار کی تہی اوسکے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا
اب دفتر سرکاری اور تحصیل و عملہ پولس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایوان مین تہی

# نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل کے غربی سمت یہہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان وسیع تہا طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑگئی تہی الا تکمیل اوسکی ویلڈر صاحب اور کونٹس صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دکانین ہین ایسا بازار کشادہ اور بارونق سوا بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف ہے دوسرا نہین اس بازار مین عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹہہ ساہوکار ونکی ہین اور بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی نئے بازار مین دو منزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے چارونطرف بڑے بڑے در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداو کا گنبد ہے مگر اوسکو اوپر سے مربع کردیا ہے ہرچند کتب تواریخ کو اولٹا پلٹا مگر اصلی حال اسکا کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر نہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہہ کہتے ہین کہ یہہ بارہ دری اکبر کی بنائی ہوئی اسکے اندر عدالت شاہی ہوتی تہی اور بعضو نکا یہہ قول ہے کہ یہہ مندر جین مذہب والونکا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے اور نہ جین مذہب کا مندر کسلئے کہ چارونطرف کا در چار دونمنزلا ہے اور وسط مین گنبد خوش قطع بنا ہوا ہے یہہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر بہی اس طرز کا کہین دیکہنے مین نہین آیا کہ چارونطرف تو در کشادہ ہون اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین یہہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لایق اس عمارت کے گنبد مین نہین ہے مگر احتمال ہوتا ہے کہ تعویذ بہی ضرور ہوگا لوگ اوکہاڑ لیگئے ہون تو عجب نہین بلکہ ایسا معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گذرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور قایم اور نشان قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر فرخ سیر بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت مشابہ ہے اوسکا تعویذ قبر بہی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتہی

فصل مین مفصل رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر اتبک کچی قبر موجود ہے تا رپہول اوسپر
پڑے رہتے ہین شہر قرود رہتے ہین پہلے سایرتہی اوراب میونسپلفنڈ کی کچہری
ہوتی ہے باقی مکان ویران مین ابابیل اور چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ؁

## ڈگی

یہہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو
سن ہجری بارہ سو اٹھتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر
اجمیر نے بنوایا ہے چارونطرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئی ہین
اور ان برآمدونکے بیچی پچہم طرف مسافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدون کے
نیچے دوکانین اونکی بیچمین ڈگی کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسیطور سے اوتر
اور دکہن دروازے کے روبرو پختہ گہاٹ اور زینے بنے ہوئی ہین بروقت اس چشمہ پر
پانی بہرنیوالونکا اژدحام مرد و زنکا جمع کثیر صبح شام رہتا ہے اگر کنہیاجی اس زمانہ مین
ہوتے تو اس مقام پر گلہ خونکی امدرفت دیکہہ کرجی سے تانہ دہوتی اور گوپیونکا نام تک
نہ لیتے بلکہ اون کو بہولے سے بہی یاد نہ کرتے اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتےہین
چشمہ کی سیر پانی بہرنیوالونکی کیفیت دیکہتے ہین شہر قرو دروازہ کے آگے بازار کی
دوکانات کی اوپر دو رویہ برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئی ہین ؁

## ناتوان شاہ کا تکیہ

یہہ مقام پرفضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کے گوشہ جنوب او شرق مین
فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ صاحب بڑے

درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تھے مگر ایک مدت سے حبس دم کئی ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھی تھے جسوقت شہر پناہ تعمیر ہونی لگی اسجگہہ بنیاد کہدنی شروع ہوئی تو کیا دیکہتے ہین کہ غار مین ایک درویش دنیا سے آزاد خدا کی یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہہ ماجرا مہتمم تعمیر کو جا سنایا وہ بہی اچنبہا جان کر دیکہنے کو آیا دیکہا تو واقعی ایک بزرگ سن رسیدہ عبادت مولی مین مستغرق ہین آخر منت وسماجت میر عمارت نے عرض کیا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرماوین کسلئی کہ بموجب حکم جہان پناہ کے اس جگہہ شہر پناہ بنائی جاویگی شاہ صاحب نے جواب دیا کہ فقیر جہان بیٹہہ رہا وہان بیٹہہ رہا آخر کار مجبور ہوکر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنادیا اور شاہ صاحب اوسی غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بہی بنا ہوا ہے اور بہت سے نہنگ یا اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چہت بین اویزان ہین مگر بقیہ مار کا ایک حقہ عجایب روزگار اوس مقام پر ہے جب روز آپکا عرس ہوتا ہے تو اوس دن فقیر لوگ اسکو پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر آپ کے مرید اور چیلے مدفون ہین چونکہ یہہ مقام بلندی پر واقع ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک گنبد بہار دکہلائی دیتی ہے علاوہ اسکے اس شہر مین جابجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین اور مزارات بنے ہوئے ہین یہانتک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدونکے مزار سے خالی نہین اکثر کے عرس کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے

## فصیل شہر

اکبر نامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بنتے کا یون ذکر لکہا ہوا ہے کہ شروع سال پانزدہم جلوس سن نوسو ستتر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بار چہارم بائیسوین تاریخ

ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت سرت سے شکار کھیلتا ہوا
اجمیر میں پہونچا ان ایام سعادت انتظام میں حصار شہر کے بنانیکے لیے حکم نافذ ہوا بنایان
کاردان اور معماران دانشور نے نقشہ جات عالی جہانگیر بادشاہ کی نظر سے گذرانے
ساعت سعید میں کہ پایداری کو لایق ہووے اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد
رکھی اور تمام منازل و مساکن خواص و عوام شہر کا احاطہ کر کر عرصہ قلیل میں بہت کام
کر کے مورد تحسین و آفرین ہوئے اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امرا و ارکان خلافت
نے بقدر اپنے اپنے مقدور کے منازل و مساکن باغ وغیرہ تعمیر کیے کہ مانند نگارخانہ
مانی اور ہمشکل نگارستان بہزاد کے ہو سکتے تھے دور فصیل چار ہزار پینتالیس گز ہے ؞

## باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون شہر ؞ فصل پہلی ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞

### نور چشمہ جہانگیر

مخفی نہ رہے کہ اگلے زمانہ میں اوّل اسمقام پر شہر آباد تھا راجا آجپال کا آباد
کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تھا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تھی
اور بستی اسکی اور بستیوں سے بہتر اسی راجا نے قلعہ تاراگڈہ کی تعمیر کی اسکو جیمیر اور
نے دورگ یعنے پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہو سکے ایک قول مشہور ہے نام اس مقام
بستہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے بیٹے پر رکھا گیا ہے وہ بکرین
چراتا تھا اوسکی وجہ سے یہہ نام ہوا کیونکہ شاستر میں آج بکری کو کہتے ہیں جو قدیم پیشہ
مالی لوگوں کا تھا یہی مضمون تواریخ ناڈراجستان میں لکھا ہوا ہے ؞ بہر حال اوسجگہ
اب بھی نشان مکانونکے پائی جاتے ہیں جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نوسو
اٹھتر میں فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ

اوسوقت کا اتنک موجود ہے اسمقام پر ضرور ہوا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنیکا
لکہا جاوے کہ کس وجہ اور تقریب سے یہہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا چنانچہ اقبالنامہ
جہانگیری سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد سے پہلے کئے
فرزند ہوے مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال کا ہوکر مرجاتا تہا ہرچند بادشاہ نے اسبات مین
ہر طرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید نہ ہوئی اسلئے ہر لحظہ اولاد کا الم
دلسے بہم تہا ہروقت لب پر آہ و نالہ پیہم تہا یہہ چاہتا تہا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے
دعا کرے اور اولاد زندہ رہے ایک روز کسی خیرخواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان
خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان
ایک درویش صاحب کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپ کے واسطے
دعا کرین تو امید قوی ہے کہ نخل مراد بارور ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی ارزو تہی فوراً
ایک مقرب کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بہیجا اور دلسے عہد کیا کہ اگر حقتعالی بہ طفیل
حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجہکو فرزند عطا کرے تو اجمیر تک
پیادہ پا جاؤنگا اور اوس فرزند کو نذر حضور کردونگا الغرض جب وہ مقرب سلطانی اجمیر
مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے مشرف ہوکر بادشاہ کی
التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپ نے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کی
دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایہ اجابت کو پہونچکر درگاہ خدا مین
قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہہ مژدہ سناؤ کہ جو فرزند
اب تولد ہوگا وہ عمر طبیعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین پہنچنے نہین پایا تہا کہ صبیہ
بہاڑامل راجہ جودہپور کی بیٹی کو جو منکوحہ اکبر بادشاہ تہی حمل رہا بعد گذرنے نو مہینے کے
تاریخ ساتوین ربیع الاول سن نوسو ستتر ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوسکا
شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم رکہا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا

قیدیونکو رہائی دی بارہوین شعبان روز جمعہ کو دار الخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا
ہر روز دس بارہ کوس کی منزل طی کرتا تہا منزل اول موضع منڈاگر مین قیام کیا دوسرے
روز فتحپور تیسری منزل بجونہ چوتہی کردہہ پانچوین بسآور چہٹی ٹودہ ساتوین کلاولی
اٹہوین کسارندی نوین ڈلیہ دسوین ہنس محل سے گذرکر پہول محل مین ہبوط رایات
اجلال ہوا گیارہوین ریکانیر سے گذرکر نزدیک بہوتہ کے نزول دولت ہوا بارہوین
موضع چہاک نزدیک معزآباد کے تیرہوین ساکہون چودہوین موضع کچیل پندرہوین
بقعہ قدسیہ خواجہ اجمیر مین حاضر ہوکر اوس زمین آسمان رفعت پر جبین اخلاص رکہی
چند روز تک اس مقام کرامت بہر پر عبادت مولی مین مشغول رہا اور تمام گوشہ نشینونکو
بخشش بیاپاپ سے فائدہ مند کیا جب جہانگیر بعد فوت ہونے جلال الدین اکبر کے
تخت سلطنت پر بیٹہا اور جلوس کے دسوین سال مین بمقام اجمیر آیا اس نے سن
ہجری ایکہزار چوبیس مین محل عالیشان متصل چشمہ کے تعمیر کرایا جہانگیر نے اس
محل کا حال اقبالنامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین اسطرح لکہا ہے کہ حوالی
اجمیر مین ایک درہ واقع ہے نہایت جاے دلکش اور خوشنما اور اس درہ کے
انتہا پر ایک چشمہ ظاہر ہوا ہے پانی اوسکا ایک چوڑے پتہلے تالاب مین جمع ہوتا
بہ نسبت شہر اجمیر کے پانی اسکا سبک اور بہتر ہے یہہ درہ اور چشمہ بنام
حافظ جمال کے مشہور ہے جو گذر میرا اوسمقام پر ہوا مینے حکم دیا کہ عمارت قابل
اسمقام کے بنائی جاوے جو کہ مقام دلچسپ اور قابل سیر کے تہا مدت ایک
سال مین جا مرغوب اور عمارت مرغوب بنکر طیار ہوئی کہ عالم کے پہرنیوالے مثل
اوسکے کہین نشان نہین دیتے ایک حوض چالیس گز طول و عرض مین بنا ہوا ہے
چشمہ کا پانی حوض مین آتا ہے فوارہ دس بارہ گز کا بلند چہوٹتا ہے حوض کے
کنارہ پر نشیمن بنے ہوئی ہین اور اسیقدر اوپر اوسکی کہ تالاب اور چشمہ اوسجگہ [illegible]

چار موزون ایوان ہا دلکش اور آرامگاہین خاطر پسند کہ بعض اونمین سے تصویر دار اور منقش ہین اوستادان ماہر اور نقاشان چابکدست نے اونکی نقاشی کی ہے مجھکو یہہ بات منظور ہوئی کہ اسکا نام ایسا رکھا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو اسلیئے چشمہ نور اسکا نام مینے رکھا جس تاریخ سے یہہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات جمعرات اور جمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہہ بھی شعرا پایۂ تخت کو حکم دیا کہ فکر تاریخ بنا محل کی کرین سعیدائی گیلانی زرگرباشی نے یہہ تاریخ عرض کی ۞ محل شاہ نور الدین جہانگیر ۞ مینے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس قطعہ کو اوپر سنگ کے نقش کرکر نصب کرین ۞ سبحان اللہ جسوقت یہہ محل بنا ہوگا جہانگیر اور نورجہان بیگم رہتے ہونگے فوارے چھوٹتے ہونگے کیا کچھہ بہار ہوگی اب نہ وہ قصر ہے نہ ایوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ کے اوپر پورب پچھم دو دالان سنگ سرخ کے باقی ہین اور وہ محل خدا جانے کس زمانہ مین دریابرد ہوا الا کچھہ کچھہ نشان دیوارونکے اب بھی پائے جاتے ہین اور حوض بھی ٹوٹا پھوٹا اجتک موجود ہے

**ابیات**

ہین مکان صورت شکستہ دلان ۞ دیکھنے مثل دیدہ حیران
تھی جو سقف منقش و رنگین ۞ ہین ابابیل آشیانہ گزین ۞ گیر وا فاختہ کا پیراہن ۞
ہے سر کنگرہ پہ کوکو زن ۞ تھی ہمہ لاجورد جو دیوار ۞ اوسمین رخنہ پڑے ہزار ہزار

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین ۞

۞ بلند اقبال شاہ ہفت کشور ۞ کہ وصف او نمیگنجد بتقریر ۞
۞ فروغ خاندان شاہ اکبر ۞ شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر ۞
۞ درین سرچشمہ چون آمد ز فیضش ۞ روان شد آب و خاکش گشت اکسیر ۞
شہنشہ کرد نامش چشمہ نور ۞ شدہ آب خضر زو چاشنی گیر ۞
دہم سال از جلوس شاہ غازی ۞ بحکم بادشاہ نیک تدبیر

بطرف چشمہ نور این عمارت ؛ جہان آرائے شد از روئے تقدیر ؛
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد ؛ محل شاہ نور الدین جہانگیر ؛

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہہ باغ بہت خاصا ہوگا مگر آبنہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے ؛

## گنج شہدا

یہہ مقام چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہہ امیر تاغان اور امیر تیرغان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردان راہ حق اس جگہہ مدفون ہین اگرچہ یہہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ اونیسوین رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لئے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگوارون کے دولت شہادت پانیکا حال ٹہیک ٹہیک نہین معلوم ہوتا بعضے تو کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تہے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ماموں بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہہ اکثر مکانات کے نشان اوسلٹے معلوم ہوتے ہین اور اونکو لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپ نے اس جگہہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تہا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ بروقت کہودنے اسجگہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہر الہی سے یہہ طبقہ ہی اولٹا گیا ہے ؛ الغرض انکے مزارات کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور جہالرہ بنا ہوا ہے اور چنبلی کے درخت کثرت سے مزارات پر چہا رہے ہین زمانہ سابق مین یہہ مقام سنبل گڈہ کے نام سے مشہور اور معروف تہا ؛

# چلہ بی بی حافظ جمالؒ

یہہ مقام حضرت بی بی حافظ جمال کی چلہ کشی کا نورچشمہ کے متصل پہاڑ کے اندر بنا ہوا ہے
بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہ پر جاری ہے اور برادوہراب روان کے کنارے امریان
ہین تاریخ اونیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام کا ہوتا ہے صدہا زن ومرد
آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہہ مقام لایق دید اور قابل سیر ہے
موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان براے سیر آتے ہین حضرت
مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے معبود کی یاد مین رہتین اور چلہ کشی
کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت سے گو بظاہر بنیاد جسمانی کو ڈہاتی تہین
لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین یہان ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ
جمال رحمۃ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے کتاب اخبار الاخیار مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے ایکرات خواب مین حضرت خواجہ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ یون ارشاد فرماتے ہین اے معین الدین تمنے میری سنت نکاح
کسواسطے ترک کری اتفاقاً قلعہ بیٹہل گڈہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود
چڑہ دوڑا اور وہان کے راجا پر فتحیاب ہوا راجا مذکور کی لڑکی اسیر ہوکر پاس ملک
خطاب کے آئے جو کہ ملک خطاب مرید خواجہ صاحب کا تہا اوسنے اس دختر کو نذر کیا
آپنے سنت نبیہ کو ادا کیا یعنے سلک زوجیت سے سرفراز کر کر نام اوسکا امۃ اللہ
یعنے بندی اللہ کی رکہا چنانچہ حضرت بی بی حافظ جمال امۃ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین
مرید حضرت خواجہ صاحب کی ہین صاحب کشف وکرامت اور خلاصہ اہل ریاضت یقین
اور بعض بزرگون نے اپنی تصنیفات مین آپ کو خواجہ غریب نواز کے خلفاؤن مین لکہا ہے
اکثر عوام مین جو یہہ بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راجہ پتہورا کی بیٹی تہین اوسنے واسطے

ازمایش کے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بہیجا اور یوچار یون نے اوسکو کہا تہا کہ خواجہ صاحب جو بد نظی اس سے کرینگے تو کرامات جاتی رہیگی آپ نے اونکو دیکہہ کر کہا کہ اب بیٹی حافظ جمال آؤ اوسیوقت انکے تئین قران مجید حفظ ہوگیا اور فیض صحبت حضرت خواجہ صاحب سے مسلمان ہوئین سرتا سر غلط ہے ॥

## سوت برج

اگرچہ یہانکے لوگ اسکو روٹہی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہ سے کہ یہہ برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن دراصل یہہ چرخ پانی قلعہ تاراگڈہ کے اوپر لیجانیکے واسطہ مالدیو راٹہوڑ راجہ جودہپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ ٹاڈ راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹہوڑ سمت پندرہ سو اٹہاسی مطابق سن پندرہ سو بتیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہہ نہایت زور آور راجہ ہندوستانکا ہوا جس سال مالدیو راجا ہوا اوسنے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے دوبارہ فتح کئے یعنے ناگور اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کرنیکے واسطے ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتا تہا اوسکو سوت برج کہتے ہین ॥ القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درسے اوسکے اب تک قایم ہین شاید اوپر کے درسے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہوگیا ہے مگر میری دانست مین یہہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت افراط پانیکی ہوجاتی اب بہی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبہی کبہی پانیکی قلت ہوجاتی ہے ॥

## فصل دوسری

## اندرکوٹ

ہندی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہہ شہر راجا اندرسین نے بسا کر اندرکوٹ نام رکہا یہہ راجا بدھہ کا مذہب رکہتا تہا سراوگی اور جینی بدھہ مذہب کے پیرو ہین صدہا بتخانے پہلے اس شہر مین تہے اوران بتخانونکے روبرو سنگین باولیان بنی ہوئی تہین جب علاؤالدین غوری ہند پر متسلط ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری راے پتہورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا دس ہزار زن و مرد قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندرکوٹ کے کل بتخانونکو نیست و نابود کر دیا مگر مندرون کی باولیان اتبک موجود ہین اب اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ بستے ہین مسجدین بہی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین تو بالکل ویران اور کہنڈر ہو گئی ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہہ کوٹ خاصی خاصی پختہ عمارتون سے ایک مختصر سا معمورہ معلوم ہوتا ہے ؛

## اڈہائی دن کی مسجد

زمانہ گذشتہ مین راجا اندرسین نے شہر اندرکوٹ کے اندر یہہ بتخانہ بنایا تہا صدہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورونکی صورتین اوسمین تہین اسی راجا نے شہر پرسوتم پور مین جو دکہن طرف دریا شور کے کنارے ہے بتخانہ جگناتہہ کا بنیاد کیا جب سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو بچانوے مین یہان آیا اس بتخانے کو خانہ خدا بنا دیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتونکی صورتونکو مسنح کر کر عمارت کو بحال خود چہوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر بنا کر اوسپر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکہہ دی اور اس تغیر سے بتخانہ کو مسجد کر کر نماز جمعہ بادشاہ نے اوسمین ادا کی جب سے اسکا نام اڈہائی دنکی مسجد مقرر ہوا تاریخ تعمیر اوس

محراب پر اسطرح کندہ ہے ٭ بنائی الحادی والعشرین جمادی الاخر سن خمسة وتسعین وخمسمائیة ٭ اور دیوار غربی مین یہہ عبارت مرقوم ہے ٭ فی تولیت ابو بکر بن احمد جمال الفضلة بتاریخ ذالحجہ سنة وتسعین وخمسمائتہ ٭ مگر یہہ عبارت ایسی دقت سے پڑہی گئی کہ جسکا بیان کرنا بہی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابو بکر بن احمد اوسکے متولی تہے اکیسوین تاریخ جمادی الاخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہہ بتخانہ خانہ خدا ہوا اور ذالحجہ سن ہجری پانسو چہیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے وقت مین صرف اسی قدر بتخانے کا تغیر ہوا تہا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتونکی صورتین مسخ کردین تہین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس رسم سے بتخانہ کی عمارت کو بیخ وبنیاد سے اوکہاڑ ڈالا اور نئے سر سے سن چہہ سو چودہ ہجری مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتہہ بنوائی کہ اکثر جہان دیدہ اوسکو دیکہہ کر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بتخانہ سے بہی زیادہ ہین وہ بیرپائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہہ ہے کہ ایسی مسجد عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجو نکے اندر پتہر کو اسقدر کہود کر لگایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محراب و نیز پہلو نکو کہودا ہے یا پتہر کو موم کر کے سانچہ مین ڈہالا ہے کتابے اور نیز ایسی نادر اور خوشخط کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکہہ کر دنگ رہ جاتے ہیں اور کندہ کارونکے حق مین تحسین اور آفرین کہتے ہیں صورت مسجد کی یہہ ہے کہ غربی سمت مین ایک درجا قدیم بتخانے کا بحال ہے جسکے پاکیزہ پاکیزہ ستون اور عمدہ عمدہ خوش تراش پتہر و نیز تین تین برجیان دونو طرف اور بیچ مین بڑی برجی قائم ہے اسکے چہت اور ستونو نپر تصویرین ہین مذہب کی جسقدر تہین وہ شہاب الدین غوری نے مسخ کردین مگر

گل کاریونکا جوبن اور بہار اور پتھر کے پہولونسے پھتونکے نقش و نگار آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار کی وسط مین وہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری نے لگائی اور اوسکے آگے شرقاً ملا ہوا اوّل سے دوسرا درجا بہی قدیم اسی بتخانہ کا لیکن عرض مین درجہ اول سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوس اوّل درجے کے ہمسر اون دونون درجونکے آگے تیسرا درجا مشتمل بر عمارت سنگین بڑی بڑی سات محرابونکا سلطان شمس الدین التمش نے بنواکر ملا دیا اور بیچ کی محراب کلان کے دونو بازو پر دو منار سنگ سرخ قایم کیے اور چند دروازے اور احاطہ و نشیمن و مکانات و صحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دئے طول اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض معہ صحن کی چوڑان کے پورا اسی گز بیچ کی محراب چپن فٹ بلند اوسپر دو منار ہین مگر بسبب منارونکی گرگئی ہین اور بخط نسخ طغرائی سلطان شمس الدین کا نام پتہر کی مرغولون پر بالا منار مذکور کندہ ہے جو نے محیط کی دیوارین پینتیس ۳۵ فٹ اونچی صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے بنے ہوئی ہین محمد عارض کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہہ مسجد عالیشان بے مرمت اور ویران تہی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ صرف کرکر سن ہجری بارہ سو تر انوے سے اسکی مرمت شروع کرادی اگرچہ قریب دو سال سے اسکے مرمت باہتمام سردار بہگت سنگہہ صاحب انجینیر نور محمد معمار کی معرفت ہو رہی ہے مگر ابہی بہت کام باقی ہے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد بخوبی تمام اسکی مرمت اختتام کو پہونچے ۔ شہر اجمیر کے ہندو مسلمان خواندہ ناخواندہ لوگ اس بنیاد عجیب کی حکایات غریب ویسے گڈہ گڈہ کرتے تہے عقل بہی ذہن لڑاتے تہے مگر اصل مدعا کیطرف جاہل اور قابل کسی نے رجوع نہ کی اس مسجد کی داہنی محراب پر سورہ انا فتحنا اور حسن تعمیر اور محراب یسار پر سورہ تبارک

اور وسط محراب پر یہہ کتبہ بخط طغرائے جلی کندہ ہے ؛ امر بہذہ العمارت السلطان
الاعظم العادل المعظم والخاقان الاعظم ملک الترک شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم
مولی ملوک العرب الترک والعجم ظل اللہ فی العالم شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام
والمسلمین تاج الملوک والسلاطین قامع الکفرۃ والملحدین قاہر الظلمۃ والمشرکین
ناصر الاسلام علاء الدولۃ القاہرہ والملۃ الباہرہ مالک البر والبحر سلطان الشرق
المؤید من السماء المظفر علی الاعداء ابی المظفر ایلتمش السلطانی معشر خلیفۃ اللہ ناصر
امیر المؤمنین اعلی اللہ فی کل شانہ واظہر فی کل ساعتہ برہانہ واکتبہ فی العشرین
من ربیع الآخرین ؛ اسکے آگے سن تعمیر کندہ تہا مگر وہ ٹکڑا پتہر کل کر اوکہڑ گیا اور
اوتر کی محراب کے سرول کے پاس نام مہتمم کا یوں کندہ تہا فی نوبتہ تولیتہ احمد محمد العارض
اور سرول کے پاس نام علی احمد معمار کا بہی نقش ہے اب جس صفحہ سنگ پر نام مہتمم کا
کندہ تہا اوسکو درجہ دوم کی برجی کے اندر سمت جنوب لگا دیا ہے اور نئے سر سے
تعمیر ہونے مسجد کی یہی دلیل کافی ہے کہ جس جگہ کی دیوار مسجد گری ہوئی تہی وہان پر اون
بتونکی مورتین بہری ہوئی تہین بلکہ محیط کی دیوار ذہین اکثر جگہہ دیوارمین بت چنے
ہوئی ہین یاین صورت ابتک اصلی حال اسکا کسیکو معلوم نہ تہا امید کہ اس محنت
اور جانفشانی کا صلہ تحسین ناظرین باتمکین دیوینگے اب مرمت کی علالت بہی اسمین اکثر
فقیر ازادہ بانوا آنکر ٹہیرنے لگے اور پنجابی بادشاہ نے کسیقدر مرمت وغیرہ کرائی اس مسجد کو
فقیر لوگ اڈہائی دن کا جہونپڑا کہنے لگے ورنہ در اصل یہہ مسجد سلطان شمس الدین ایلتمش کی
تعمیر کرائی ہے اسی بادشاہ نے مسجد قوۃ الاسلام جسکا مینا قطب صاحب کی لاٹہہ کے
نام سے واقع مہرولی شریف دہلی میں ہے تعمیر کی ہے اس مسجد کے محراب منار وغیرہ بالکل
مسجد قوۃ الاسلام کے مطابق ہین الغرض یہہ بادشاہ نہایت رحم دل کمال عادل
سلطان کامل مکمل خلفاء نامدار اور مریدان باوفا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

قدس اللہ سرہ العزیز سے اور محبوبان نظر اور منظوران حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کے تھے اور کمال اعتقاد حضرات خواجگان چشت اہل بہشت سے انکو تہا اگرچہ بظاہر
تعلق بادشاہی رکہتے تہے لیکن دل سے فقیر اور درویش دوست تہے تمام تمام رات
عبادت مین بسر کرتے اور واسطہ کاروبار کے تکلیف اپنے غلامونکو نہین دیتے یہانتک کہ
وقت شب پانی کنوین کا اپنے ہاتہہ سے کہینچکر وضو کرتے اور روادار نہ تہے کہ کسیکو
اپنے نوکرونمین سے آرام کرین اور آخر شب دلق پوش ہوکر واسطے خبرگیری رعایا کے
شہر مین پہرتے فخر الملک بغدادی اور نظام الملک دونو وزیر بادشاہ کے تہے
کتاب مخبر الواصلین مین لکہا ہے کہ وقت نماز جنازہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے
خواجہ ابوسعید نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے وصیت کی ہے کہ امامت ہمارے جنازہ کے
وہ شخص کرے جسکا ازاربند کبہی حرام پر نہ کہلا ہووے اور نماز عصر کی سنت اور تکبیر اولی
نماز فرائض کبہی اوسنے ترک نہ کی ہو اس وصیت کو سنکر سلطان شمس الدین ونیز
خاموش رہے تاکہ کوئی دوسرا حاضرین سے پیدا ہو اور امامت جنازہ کرا سے جب
کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہہ چاہتا تہا کہ کوئی میرے حال سے
مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تہا مینے چارہ ندیکہا ؛ تاریخ وفات
اس بادشاہ کی یہہ ہے ؛ چون طشت زبام شمس افتاد ؛ سہ مرتبہ یار را بکن یاد
جسمین سن چہہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہہ قطعہ بہی سلطان موصوف کی رحلت کا ہے ؛
ششصد سی و سہ از سال ہجری ؛ گذشتہ بست روز از ماہ شعبان ؛
بشد سلطان شمس الدین التمش ؛ بسوئے جنۃ الماوا خرامان

| | کاتن باولی | |
|---|---|---|

یہہ چشمہ فیض کا اڈہائی دن کی مسجد کہن دروازیکے آگے کمال تحفہ بنا ہوا ہے
درجہ بدرجہ سنگ سرخ کیہ دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ کا صاف و شیرین
و سبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہوجاوے اور شکم سیر پیئے تو اوسکو فوراً بہوک
لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اس چشمے کو کسنے بنایا مگر زبانی
بعضے بڈہون کے یہہ سننے مین آیا کہ ایک بڑہیا یہان بیٹہہ کر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً
کسی بادشاہ کی سواری اسطرف ہوکر جب نکلی بڑہیا نے اوٹہکر سوت کی انٹی بادشاہ کو
نذر گذرانی بادشاہ نے سواری ٹہیراکر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا
کہ یہہ ارزو اور تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تا کہ دنیا مین مجہہ گمنام کا
نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہہ باولی اور مسجد بنوادی چنانچہ باولی کے
اوپر سمت شرق اب تک وہ مسجد سنگی قدیم قایم ہے بدانست راقم وہ بادشاہ شمس الدین
التمش تہا جسنے یہہ باولی بڑہیا کو بنوادی کسلئے کہ اس تعمیر کو اڈہائی دنکی مسجد کے ساتہہ
کمال مناسبت ہے جیسے اوسمین کندہ کاری کے ستون لگے ہوئی ہین اوسیقدر اسمین بہی
اور ستونونمین بہی جسقدر پتہرونکی صورتین ہین سنگ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین احادیث
اڈہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسیطرح اس مسجد کی محراب پر کندہ ہے
اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ کاری کیئے ہوئے ہین ایسی خوش انداز
اور صاف پانی باولی اس شہر مین دوسری نہین ہے خدا بانی عمارت کو مستغرق
بحر رحمت کرے اور اس نیکبخت بڑہیا کو غرق دریای مغفرت ۔

## شمسی حمام

یہہ حمام اور باغ اڈہائی دنکی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد موصوف کے

سا تہہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تہا اب اوس باغ کے قطعہ مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹ پہوٹ گیا صرف ایک درجا اوسکا باقی رہگیا ہی

## بہاٹ باولی

یہہ باولی زمانہ گذشتہ مین کسی راجا کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ بعضے لوگ اسکو پرتہی راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہیں لیکن وہ باولی اجمیر کے باہر شرقی سمت چاند باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتہی یہان پر رہتا ہے باولی کے پاس درختان انبہ اور باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی اسجگہہ پختہ پختہ چونے اور گچ کے دو ہندون نے بنوا دئے ہین اندرکوٹ مین یہہ مقام بہی پرفضا اور دلکشا ہے

## مسجد کیسو خان

اندرکوٹ کے غربی تارا گڈہ کے راستہ پر یہہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد کے دکہن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوسکے حوض پختہ بنا ہوا تہا اب بہی کچہہ کچہہ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہان پر باغچہ لگا ہوا تہا مگر اب سوا چونہ کے ڈہیر اور ایک کہنڈر کے جسکی وضع حمام کیسی ہے نہ باغ ہے نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود یا درختان انبہ ہین مسجد کی محراب مین سنگ مرمر کی لوح پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ بعہد حضرت شاہ فلک قدر ؛ پناہ دین احمد ظل یزدان ؛ جلال الدین محمد شاہ اکبر ؛ سکندر حشمت دارائے دوران ؛ بہین ہمت خان حسن خلق ؛ سپہر جود کیسو خان عمران

زہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود ؛ کہ شد تعمیر این سقاے میران ؛
کتبہ الراجی درویش محمد حاجی ؛

# فصل تیسری

## آنا ساگر

اس تالاب کی بنا کو کچھہ کم آٹھہ سو برس ہوئی **آنا دیو** نے جو بعد سارنگ دیو کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندھہ بند ہوا کر نام اسکا اپنے نام پر رکھا موسم بارش مین دور اسکا چھہ میل سے زاید ہو جاتا ہے چھہ سو گز تک پان تالاب کا طول اور سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹھارہ سو چالیس مین اجیپال کے پہاڑ کا پانی کاٹ سرکار دولتمدار نے آنا ساگر مین ڈالا جس سے اب پانی تالاب مذکور مین بافراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ پر بہت عمدہ گہاٹ اور باغات معمورہ رئیسان شہر جو انہون نے ایام قحط سالی سمت ۱۹ مین واسطہ رفاہ غربا و مساکین کے تیار کرائی موجود ہین کنارہ کے باغ بہت آراستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تمام ہر صبح و شام حاصل ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پہولون کی مہک آتا ہے کسی باغ مین بیلا چنبیلی موتیا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ مین لالہ زار ہے تو دوسرے مین نافرمان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو کہڑے ہین سبزہ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھہ رہا ہے کسی مین نہرین جاری ہین جانوران خوش نوا کا شور ہی فرادی رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ کی عباسی ڈنڈہی تو اوسمین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چہپی ہیا اس مین رنگت گل کا ڈنڈ ہاپن ہے تو اوسمین بہی ہرگین پر جوبن ہے اگر پوری صفت ان کی لکہون تو یہہ فصل گلستان ہو جاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی نکلکر

سرستی ندی سے جو بوال کے پہاڑ سے نکلی ہے پیٹانگن کے پاس ملگئے ہے یہان سے
ان دونو نکو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودہپور مین ہوتی ہوئی کچہہ کی کہاڑی مین گرتی ہے
ان دونون ندیون مین تہوڑا بہت پانی ہمیشہ بہتا ہے لیکن کچہہ زراعت کی آبپاشی کو
کفایت نہین کرتا۔ مگر ساگرمتی ندی مین متصل موضع ڈومارہ جسکو بن گیلن کہتے ہین تابہ
مواضعات آنہ سینہ جاگیر درگاہ خوربوزہ خوشرنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے
اور بنام نہاد بہانونہ مشہور ہے ۝

## دولتخانہ شاہجہان

یہہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنے آناساگر کے شرقی باندہہ پر شہر اجمیر کے شمالی
نہایت خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا و ایوان
دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے ہین وسط کی بارہ دری کا نام گنیا
جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی مین دیوان خاص کی ہے
وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول و عرض کا فرق ہے کہ یہہ اوس سے کمتر
ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے بہتر ہے اگرچہ زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے
چمن او گلشن تہے نہرین جاری تہین فوارے چلتے تہے لیکن نخلبند قدرت کے ارادہ مین
جو اون چمنونکی بہار کو سرسبزی دینی منظور نہ تہی بلکہ خزان اونکے منظور تہی کہ مرہٹہ کی
عملداری مین بہ سبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئے
صرف درختان انبہ اور مولسری کے پاشہ نشین سنگ مرمر کی اون چمنونکی جگہہ باقی
ہین مگر چادر آب کیطرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی
آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوسکے آگی چمن بدستور قایم وسط کے ایوان رفیع الشان کے روبرو

ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے نظر باغ کے آگے پائین باغکے زینے سے ملحق سر سبز بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیونکے مکان جیسا چاہیئے ویسا محفوظ نہو گا شاید اسی وجہسے سرکار نے اوسکو نیلام کر کر بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کیواسطے بنا لیا پائین باغ جسکو اب دولت باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دونونمین ہے اس باغ مین آنب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کی درخت اس کثرت سے تہے کہ ذنکو آفتاب نظر نہین آتا تہا اور آبریزی کے باعث اقسام اقسام کے پودے بکثرت پیدا ہوتے تہے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر کی احداث باغات مین کہ یہہ امر موجب ترقی و رونق شہر کا ہے ازحد توجہ تہی کل سرکاری اور بیوپاری شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختونکے اسی باغ سے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر کاٹے گئے اب اوس باغکے پہر نصیب کہلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرماکر باغ کو رونق بخشی اور قرار واقعی پہر اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشونکے کنارے دورویہ سرو شمشاد کے درخت نصب کرائے طرح طرح کی پہلواریونسے تختے لہلہائے باغ کے بیچ سنگ مرمر کا حوض مربع پانی سے بہرا ہوا سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا حوض کے کنارونپر اور باغ کی روشونمین قطار در قطار گملے پہولونسے بہری ہوئی رکہی ہوئی بہار تازہ دیتے ہین ایسا

سرو شمشاد جہومتے ہین کہڑے ؛ دار بستونپہ تاک مست پڑے ؛
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا ؛ نعرہ زن قمری چمن پیرا ؛؛
لالہ و گل کہلے چمن بہ چمن ؛ نرگس شوخ چشم چشمک زن ؛
شاخین سنبل کی یون بگرد گل ؛ عارض گلرخان پہ جیون کاکل ؛
یون لب نہر ہے سبزہ تر ؛ سبزہ جس رنگ لعل خوبان پر ؛

شاخ ہر نخل میوہ سے پربار ؛ نو نہالون تلک ہین برخوردار ؛
قمریان کررہی ہین کوکوکو ؛ ؛ ؛ ؛ کہتی کویل کہ پی کہان ہے تو ؛
دیکہہ عالم یہہ کوکلا وہان کا ؛ قطعہ پڑہتی ہے یہہ گلستان کا ؛
روضئہ مارہرا بسلسال ؛ دو عشق سجع طیرنا موزدن ؛
ان پراز لالہاے رنگارنگ ؛ وین پراز میوہاے گوناگون ؛
بادو رسایہ درختانش ؛ گسترانید فرش بوقلمون ؛ ؛
فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ وبوستان ہوگیا یہہ دولتخانہ شہاب الدین
محمد شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کردیا تہا ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

## سہیلی بازار

دولتخانہ کے پائین باغ کے متصل یہہ سہیلی بازار چہیلی سہیلی اکبر بادشاہ کا
بنوایا ہوا ہے دورویہ دکانین لداو کی بنی ہوئی ہین بازار کے روبرو نہرین جاری نہین
چمن لگا ہوا تہا اب نہ وہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی
اتبک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی نہر بجنسہ پر حوض بنے ہوئے تہے
اوسوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہوکر گذرتا تہا اور وہان بدرجہ دوم
چادر کی کیفیت تہی جیسا کہ مہرولی مین دہلی کے متصل جہرنا اور حوض ہین اوسیطرح
یہہ بہی بنے ہوئے تہے اب وہ سب مسمار ہوگئے کچہہ نشان باقی ہین ؛ ؛ ؛

## سدا بہار پہاڑی

یہہ پہاڑی تالاب آنا ساگر کے شرقی اور دولتخانہ کے جنوبی واقع ہے چونکہ

اس کے اوپر متعدد چلّے اور مکانات پر فضا بنے ہوئی ہین اسلیئے ہر ایک کا بیان علیحدہ علیحدہ رقم کیا جاتا ہے تا ناظرین کتاب کو ہر ایک کو حال مفصل معلوم ہووے ؛

## چلہ حضرت خواجہ معین الدینؒ

یہہ چلہ سدا بہار پہاڑی کے بیچین گہاٹی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے جب خلاصہ عارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف لائے تھے تو پہلی پہل اسی مقام کو پسند فرماکر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تہی پہاڑی کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جسپر بیٹہہ کر آپ یاد الٰہی مین مشغول رہتے رکہا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار بین تیس مین مہابت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کے ایک محوطہ سنگین بنواکر دروازہ کے اوپر یہہ اشعار کندہ کراوئے ؛ بزبان شہ رفیع القدر ؛ حامی شرع دین شہاب الدین ؛ رونق عدل وجود دادجہان ؛ کہ بنازد از وزمان وزمین ؛ گشت والی صوبہ اجمیر خانخانان بعزت وتمکین ؛ پاک دین پاکباز دولتخان ؛ بود شقدار او بسم این ساختہ این مکان چلہ چشت ؛ تا بود یادگار در برین ؛ سال تاریخ طالبی گفتا سی وہفت وہزار بودبین ؛ اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس مین صوبہ دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزارات سے ایک شہر خموشان بستا ہے ؛

## چلہ سالار غازی

اسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک چبوترہ سنگ سرخ کا جسپر گنبد سنگی بنا ہوا ہے اندر

گنبد کے ایک قبر سنگ مرمر کی اور سرہانے اوسکے ایک چوکی سنگ مرمر کی کمال خوشنما
واللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہہ مقام سالار غازی کے چلہ کے
نام سے مشہور ہے ۞ سالار غازی جنکی درگاہ بہرایچ کے متصل سرحد بندی سے ایک منزل پر
واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چار سو پانچ مین بمقام
اجمیر پیدا ہوئی اور چودہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز سن ہجری چار سو چوبیس مین
شہید ہوئی تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود غازی کی یہہ ہے ۞
محبوب خدا کہ بود امیر مسعود ۞ در چار صد و چہار آمد بوجود ۞ چون مدت بست در جہانش
افزود ۞ در چار صد و بست و چہار رحلت فرمود ۞ واضح ہو کہ سن ہجری تین سو تراوہ
مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر کو مفتوح کیا راجا بیسلدیو تو بہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ
سلطان مذکور قتل ہوا اور اوسکے بیٹے بیسلدیو نے بعد شکست پانیکے مسلمان ہوکر
کالک جو بنیر علاقہ جیپور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے
سالار ساہو کو جو سالار غازی کے باپ تہے اور سلطان محمود کی بہن کی اونکے
ساتہہ شادی ہوئی تہی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا ہوئے
جب سن تمیز کو پہونچے اس مقام کو پسند کرکر چلہ گاہ مقرر کری اس گنبد کی بنا کو نو سو
برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام ہے کہ اگر آدمی تمام عمر یہان
بیٹہا رہے تب بہی یہانکی سیر سے سیر نہو جدہر نظر جاوے بہار تازہ نظر آوے

## شادی دیو

شادی دیو کا حال کتاب مونس الارواح مین اسطرح لکہا ہے کہ یہہ جن
خواجہ صاحب کے ہاتہہ سے مسلمان ہوا ہے بعد مسلمان کرنیکے خواجہ صاحب نے

اسکا نام شادی رکہا تہا چنانچہ مفصل حال اسکا باب چہارم کی دوسری فصل مین
لکہا گیا ہے یہہ مقام اوسکے نام سے مشہور ہے اکثر ہنود اس مقام کی پرستش کو
آتے ہین نذر بہینٹ پڑہاتے ہین طرفہ تر یہہ کہ پوجاری اس مقام کا مسلمان فقیر ہے
گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتہر تراشا ہوا چکر کے طور کا بشکل کنگن رکہا ہوا ہے
عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجیپال جوگی نے خواجہ صاحب پر جادو کے زور سے
پہینکا تہا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ سرخ کا اور ایک دالان
سنگی بنا ہوا ہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ ہے جسمین بارہ مہینے پانی رہتا ہے ؛

## قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی کمر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
علیہ الرحمت کا چلہ بنا ہوا ہے خواجہ موصوف مرید و خلیفہ خواجہ معین الدین چشتی کے تہے
جب اجمیر مین آتے تہے اس مقام پر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے چلہ کے صحن مین
بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین درکی جسکا گنبد لداؤ کا بنا ہوا ہے مولانا شمس الدین
مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین
نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ تاریخ لکہا ہوا تہا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہو گئے
مین صرف نام بانی مسجد کا اور یہہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑہا گیا ؛ از پی تاریخ سال شمس
ہاتف از در ست نوید ؛ داد پاسخ گو مورخ ذکر معبود رب مجید ؛ اس تاریخ سے سن
ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین چلہ کے نیچے صحن مین بدرجہ دوم ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے
اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقون مین تہا
محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ درکی محمود خان خلف محمد شاہ خان نے سن ہجری

بارہ سو اٹھتالیس مین بنا کی احاطہ کے دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ کتبہ کندہ ہے
اللہ اکبر ؛ بنا کرد محمود عالی نگاہ ؛ بفرار محمد شہ دین پناہ ؛ ز تاریخ تعمیر گوید لطیف ؛
زہی مقبرہ مسجد و خانقاہ ؛ تاریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان
میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد آتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ۱۲۳۹ھ
متصل اسکے دونتی نہ ہے جسکا مذکور اوپر ہو چکا ہے ؛

## فصل چوتہی تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

## فیل سنگ

شہر اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ مسکین کے قریب جو سڑک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے باڑہ کے کہیت مین زیر درخت پیپل ایک پتہر کا ہاتی کہ عوام ہندو اوسکو بہیرون جی کہتے ہین اور اپنی حاجات دنیاوی اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہہ ہاتی سنگ خارا کا ہے اسکی سونڈ اور کان کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی ہے ہاتی پر سیندور اور تیل انہین عامی لوگون کا لگایا ہوا ہے البتہ سب نشانات ہاتہہ پاون وغیرہ کے بہت درست موجود مین اور پشت اوسکی جون کی تون بیٹہے ہوئے ہاتی کے انداز پر بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صورت اسقدر ہے کہ اس کہیت مین پیٹہ تو کئی فٹ اونچا یہہ پتہر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر زمین سے نکلا ہوا تہا اوسی کو تراش کر جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت سن ہجری ایک ہزار بائیس تہے یہہ ہاتی بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلو راست پر یہہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ؛
تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الٰہ ؛ این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

مصرعہ ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہرچند یہہ تیدرکا ہاتھی کچھہ عمدہ چیز نہین ہے مگر چونکہ ایک یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا ٭

## سورج کنڈ

یہہ کنڈ واسطے نفع عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۴۳ھ عیسوی مین کرنیل ڈکسن صاحب مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما تعمیر کا نقشہ ہی جدا چارونطرف کنڈ کے اوپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان بنی ہوئی ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جسپر سنہری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار تھا جسکی تدبیر سے یہہ کنڈ طیار ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمال رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے مگر بیشتر آمد ورفت خاص عام کی اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی لب سڑک بازار کونڈس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کونڈس پورہ کے نامسے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھتے ہین سودا بیچتے ہین اب مالک دوکانات نے ہر ایک دوکان کے روبرو چبوترونپر برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بازار دوچند ہوگیا انتہاے بازار پر سمت شرق سراے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت استوار ومحکم تھی مگر سن اٹھارہ سو چوہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن ریل کے کہدگئی

## مسجد سرا

یہہ مسجد خوش قطع سراے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ سے انسٹھہ مین

میر سعادت علی سابق میر منشی اجنٹی راجپوتانہ نے بناکر کے دنیا مین نام اور عقبیٰ کا کام کیا ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنا ہوا ہے مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین بخط طغرا یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ٭ میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح مسجد و چاہ کہ بست از چشمہ آب بقا ٭ آنکہ از باقر علی تا بہ علی میر سید ٭ حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا ٭ ساختہ شد این مکان کرد بدل جبرائیل از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا ٭ از پئے این سال نیک گفت ہمایون سروش چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا ٭ کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن ۱۲۶۹ ہجری اب مسجد کے روبرو بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوی کے بہت رونق اور گلزاری ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تھا اب چشتی چمن کیٹ کے اوس مقام پر سرای پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی لاگت مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا ہے ٭

## مقبرہ عبداللہ خان

نام انکا سید میان اور لقب شاہی عبداللہ خان بارہ کے سیدون مین کرال دلاور اور بڑے بہادر تہے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین انکا خوب عروج تہا پنجہزاری منصب رکھتے تہے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکہا ہوا ہے الغرض سید میان نے اپنی حیات مین اس مقام پر ایک باغ معہ مسجد کے سن ہجری گیارہ سو پندرہ مین دانش خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آناساگر کی نہر پر ہزارہا روپیہ صرف کرکر باغ ڈالی تہوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم کی راہ لی وسط باغ مین دفن کئی گئے سن ہجری گیارہ سے بائیس مین امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید تہا سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر تعمیر کرایا یہ کتبہ مقبرہ کی

محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ؛ ہو الغفور الرحیم

امیر عادل عبد اللہ خان عالیشان ؛ چو رخت بست ز دار فنا بدار جنان

حسین خلق علی جود و شیر تابان ؛ کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان

دیانت آئین یعنی ہدایت اللہ را ؛ اشارہ کرد ز ابروئے حکم لطف نشان

کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشین ؛ بنا کنند چو فلک روضہ علو انشان

ہر پرسش غیب ز سال بنائے اشرف او ؛ بگفت روضہ عالی بگوش دل پنہان

یہہ مقبرہ خوشنما اور محکم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر بہت تکلف باغ تہا اب اوس باغ کا تو نشان بہی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگی مسجد بنی ہوئی ہے اوسکے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی محراب پر بخط نستعلیق یہہ کتبہ کندہ موجود ہے ؛ از اہتمام دانش تعمیر این مکان ؛ آراستہ بروئے زمین باد جاودان

باغ و مسجد بہشت نشان اینچنین جہان ؛ تاریخ این بنائی نکو روضہ جنان ؛

اس مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے پہلو مین دو حجرے واسطہ عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئے ہین ؛ سید میان کے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ و نفیس دس گز طول و عرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے اسمین عبد اللہ خانکی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہہ محوطہ بنا ہوا ہے اوسیقدر مضبوط بہی ہے گرد ان مقبرونکے پختہ چار دیواری کہنچی ہوئی ہے دو دروازے چار دیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت شاندار سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر اللہ باقی من کل فانی اور سن ہجری گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے ابتدا عملداری سرکار انگریزی مین یہان جیلخانہ تہا اور بعد تعمیر جیلخانہ جدید کے عرصہ تک زراعت ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سرا قدیم کے یہان سرا ہو گئی ہے ؛؛

## مزار مدار شاہ مجذوب

یہہ بزرگ روشن شاہ کی مرید تہے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر ہے رہا کرتے تہے وہ بہی درویش کامل تہے اور یہہ بہی مجذوب زبردست تہے اکثر لوگ انکے دیکہنے والے انکی کرامات کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپ کے مزار کے گرد قدرت الہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تہا جب نشست ٹہیری تو قدرت خدا کی وہ جال کا درخت سرسبز ہوگیا یہان تک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد انتقال اسی جگہہ دفن کئی گئی اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین سہ جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دکہہ بہرتے نہین ۞ مرمٹے جو بندگی مین وہ کبہو مرتے نہین

## مقبرہ حسین علیخان

یہہ مقبرہ عبد اللہ خان کے مقبرہ کے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید حسین علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس گذرے تاریخ چہٹی ذالحجہ سن ہجری گیارہ سو تیس مین میر حیدر کے ہاتہ سے نواح فتحپور مین شہید ہوئی اگرچہ میر حیدر نے واسطے طمع دنیاوی کے ایسے دلاور کو دغا سے بضرب پیش قبض ہلاک کیا مگر اوسیوقت غیرت خان سید مغفور کے خواہر زادہ نے اوسکا بہی کام تمام کردیا واقعی دنیا دار مکافات ہے اس ہاتہ دے اوس ہاتہ لے نواح فتحپور سیکری سے سید حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا بعد دفن کے عمارت عالیشان بنائی گئی اب تعویذ مزار تک ندارد ہے اور مقبرہ کی یہہ صورت ہے کہ چارو طرف سے در بند کرکے بطور کوٹہی کے بنالیا ہے پہلے گورنمنٹ کالج

اسمین تہا اور اب صاحب لوگ بکثرت یہہ رہتے ہین ؛

## تالاب بیسلہ

یہہ تالاب اسٹیشن ریلوی کے قریب جسجگہہ سراکہدکر اسٹیشن بنایا گیا ہے اجمیر کے شرقی راجا بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب کے گرد صد ہا بتخانے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار ہوئے اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا کہتے ہین کہ محیط تالاب کے ہتپلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس شمار پر ہتپلیان بنائی گئی تہین کہ جسوقت ہتپلیون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے سر پر سے فوارے اچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا وسط تالاب کے دو ٹیلے مین اوپر راجا کے محل بنی ہوئی تہے جہانگیر بادشاہ نے اس تالاب پر مکانات بنوائے تہے اور اونکے ملاقات ساتہہ سفیر جارج اول شاہ انگلستان کے اسی مقام پر کی تہی اور ایک چہرٹ چار اسپہ اوسے شاہ کی نذر کیا تہا جسکو بادشاہ نے رتہہ فرنگی کرکر لکہا ہے اب نہ وہ محل ہین نہ ہتپلیان نہ فرش فی الواقع جسوقت محل بنے ہوئے ہونگی ہتپلیون کے سر پر سے فوارے چلتے ہونگے تو عجب کیفیت اور بہار ہوتی ہوگی اب اونکا نام و نشان بہی باقی نہین رہا دور اس تالاب کا دو میل سے زیادہ موسم بارش مین ہو جاتا ہے اگرچہ کنارے کے گہاٹ اکثر جگہہ سے ٹوٹ گئے ہین مگر نشان اونکے اب تک موجود اور باقی ہین یہہ تالاب بشکل انڈے کے گول ہے ؛

## شاہ مدار کا چلہ

یہہ چلہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کا شہر اجمیر کے شرقی پہاڑ پر واقع ہے اسجگہہ
آپ عبادت باری مین مشغول رہتے اخرالامر بموجب فرمان حضرت خواجہ خواجگان آپ مکنپور کو
تشریف لیگئے یہہ چلہ تخمیناً سات سو فٹ بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے یہان ایک گنبد پختہ اور
اسکے آگے حوض پانیکا بنا ہوا ہے حوض کے کنارے ایک چہتری جمن جتی کے
جو حضرت شاہ مدار کے مریدون مین تہا بنی ہوئی ہے تاریخ اٹہارون جمادی الاول کو دوسالانہ
میلہ ہوتا ہے کثرت سے خلقت جاتی ہے خصوصاً عوام ہندو مسلمان کی عورات
اکثر فقیر مداریئی جلالیئی وہان آتے ہین لوگ نذرین چڑہاتے ہین منتین اوتارتے ہین ❊

## فصل پانچوین بذکر تعمیرات جنوبی شہر ❊

## عیدگاہ

یہہ عیدگاہ نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہسو
ستاسی مین بنوائی ہے جنکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ رشتہ
ہمشیرہ زادگی اپنا فرزند خوانده اور متبنی کیا ہے ایک لاکہہ روپیہ واسطے تعمیر
عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اجین سے بہجوایا تہا مولانا صاحب
موصوف نے مرزا احمد علی بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم احدی شاہی کے
اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق تو یہہ ہے کہ اسنواح
سوسو کوس تک ایسی با وسعت اور خوبصورت عیدگاہ دیکہنے مین نہین ائی طول اسکا
ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے پانچ دروازے شرقرویہ پیش عیدگاہ
اسیقدر طول اور باون گز عرض مین چار دیواری پختہ کے اندر بنا ہے وسط کی محراب
سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ❊ شہ ملک توحید خواجہ معین

جبین بپرورش سوو عرش برین ٭ زفیضش شدہ فر و زیب جہان
یگانہ زمان فخر دین متین ٭ زلطف وکرم ان ولی اللہ
شدہ شمس دین نور شرع مبین ٭ زعونش بنا کرد این عیدگاہ
چمن بیگ از روے صدق و یقین ٭ پے تاریخ سالش خرد این بگفت
٭ شدہ اراستہ معبد اہل دین ٭

آپ مہاراجہ مادہوجی سیندہیا کیطرف سے صوبہ مالوہ تھے لکھو کہا روپیہ تعمیر مساجد وغیرہ کار خیر مین صرف کرکر عقبی کا کام کیا دنیا مین نام کیا بعد فوت کے جنازہ انکا بموجب وصیت کے اجمیر مین آیا درگاہ شریف مین سبیل کے متصل مدفون ہین قبر انکے سنگ مرمر تحفہ سے بنائی گئی لوح مزار پر یہہ مناجات کندہ ہے ٭ بادشاہا جرم مارا در گذار ٭ ما گنہ گاریم تو آمرزگار ٭ تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم ٭ ٭ جرم بے اندازہ بیحد کردہ ایم ٭ مغفرت دارم امید از لطف تو ٭ زانکہ خود فرمودہ لا تقنطو ٭ بحر الطاف تو بی پایان بود ٭ نا امید از رحمت شیطان بود ٭ عبدک المعروف بالعصیان وانت المعروف بالغفران ٭

## نیا کالج

اسمقام پر پہلے تو کرنیل ڈکسن صاحب نے بہت وسیع باغ کی بنا ڈالی تہی درخت بہی نصب ہونے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کی عمر نے وفا نہ کی یہہ باغ ناتمام رہگیا سن عیسوی اٹہارہ سو اڑسٹہہ مین اسمقام پر نیا کالج کی تجویز ہوئی چنانچہ تاریخ سترہوین فروری سن مذکور مین یہان صاحبان انگریز اور رؤسا اجمیر کا جلسہ ہوا ستہ پہر کو بنیاد اسکی کرنیل کیٹنگ صاحب بہادر رزیڈنٹ راجپوتانہ نے

اپنے دست خاص سے رکھی مکانات اسمین بمرتبہ فرحت افزا دنہایت اعلی بنے ہین باغچہ بھی پیش کالج بہت خاصا پرفضا لگا ہوا ہے ؛

## ملوسر

یہہ پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن مین سنگین بنا ہوا ہے کسی زمانہ مین چشمہ کے اوپر سمت دکھن باغ تہا اب بہی جامن کے درخت اوس قطع مین موجود ہین اس حوض کو یہانکے لوگ بڑا ملوسر کہتے ہین قریب اسکے دوسرا حوض اکتالیس گز مربع طول اور عرض کا نہایت خوش وضع ہے شرقی جنوبی زنانے گہاٹ واسطہ عورات کے بنے ہوئی ہین پرندہ بھی اونکو نہ دیکھہ سکے پہر آدمی کی تو کیا مجال ہے اگرچہ اسکے بہی شرقی جنوبی طرف باغ لگے ہوئے تہے مگر اب جنوبی باغ کا تو نشان بھی نہین ہے مگر شرقی سمت کا باغ ویران اب تک بھی موجود ہے مسجد پختہ اس باغ مین ہین چار ایک مسجد کے روبرو مربع حوض بنا ہوا ہے مگر شکستہ حال اور خراب اکثر باغ کے تختون مین زراعت ہوتی ہے اور بعضے قطعون مین اقسام اقسام کے درخت کہڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے نہرونکی جگہہ پانیکی وہور ہے بلبل کی جگہہ بوم شوم کا مسکن نہ چمن نہ گلشن ہے جہان رقص کرتے تہے طاؤس باغ ؛ مین اب بولتے اون منڈیرونپہ زاغ ؛ ان حوضون کی بنا کا حال کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گذرا مگر بوڑہے بوڑہے آدمیون کی زبانی ایسا معلوم ہوا کہ ملوخان اور مولاخان کے بنا سے ہوئے ہین اور ان چشمونسے ایک کا نام ملوسر اور دوسریکا نام مولاسر ہے مگر میری راے مین یہہ دو نو حوض باپ بیٹونکے جسکا نام ملو اقبال خان اور بیٹے کا نام ملوخان تہا جسنے بعد زوال سلطنت خلجیہ کے اپنا لقب سلطان قادر کیا تہا بنواے ہین بلکہ عرصہ تک ملوخان سلطان محمود خلجی کیطرفسے

حاکم اجمیر کا اور بعد فوت سلطان موصوف کے بطور خود حکمران رہا ہے اور اسیجگہ فوت
ہوا آیندہ العلم عند اللہ ۔ عشرہ محرم کے روزان حوض پر خلقت کا بڑا اژدحام ہوتا ہے
اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیونکو اسی جگہہ سیراب کرتے ہین مگر خدامونکے تعزیے
بڑے جلوس اور روشنی سے قریب پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کیے جاتے ہین
اگرچہ تمام دن عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دہوم دہام ہوتی ہے

## سیسہ کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور
کہو کے چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈہرے بہرے ہوئے ہین
عجب تر کیفیت یہہ ہے کہ جیٹھہ بیساکہہ کے مہینے مین کان کے اندر سردی کا سا
موسم رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان مین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے
بلکہ تہوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما مین اکثر لوگ وہان جاکر
سردی کا لطف اوٹہاتے ہین پانی بہی یہان کا نہایت سرد ہوتا ہے مگر یہہ مقام جیسا گرمی کے
موسم مین سرد رہتا ہے اوسیقدر سردی کے موسم مین گرم ۔ پہلے منون سیسہ روزمرہ نکلتا تہا
اب عرصہ سے سرکار نے بند کرا دیا ہے یہہ جگہہ بہی قابل دید ہے ؂

## بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہہ مقام فرحت افزا پہاڑ کے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک
شخص سید سونڈا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیران پیر قدس اللہ

سرہ العزیز کی اینٹ اوٹہا لایا تہا قریب مرنیکے لوگون سے یہہ وصیت کی کہ بعد میرے
اس خشت کو تعویذ قبر مین لگا دینا یہہ وصیت کرکر سید مذکور فوت ہوگیا لوگون نے
بموجب وصیت کے عمل کیا یعنے اوس خشت کو قبر مین چن دیا شدہ شدہ یہہ مقام
حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام سے مشہور ہوگیا پہلے نواب جمشید خان مرحوم نے
جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقو مین تہا شمال رو دالان دو درجے کے بناکر
رونق اسکی دوچند کردی بعد اسکے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تہے اور کار خیر
مین انکی ہمت بہت مصروف تہی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا چونکہ یہہ مقام بلندی پہار پر
واقع ہے بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی تہی اس
جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ کے بہت
ستہرا پختہ حوض خوشنما اور دالان پرفضا اور چند دروازے اور صحن بنواکر دارین مین نیکنامی
لی اور رونق اسکی چوگنی ہوگئی اس حوض کی بنا کو پچیس برس ہوئی اب بارہ مہینے حوض مین
بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی کیفیت اور دیکہارا اسمقام سے خوب نظر آتی ہے
ربیع الاخر کے مہینے مین نوین تاریخ سے گیارہوین تک بہت اچہا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے
ہرشب روشنی ہوتی ہے مگر قل کے روز ازدحام خلائق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت
حاضرین میلہ کو عموماً شیرینی اور خصوصاً مشائخین اور عمایدکو دستارین سرکار درگاہ کیطرف سے
ملتی ہین ؁

## فصل چہٹی تالاب پہکر کے بیان مین ؁

## پہکر

اجمیر سے تین کوس پرے پہکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا
آج تک کسینے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال پہوٹی ہوئی ہے

لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے جب دریافت کرایا تہا تو
اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین
مگرمچہ بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ نہین لگاتا ہندؤنکا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر
برمہا نے جگ کیا تہا اور یہہ پہکر ہون کنڈ ہے یعنے آتشکدہ کہ جسمین جگ کیوقت
میوہ جات اور غلہ وغیرہ آگ روشن کر کر ڈالتے ہین فی الواقع ہندؤنکا تیرتہ یہہ
ہے بلکہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان
سارے تیرتہون مین پہرے اور روے زمین کے مندرونکی پوجا کرے جب تک
اسمین نہ نہاویگا ثواب کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاصفیا مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین
سب سے پہلی جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے اور ہندوون مین جو لوگ قیامت
ہونیکے قایل ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد
اس قوم کا یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہہ تالاب پہکر اور بائین آنکہہ کہتا
تالاب گہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل اس تالاب کی ایک
بیضاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارونکے گرداگرد خصوص جانب مشرق جہان دلدل تا
دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین بنی ہوئی ہین ہر ہندو کے خاندان کے
لئے یہان ایک طاق بنا ہوا ہے تاکہ جب دنیاوی کام سے فراغت حاصل ہو تو ان
بیٹہکر عبادت کرے بڑے بڑے مشہور انمین وہ ہین جو کہ راجا مان سنگہہ والی آمیر
اور اہلیا بائی رانی ہولکر و جواہر مل ساکن بہرت پور و بیجے سنگہہ رئیس مارواڑ نے بنائی ہین
سمادین بہی یہان بیشمار بنی ہوئی ہین چنانچہ سمادہ بیجے اپاجی کی جو ناگور مین قتل ہوا تہا اور سمادہ
اوسکے بہائی سنتاجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین مارا گیا تہا اسجا پر بڑی عالیشان
بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار عمارت اسجا کی برمہا کا مندر ہے جسکو گوکل پارکہہ
خزانچی مہاراجہ سیندہیہ نے ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ صرف کر کر بنوایا ہے اسمین

چوکہی مورت سنگ مرمر کی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ بشکل چلیپا بطور صلیب کے
لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از پیدائش مخلوقات خالق نے
ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک
جگہہ کے گرد فصیل کہڑی کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین
اور یہہ ثبوت پیش کرتے ہین کہ چارو طرف چار پہاڑ جہیل کے پرے جدا جدا کہڑے ہین
اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہے بنام رتناگڈہ معروف ہے
اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ
نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب شرق جو پہاڑ ہے اوسکو کٹ کانگر کہتے ہین
اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام سوناکورو نامزد ہے نند یعنے مہادیو کا گہوڑا اونانہ
گہاٹی پر بدین نظر رکہا گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے
کنہیا بہی یہی کام بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن از بسکہ ساوتری قبیلہ
برہما وہان موجود نہ تہی اور تلاش کئے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ ادا رسمیات ہوم بغیر
عورت کے متعذر ہے اسلئے ایک گوجری خورد سال کو ساوتری کی جگہہ بٹہا دیا تہا
یہہ سنکر ساوتری ایسی ناراض ہوئی کہ وہ رتناگڈہ پہاڑ مین چلی گئی اور وہان جاکر غائب
ہو گئی اسمقام پر ایک چشمہ پانیکا نکل آیا جو اتبک اوسیکے نام سے نامزد ہے بروقت
ادا کرنے ان رسمیات کے مہادیو جو بہولاناتہہ بہی کہلاتا ہے اور مدام مخمور رہتا ہے
آگ کو بجہانا بہول گیا وہ آگ پہیل گئی اور غالباً کل دنیا کو جلا دیتی لیکن برہما نے ریت سے
اوسکو بجہا دیا اس سبب سے ریت کے ٹیلے موجود ہین بعد ازان ناہر راو پڑیہار راجہ
منڈور جسکو جذام کی بیماری تہی شکار کے پیچہے گہوڑا دوڑاتے اس میدان مین آگیا
اور یہان پہونچکر اوسنے اپنے ہات اس چشمہ مین دہوئے فوراً جو بیماری اوسکو
لاحق تہی جاتی رہی جب تو اوسنے یہان تالاب کہدوایا اور ہمیشہ اسی تالاب سے پانی پیتا

یہہ اصلیت اس مقام کی تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی مرقوم ہے ⁂ الغرض اُنند دیو
راے پتہوراکے دادانے اس تالاب کا باندھہ باندہا اور اکثر جا سیڑہیان سنگین
تالاب مین بناکر کنارونکو خوش اسلوب کردیا چارونطرف ستہرے ستہرے
گہاٹ اور مکانات حویلیان مندر بنواے بڑی بڑی لاگت کے اکثر رئیسون اور
سیٹہون کے بنے ہوئے ہین کنارہ جنوبی پر ایک محل اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا تہا
مگر اب صرف اوس محل کے نشان باقی ہین پورب اور اوتر کیطرف تالاب پہکر کے
بستی ہین اکثر برہمن لوگ رہتے ہین بستی کے بیچون بیچ کیشوراے کا ایک بتخانہ تہا
بعضے برہمن اوسکو کلیان سے منسوب کرتے ہین عالمگیر نے اوس مندر کو توڑواکر
بجاے اوسکے ایک مسجد عالیشان سنگ سرخ کی بنوائی ایک قدیم بتخانہ اس بستی مین
بارہ کا تہا جسکو جہانگیر بادشاہ نے مسمار کیا توزک جہانگیری مین اس بادشاہ نے
حال اس مندر کے مسمار کرنیکا یون لکہا ہے کہ سن ہجری ایک ہزار بائیس مین تاریخ
ساتوین ماہ ذالحجہ کو بہ قصد سیر و شکار تالاب پہکر پر کہ معبد ہنود کا ہے متوجہ ہوا بعد شکار
مرغ آبی وغیرہ کے پہر اجمیر مین آیا پہکر مین دیول بہت ہین منجملہ اونکے رانا شنکر نے کہ بیرے
بہان امراے عظیم سے ہے اوسنے ایک مندر کئی لاکہہ روپیہ کی لاگت کا بنوایا تہا
اور اوسمین ایک صورت سنگ سیاہ سے تراشی ہوئی کہ سر اوسکا مثل سوئر کے
اور جسم آدمیکا دیکہنے مین آئی عقیدہ ہنود کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے یہی
صورت بنائی ہے اوس صورت کو مینے توڑکر تالاب مذکور مین ڈلوادی لوگون نے
کہا کہ عمق تالاب کی انتہا نہین معلوم کرایا تو بارہ گز سے زیادہ گہرا نہ تہا اور دور تالاب کا
ڈیڑہ کوس ہے بستی کے اندر بعد ضعف سلطنت اگرچہ بنواے اور مندر بڑی بڑی لاگت کے
بنگئے ہین مگر تالاب کے کنارہ کی عمارتین سب کی سب دلچسپ اور قابل سیر کے ہین
پورب کیطرف ناگ پہاڑ واقع ہے اس پہاڑ کا اور ندی وغیرہ کا پانی پہکر مین آتا ہے

آمد کیطرف کوئی مکان نہین ہے جب سورج تل راس یعنے آفتاب برج میزان مین آتا ہی
ہزارون زن و مرد دور دور سے آتے ہین علاوہ انکے اینت جوگی تپشی بہی صدہا کوس سے
آکر و تان ٹہیرتے ہین اور کاتک کی گیارس سے پونون تک ثواب عظیم جانکر نہاتے ہین
یہہ میلہ اکثر ملکون مین مشہور ہے ہر قسم کے بیوپاری جمع ہوتے ہین گہوڑے اونٹ بیل
مارواڑ وغیرہ کے سوداگر لاکر بیچتے ہین اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے
ہین چنانچہ بیل اور اونٹ مارواڑ کا اکثر اسی میلے سے سب طرف خرید اجاتا ہے سوداگران
اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزارہا روپیہ تو صرف انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خواہ مخواہ خاطر
انعام سے علیحدہ کثرت خلایق کو سون چہہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنشت پہکر
جو بوڑہے پہکر کے نام سے معروف ہے اوسکو ہنود شیو کا بتلاتے ہین تیسرا مدہ پہکر جو
موضع ہرلہ کے متصل ہے مگر ان دونون تالابون پر کوئی میلہ بہی نہین ہوتا اور نہ کچہہ تعمیرات
اس لایق ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پہکر کی موضع کہرکیڑی کے قریب ہوکر
جاتی تہی اور پیدل کا راستہ نوسر کے قریب قدیم گہاٹی کہ جس مین گذر گاڑی کا نہ تہا
اوسکو دولت مل سیٹہہ نے بنا کی پہر میکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو کٹوا کر
دوسری جگہہ موافق گذر گاڑی کے سڑک طیار کی مگر برسات مین خراب ہو جاتی تہی اب سرکار
دولتمدار دام اقبالہ نے دونو گہاٹیونکے بیچ مین پہاڑ کاٹ کر ایک اور سڑک بنوانی شروع
کی ہے جب یہہ طیار ہو جاویگی پہر تو ہر طرح کی سواری ہر وقت گذر کر سکیگی ؛؛ ؛؛ ؛؛

**باب تیسرا قلعہ تارا گڈہ کے حال مین ؛ فصل پہلی بذکر بنیاد قلعہ تارا گڈہ ؛**

| | کوہ اربلی | |
| --- | --- | --- |

زہے کوہ اجمیر خیبر سرشت ؛ مقام سر مقتدایان چشت

چہ کوہ است کہ چون سود ہر اوج سر ٭ محیط سپہرش بود تا کمر ٭
نماید جرم مہ و آفتاب ٭ بران کوہ مانند چشم عقاب ٭
چو خورشید در روے عیان شبہا ٭ کواکب بود ریگ آن چشمہا
بسی نسر طایر بگردون شتافت ٭ کہ بر قلہ اش راہ یابد نیافت
شود گر از ان قلعہ سنگے رہا ٭ بریزد فلک را ز ہم قلعہ ہا
نہ بر قست ہر سو درخشان ز تیغ ٭ کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ
ز بالاے آن قلعہ گاہ نگاہ ٭ فلک چشمہ و چشم ماہیست ماہ
بر و سیل آن قلعہ پر شکوہ ٭ ہزاران چو الوند و البرز کوہ ٭
چو برخیزد از دامن آن عقاب ٭ فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب
ہمین طالبا رفعت پایہ اش ٭ کہ جا کرد خورشید در سایہ اش

ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کر کر لکہا ہے جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنے عمر کے ہین اسلیئے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تہی اوسکو ادیم کہتے تہے یعنے ہمیشگی کا پہاڑ غالبًا پہاڑ کے نام سے یہہ آبادی ابتدا مین مشہور ہوئی ٭

## قلعہ تاراگڈہ

سورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ بال سنگر پو کا بہائی راجا رام چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تہا اوسکی عورت سے فے کہ نام اوسکا تارا تہا یہہ قلعہ اربلی پربت پر بنوا کر نام اوسکا اپنی نام پر تاراگڈہ رکہا کئی لاکہہ برس اسکی بنا کو گذرے ٭ ہر چند کہ اسکی مدت تعمیر مین بہت کچہہ مبالغہ معلوم

معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے بہی ثابت ہے چنانچہ اخبار الاخیار
مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکہا ہے کہ پہاڑ کے اوپر ہندوستان مین جو دیوار
قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی تاراگڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے
تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس قلعہ کو اجیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکہا ہے جسکے عہد کو
کچہہ اوپر سترہ سو برس گذرے الغرض جب رائے پتہورا سمت گیارہ سو پندرہ راجا
بکرماجیت مین پیدا ہوا اور بلوغت کو پہونچا راجا سومیس دیو نے جو پتہورا کا باپ تہا اپنی
جین حیات مین پتہورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجا پتہورا نے ناگ پہاڑ پر قلعہ
بنانیکا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کار تعمیر کرنے لگے کہتے ہین کہ جو عمارت دنکو بنائی
جاتی تہی رات کو گرجاتی تہی بہرحال اب تک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیادوں کے نشان موجود
ہین القصہ جب رائے پتہورا نے ناگ پہاڑ کی قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہ سے اوہورا
چہوڑا تب گڈہ بیٹلی پر یہہ قلعہ بنا کیا اٹہہ سو فٹ بلند پہاڑ پر قلعہ تاراگڈہ بنا ہوا ہے
اور اس مقام پر یہہ جاننا بہی ضرور ہے کہ سب خاص و عام کی زبان پر بیٹہلگڈہ بہی اسی
قلعہ کا نام ہے جسکو تاراگڈہ بولتے ہین ہرچند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے
ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم
جو اصلی تاراگڈہ اور بیٹہلی گڈہ کے نام سے وقتاً فوقتاً مشہور تہی مسمار اور منہدم
ہوگئی تب رائے پتہورا نے اوس جگہہ پر یہہ عمارت قلعہ بنوائی جو اب [illegible] گڈہ مشہور ہے
یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور کمال مستحکم بنا ہوا تہا مگر سرکار انگریزی کی
عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہوگئی بلکہ مغربی دروازہ کی پاس کی فصیل بہی کسی مصلحت سے
ڈہا دی گئی ہے اسلئے اوسکی اصلی وضع مین تفاوت ہوگیا پہلے سن ہجری پچانوے مین
ولید بن عبد الملک نے ایک فوج جرار بہیجکر ہندوستان مین تہلکہ ڈالا اوس فوج
[illegible] نے بڑے بڑے معرکے کئے یہانتک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اونہون نے

اپنا عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤں کو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے سپہ سالار محمد قاسم نے
گجرات کو فتح کر کر اجمیر پر چڑھائی کی اوسوقت دولہا رائے نے مقابلہ کیا بعد بہت سی
کشت و خون کے دولہا رائے معہ اوسکے فرزند لوٹ نامی کے مارا گیا اور قلعہ اجمیر
اول مرتبہ ہی حملہ مین فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کر کر محمد بن قاسم نے چتوڑ گڈھ کی جانب
نہضت کی لیکن وہان باپا سے شکست کہائی اور اولٹا اجمیر کو پہر گیا ۔

## فصل دوسری

حضرت امیر سید حسین کے تشریف لانے اور منصب شہادت پانیکے بیان مین

آپکا ذکر خیر کتب تواریخ خصوصاً چہار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون
لکہا ہے کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام
بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے امیرون مین
افسر فوج کے تہے جب سلطان مذکور رائے پتہورا پر فتحیاب ہوا اور قطب الدین
ایبک کو نایب سلطنت کر کر براہ سوالک محالات کوہستان غارت کرتا ہوا
غزنین پہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسین مشہدی کو جو عم بزرگوار
سید حسین خنگ سوار کے تہے قلعہ دار اجمیر شریف کا کر دیا ایک روز سید حسین
مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکہا کہ آپ
فرماتے ہین اے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے
کردو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو اوسوقت
اجمیر مین تشریف رکہتے تہے جا کر حال خواب کا ظاہر کیا یہہ مضمون سنکر حضرت خواجہ نے
کہا کہ اگرچہ میرا سن اب قابل نکاح کرنیکے نہین ہے مگر بموجب ارشاد جناب امام کے
مینے قبول کیا آخر شش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح نے نکاح کیا ۔
صاحب سیر العارفین لکہتے ہین کہ ہزارہا زن و مرد ہدایت فرمانے امیر سید حسین معروف
بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوار سے اسلام قبول کرتے تہے

اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از راہ حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہین دیتے جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور جسکی نہوتی اوس سے کچہہ تعرض نہ تہا آخر ایام سلطنت قطب الدین ایبک مین ہنود اس دیار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی روز افزون اسلام کے رکہنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر مین مشہور ہوئی اوسوقت راے پتہورا کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتہہ لیکر ارادہ شبخون کا کیا آپ جماعت قلیل کے ساتہہ اوس رات قلعہ پر تشریف رکہتے تہے اور لشکر کے آدمی اکثر پرگنون مین واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق تہے الغرض وقت شب تاریخ سترہوین رجب کو کہ سن ہجری پانسو اٹہانوے تہے کمند کی راہ ہزار ہا گروہ قلعہ مین اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ اس مکر سے محض بیخبر تہے معہ جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بہی آپکے اور مردان موجودہ کے ہاتہہ سے اسقدر مارے گئے تہے کہ خون کا نالہ قلعہ تارا گڈہ پر سے بہنے لگا تہا تاریخ شہادت حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت خواجہ بزرگ کو تو اس واقعہ کی پہلی خبر تہی وقت سحر معہ اپنے مریدون اور خادمون کے قلعہ پر تشریف لیجاکر سید حسین اور انکے ہمراہیونکو جو شہید ہوئی تہے دفن کیا ॥ **فصل تیسری** بذکر تعمیرات قلعہ ॥

## درگاہ میرانصاحب

پہلے آپ کے مزار پرانوار پر عمارت پختہ نہ تہی سن ہجری ایک ہزار چوبیس مین اعتبار خان خواجہ سرا نے جو اکبر کے عہد مین منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد مین منصب شش ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکہتا تہا ممتاز خان کے خطاب سے معروف تہا قبر شریف پر عمارت روضہ بنوائی کلس زرین گنبد کے اتبک جگ جگاتے مین جنوب رو

دروازہ کی کہڑکی پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ ؛
کاندر زمان او شدہ آسودہ دل جہان ؛ سال دہم ز عہد جلوس مبارکش
شد فتح ملک رانا زان شاہ کامران ؛ وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش
بر تخت زر نشستہ بد از فتح شادمان ؛ بود از ہزار افزون بست و چہار سال
گیتی ز عدل و داد اوش چون روضۂ جنان ؛ در روضۂ مقدس سید حسین کرد
این پنجرہ ز صدق و صفا اعتبار خان ؛ آپکا مزار شریف تا ش باد لے کے قبر پوش سنہ
ڈہنکا رہتا ہے سرہانے کیطرف شہیدانہ پر دستار زر تار جیپر موتیونکا سہرا پڑا
ہوا ازدلروینمین کہا جاتا ہے چاندی کا چہپر اور جسپین مزار شہیدن آثار پر اوپیران ہین سنہری +
چوکہٹونمین آیئنے کٹہرہ کے اندر جڑے ہوئی پہولونکے سہرے پڑے ہوئی رو لطف دیتی ہین
شان محبوبیت آپ کے روضہ اقدس پر پائی جاتی ہے خرق عادات حضرت سید ابرار
خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پر نور حین داس کا زیارت گاہ ہے روضہ شریف کے
غربی کماجی راو سیندہیہ نے سات در کا دالان سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع بنوایا ہجری
بارہ سو ستائیس مین بنیاد اسکی شروع ہوئی اور سن بارہ سو انتیس ہجری مین اختتام کو
پہونچا فرش محراب مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے
محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ معدن نور منبع اسرار ؛ ہست درگاہ شاہ خنگ سوار ؛
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت ؛ راو کماجی سیندہیہ بوقار ؛ سنہ ۱۲۲۷
اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہہ کندہ ہے ؛ کماجی راو چون کردہ بناسے ؛
مکان پر فضا بر کوہ محکم ؛ پئے تاریخ ختمش گفت ہاتف
احاطق تا قیامت باد قائم ؛ اس دالان سے ملحق روضہ کے شمالی
ایک اور دالان خوش اسلوب کی سن ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راو انگلہ نے
بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تئیس مین بنکر طیار ہوا بیچ کی محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین

از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار ٭ کرد الان راو بالا اینکہ پیش مزار ٭
یک ہزار و دو صد و افزون ازین کن بست دو ٭ سال ہجرت خانہ بیت العدن آمد شمار

روضۂ عالی کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں ایک شرق رو دوسرا جنوب رویہ دروازہ
دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ مرمر کا سن ہجری بارہ سو
پچیس میں بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ٭ ٭ ٭

شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین ٭ قاتل کفار آن سید حسین بہ جبین
منبع جود و سخا کان فتوت و اتقا ٭ واقف سر ہدا آن مہبط نور معین
سرور ہر دو جہان مشکلکشای انس و جان ٭ مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرف از عطر جنت ہر طرف ٭ مرقدش بردہ شرف چون طور بر کوہ زمین
فرشش دروازہ بہین از سنگ مرمر شد مزین ٭ شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش در ثمین
از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل ٭ گفت جو تاریخ او از روضہ سلطان دین

درجہ دوم میں زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہہ گھوڑا حضرت امیر سید حسین کی سواری کا تہا اسکے قبر پر سبز قبر پوش کے اوپر بجاے میر فرش کے گول گول پتہر رکہے ہوئے ہیں عوام میں جو یہہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار نے یہہ غلولہ جانور ونکو لاشو نیر سے اوڑانے کیواسطے پہینکے تہے محض غلط ہے اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ ہی میں فرق بہت ہے دوسرے اتنے بڑے غلیلو نکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ اونکا وزن بہی چار چار سیر سے کم نہیں - روضہ کے غربی دوسرے درجے میں مسجد عالیشان اور خوشنما مولوی سید حمید الدین مرحوم صدر امین اجمیر کے اہتمام سے بنکر طیار ہوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض چہہ گز سرکاری صحن اسکا بہت معقول ہے درجہ سیوم میں عمدہ عمدہ دالان عالیشان جنوبی شمالی حصہ میں ہیں غربی میں ایک مسجد قدیم نہایت محکم اور اسکے آگے صحن میں شہیدونکے

مزارات اور ایک حوض پانیکا بنا ہوا ہے سمت شمال والانوں کے بیچوں بیچ نقارخانہ زنانہ
جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے ۔

## بلند دروازہ

یہہ دروازہ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کا اسماعیل قلیخان
صوبہ اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر میں سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی چونسٹہہ فیٹ
اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگ مرمر صفا کا ہے اگرچہ بخط نسخ
کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر سفیدی کیجاتی ہے اسلئے
بخوبی پڑہنے میں نہیں آتا دروازے کے اندر سنگ مرمر کی لوح میں یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا
کندہ ہے ۔ بعہد بادشاہ آسمان قدر ۔ پناہ ملک و ملت ظل یزدان
جلال الدین محمد اکبر آن شاہ ۔ کہ دارد در نگین ملک سلیمان ۔
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ آمد ۔ سوادش عین نور و نور ایمان
بنا فرمود این ایوان عالی ۔ کریم الذات اسمٰعیل قلیخان ۔
ز کلک دلکشا تاریخ اتمام ۔ اگر خواہی کسے یابد آسان
کتبہ الراجی درویش محمد الحاجی المشتہر بہ غزنی ۔ بلند دروازہ کے پیچھے درجہ چہارم
میں متعدد دالان ہیں ایک مسجد بھی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن میں شہیدوں کے
کثرت مزارات سے ایک شہر خموشان بستا ہے درجہ چہارم کے دو دروازے
ایک شرقی دوسرا شمال رویہ ہے دروازہ شمالی کے متصل دو آہنی دیگین ہیں ایک دیگ
نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی اور دوسری ملامداری کی یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا
دیگ کے اوپر کندہ ہے ۔ بصرف زر ملامداری کرد در تعمیر دیگ ۔ باد تا حشر

بادشاہش وجہان روشن مثل آفتاب ٭ بخت ور ہمت اسکی چندش نمودہ اہتمام ٭
گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

رجب المرجب کی سولہوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے ہزارون مرد عورت زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ہر شب محفل سماع ہین خاص و عام کا اژدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سیوم مین دوطرفہ بازار لگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بہرا ہوا ارباب نشاط کا ہجوم خلق اللہ کی دہوم کہین جلسہ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از حد دوکانون مین انواع اقسام کی جنس رنگ برنگ کی پہول طرح طرح کی مٹہای قرینہ سے چنی ہوئی بیچنے دینے والے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند پر اچنبہا زیادہ یہہ ہے کہ آپ کی درگاہ کے خادم سب کے امامیہ مذہب رکہتے ہین یہہ لوگ واسطے رقت کے روضہ کے کہڑے کے گرد کپڑے سیہ سرخ لپیٹا تان دیتے ہین جسوقت میلہ کا قل ہوتا ہے اوسوقت ہندو اوس کلاوے کے لوٹتے ہین ہر چند کہ یہہ رسم ساختہ ہے اور شرعاً محض بے اصل مگر اسکے لٹتے وقت عجب رقت کا عالم ہوتا ہے جسکے لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے شخون کا ہنگامہ آنکہون کے تلے پہر جاتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا ہین کثرت سے شہیدونکے مزارات ہین سن ہجری ایک ہزار بائیس مین گنج شہدا کی چاردیواری پختہ وزیر خان کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی شرق رو اس چاردیواری کا دروازہ ہے دروازے کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین مگر بالفعل جس پتہر پر یہہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین رکہا ہوا ہے شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعر ونکا مضمون بوجہ فرسودہ ہوجانے الفاظ کے پڑہا نہین جاتا ٭ درزمان شہ رفیع مکان ٭ کہ نیازد بدور او دوران ٭ آن شہنشہ کہ ذات او آمد ٭ باعث عدل وداد و امن امان ٭ شاہ گیتی پناہ نورالدین

برجہانیست سایہ یزدان ٭ بانی این بناے لطف ایمن ٭ بایکے
سال اوخرد گفت ان ٭ دولت است از وزیر خان کلان
کم نشان چنین زدہ لست دان ٭ یک ہزار و بست دو ٭ باب چوتھا

## فصل پہلی

مخفی نہ رہی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان میں جو بلاد غور سے ہے سن ہجری پانسو سینتیس میں پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام نامی سید غیاث الدین اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار میں نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملکہ لکھا ہے اور بعضوں نے تاریخ تولد حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نو لکھا ہے اس سے تولد آپکا سن ہجری پانسو تیس میں معلوم ہوتا ہے ٭ نسب نامہ آپکا کتاب بحر الانساب میں اسطرح لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن سنجری ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاء الدین ابن سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم ابن امام حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حضرت ابو عبد اللہ حسین ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب اور شجرۃ الانساب و مرات الاسرار و ہدایت المعین میں نسب نامہ آپکا یوں لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ غیاث الدین حسن بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ یہہ رباعی میں ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے ٭٭٭

ولادت عاشق نوسال عمرشش ❁ بود دور والی ہند آشکارا ❁
وفاتش آفتاب ملک ہندست ❁ زابجد کن شمار این را خدا را ❁

چونکہ آپ کو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے کہ بلدہ چشت سے منسوب ہے اور چشت نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو ستاقلان کہتے ہین اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چار بزرگوار اس سلسلہ عالیہ کے ساکن چشت تہے اور اوسیمقام متبرک مین آسودہ ہین اول خواجہ ابو احمد چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سیوم خواجہ ابو یوسف چشتی چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی جنکا سلسلہ ارادت ان بزرگواران تک منتہی ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین ❁ الغرض آپ سادات حسینی حسنی ہین پندرہ سال کے سن مین پدر عالیمقدار آپ کے قضای الہی سے فوت ہوئی ایک باغ اور کارخانہ پن چکی باقی چہوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب کامل تشریف رکہتے تہے ایک دن گذر انکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغمین ہوا اوسوقت خواجہ بزرگ درختونکو پانی پلا رہے تہے جب ابراہیم قندوزی کو دیکہا دوڑے اور ہاتہہ اوسکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹہلایا اور خوشہ ہاے انگور آگے اوسکے لا رکہے ابراہیم قندوزی نے ایک کہل کا ٹکڑا جیب سے نکالا اور اوسکو دانتون سے چبا کر حضرت خواجہ کو کہلایا بعد کہانیکے جذبہ طریقت نے آپکو کہینچا دنیا کی محبت اور گہربار کی الفت دلسے اوٹہہ گئی آپ نے باغ وغیرہ فروخت کر کر زر قیمت درویشونکو دے ڈالا اور وہان سے مسافرت اختیار کر کر طرف سمرقند اور بخارا کے تشریف لیگئے حضرت حسام الدین بخاری کی خدمتمین رہکر قران شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری مین دستگاہ کامل حاصل کی بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی جبکہ قصبہ ہارون مین کہ نواح نیشاپور سے ہے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی

ہارونی کے مرید ہوئے اور اونکی صحبت سے بہرہ کامل اوٹھایا پہر عبادت و ریاضت مین
غرق ہوئے سلسلہ طریقت آپکا یہہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت
خواجہ عثمان ہارونیکے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین ہے اور وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی
کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار
خواجہ یوسف چشتی کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد
ابو محمد ابدال چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ
ممشاد علو دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید
شیخ سدید الدین کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید شیخ
ابو الفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابو الفضل عبد الواحد بن زید کے اور وہ مرید حضرت
شیخ حسن بصری انصاریکے اور وہ مرید حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے الغرض مدت بیس برس اور چہہ مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کرکے خرقہ
خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ
نجم الدین کبری کی خدمت مین پہونچے پندرہ روز وہان قیام فرمایا پہر وہانسے متوجہ بغداد کے
ہوئے اور بغداد شریف مین پہونچکر شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین
سہروردی سے ملاقات کی پس بعد حضرت خواجہ اوحد الدین کرمانی کی خدمت مین
پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پہر قصبہ جبل مین آئے کہ وہ بغداد سے سات
کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی اسی جگہہ طوفان آب مین ٹہہری
تہی سات دن حضرت شیخ عبد القادر گیلانی کی خدمت مین رہے مگر تاریخ آرائش محفل
مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ
عبد القادر گیلانی سے فائدہ حاصل کیا مونس الارواح مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ کا

حجرہ متبرکہ اتبک قصبہ چشتی مین موجود ہے پہر آپ چشت سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور
استر آباد و ہرات تشریف لیگئے اوسجگہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکہتا تہا آپ
اوسکے باغون پہونچے اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر
گل و گلزار کے اوس باغ مین آیا جبکہ حوض کے قریب پہونچا آپکو دیکہکر غضبناک ہوا
آپنے جوہین آنکہہ اوٹہاکر اوسکی طرف دیکہا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہوکر گر گیا
حضرت خواجہ بزرگ نے جب اوسکو اس حال مین دیکہا حوض سے پانی لیکر اوسکے منہہ پر
چہڑکا جب ہوش آیا اوسیدم اپنے کردار باطل سے تایب ہوکر معہ اعیان وارکین کے
مرید ہوا چند روز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت پایا
اور خلافت صوری و معنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ ہرات سے
متوجہ بلخ کے ہوئے اور چند سے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت کی اوسجگہ
ایک حکیم ضیاء الدین نامی نہایت مغرور و متکبر علم حکمت مین بہرہ کامل رکہتا تہا اور
درویشونسے منکر تہا ایک روز آپ واسطہ شکار کے تشریف فرما ہوئے اور دامن کوہ
کے پاس کلنگ کا شکار تیر سے کیا آگ روشن کرکر کباب طیار فرمانے مین مصروف تہے
اتفاق سے حکیم ضیاء الدین بہی وہان آپہونچا اور آپ کے پاس بیٹہا آپنے کباب
طیار ساختہ سے حکیم کو دیا بمجرد کہانے کباب کے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
جب ہوش مین آیا نہایت عقیدت سے مرید ہوکر جسقدر کتب حکمت اوسکے
کتب خانے مین موجود تہین سب کو دریا مین ڈالکر کاملان وقت سے ہوا بعد اسکے
حضرت خواجہ بزرگ بلخ سے غزنین اور غزنین سے لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے اجمیر مین
تشریف لائے ٭ نقل ہے کہ ایک روز بعد نماز صبح کے ایک آدمی حضور کی خدمت مین
حاضر ہوکر بچشم اشکبار و دیدہ خونبار عرض کرنیلگا کہ حاکم ظالم نے میرے فرزند کو بیجرم و گناہ
قتل کیا ہے آپکی درگاہ عالی سے امید انصاف کی رکہتا ہون آپ یہہ حال سنکر

مقام سکونت سے روانہ ہوکر بالین مقتول پر پہونچے اور اوس مقتول کے سر کو اوسکے
جسم سے ملا کر فرمایا کہ اے جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو خدا کے
حکم سے زندہ ہوجا یہہ کہنا تھا کہ فی الحال جسم اوسکا جنبش مین آیا اور زندہ ہوگیا۔ نقل ہے کہ
ایک روز حضرت خواجہ راستہ مین چلے جاتے تہے اور شیخ علی نامی مرید آپ کے
ساتہہ تہے ایک شخص آیا اور شیخ علی کو پکڑ لیا اسواسطہ کہ چند درہم قرضہ کے شیخ علی
ذمہ اوسکے تہے دقوع اسحال سے حضرت خواجہ بزرگ نے بملایمت قرضخواہ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ چند روز کی مہلت دے اسمین وہ تیرے درہم ادا کردیگا اوسنے
فرمانا حضور کا قبول نکیا اور گستاخانہ جواب دیا کہ اگر آپ اسکی شفاعت کرتے ہو تو
اپنے پاس سے قرضہ اوسکا ادا کردیجئے یہہ جواب اوسکا سنکر حضور کو طیش آیا اور
ردا ے نورانی جو زیب دوش پردہ پوش حضور کے تہی زمین پر بچہا دی فی الفور آپکی
کرامت سے درہم و دینار دن سے ردائے مبارک پر ہوگئی آپ نے اوسکو فرمایا
کہ تیرا حق اینمین سے لیلے اور زیادہ طلبی نکر اوس شخص نے ہاتہہ دراز کرکر چاہا کہ اپنے
حق سے زیادہ لے فی الحال ہاتہہ اوسکا خشک ہوگیا یہہ حالت دیکہہ کر فریاد و زاری کرنیلگا
اور آپ کے قدم مبارک پر گر پڑا توبہ و فریاد کری آپ نے دست مبارک اپنا اوسکے
دست بیکار پر پہیرا او سیدم آپ کے دست شفا سے اوسکا ہاتہہ جو خشک ہوگیا تہا
اچہا ہوگیا۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل کرکے
مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف کی خدمت کرتے رہے ایک روز روضہ
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اواز ائی کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند
ہمنے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس سرزمین مین بہت ہے تمہارے جانیسے
حق سبحانہ تعالی اسلام کو قوت دیگا یہہ حکم سنکر آپ کو حیرت واسنگیر ہوئی کہ یا خدایا

اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھہ لگ گئی اور حضرت رسول خدا نے طرفۃ العین مین تمام عالم
مشرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک آپکو دکھلا دیا اور قلعہ اور کوہسار
اجمیر کا بھی نشان بتلا دیا اور ایک انار بہشتی آپکو عطا فرما کر رخصت کیا جسدم آپ بیدار
ہوئے ہندوستان کا قصد کیا ہر ایک بلاد و امصار مین کامل کامل بزرگونسے ملاقات
کی اوسوقت چالیس درویش ہمراہ آپ کے تھے کہ آپ براہ غزنین و لاہور و دہلی
جانب اجمیر راہ نورد ہوئے اوس زمانہ مین راجا پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا ماد اسکی
علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی تھی اوسنے بارہ سال پہلے رائے پتھورا کو یہہ خبر دی تھی کہ ایک
درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملادیگا اس وجہ سے رائے
مذکور ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجا کی مان نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے
بتا دیا تھا الغرض رائے پتھورا نے اوس حلیہ کو جابجا بھجوایا اور راجا با بود نکے نام فرمان
جاری کئے کہ جو کوئی نووارد حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے بہت جلد اطلاع اسکی
کرو بلکہ بحفاظت و حراست روانہ اجمیر کردو القصہ اکثر راجا جو مطیع اور فرمان بردار پتھورا
کے تھے درپے تلاش آپ کے رہے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ
سمانہ حوالی پٹیالہ مین پہونچے رائے پتھورا کے آدمی جو اوس جگہہ موجود تھے اونہون نے
آپ کو دیکھا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ فریب التماس کرنے لگے کہ آپ کے رہنے
کی جگہہ تجویز کرین اوس جگہہ آپ کو سب طرح کا آرام ملیگا اوسوقت حضرت خواجہ نے
مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اے
معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور نہ کرنا کیونکہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ
اونسے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ درویش کو بجز ذات خداوند تعالی کے کسی سے
غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ اپنے مراقبہ مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی سے
ظاہر کیا اور اجمیر کیطرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے دسوین تاریخ محرم کو

کہ اوسوقت سن ہجری پانسو اکسٹہہ تہے اجمیر مین پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپنے
ارادہ قیام کا کیا دو ہین ایک آدمی سنے آواز دی کہ یہان راجا کے اونٹ بیٹہا کرتے
ہین تم اور جگہہ ٹہیرو آپ سنے فرمایا کہ راجا کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹہے
رہنے دو اوسوقت خواجہ بزرگ معہ مردمان ہمراہی بالائے آناساگر اوسمقام پر
کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے ٹہیرے
آپ کے ہمراہیون مین بعضون سنے شکار کے کباب طیار کئی اور بعضے سیر کرتے
ہوئے تالاب بیسلہ پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب کے صد ہا بتخانے سے تہے
کئی من تیل اور پہول روشنی و خوشبو مین صرف ہوتا تہا انہون نے ارادہ طہارت کا کیا
برہمن لوگ منع کرنیلگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون سنے واپس آکر تمام
حال بتخانونکا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت خواجہ کے بیان کیا
آپ سنے چہاگل مین پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کا بزور کرامت بند کردیا
فوراً آب تالاب آناساگر اور بیسلہ کا خشک ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ
بجز ان دو نو چشمونکے نہ تہا بلکہ اور جو حوض کنوئین تہے سب کے سب دفعتاً
سوکہہ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل دار اور چہارپایونکا خشک ہوگیا الغرض
جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹہنے اونٹونکی جلسے نشست سے
اور خشک ہوجانے آب تالاب بیسلہ و آناساگر اور شدت پیاس و بیقراری
رعیت کی راے پتہورا سنے سنی بہت گہبرایا اور تمام حال اپنی ماسے جا کہ بیان کیا
اوسنے سب حقیقت سنکر جواب دیا کہ یہہ وہی درویش ہے جسکے آنیکی خبر تجہکو
دیتی تہی مگر کسیطرحکی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ تعظیم اور تواضع سے پیش آنا
چاہئی کہ یہہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے ناخوش کرنے سے سراسر
نقصان ملک و دولت کا اوٹہانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راجا پتہورا سنے واسطے دلیا

خبر پہونچا نے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے کہ وہ بڑا جادوگر اور راجا کا گرو تہا
بہیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجا سے کہدو یہہ جادوگر ہے مین تدبیر اسکے
مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوسی حالت اضطراب مین راے پتہورا نے دوسرا آدمی جوگی
مذکور کے پاس بہیجکر کہلایا کہ مین تو اوس درویش کو دیکہنے جاتا ہون تم اپنی تدبیر کرکر
جلد آؤ جسوقت راے مذکور اپنے محل سے نکلا راہ مین کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے
تجویز کیا اوسیوقت اندہا ہوگیا جب اوس قصد کو دلسے دور کیا آنکہین بدستور
روشن پائین چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخر کار اوس ارادہ باطل کو دلسے
دور کرکر خدمت حضور خواجہ غریب نواز مین حاضر ہوا۔

## فصل دوسری

واضح ہو کہ ادہر تو راے پتہورا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسطرف سے جوگی
اجیپال فن جادوگری مین کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدر
خونخوار سے جن پر ایک ساحر غدار سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا حضرت
خواجہ صاحب پر یہہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے واسطہ مقابلہ
کے چلا آتا ہے پہلے آپ نے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جسکے اندر
تمامی خدمتگذار بیٹہہ گئے یکایک غول کا غول ساحرونکا نمودار ہوا اور انواع انواع کے
سحر کرنے لگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو کا باقی نہ رکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر
نہ ہوا تو اون پندرہ سو چکرکو ایکبارگی آپ کیطرف پہینک مارا مگر وہ بہی سب رد ہوکر
وبال جان ساحرونکے ہوئے اور جسقدر اژدہار آتش فشان تہے سب زمین پر
سر مار کر مرگئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی کے چکرونمین تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر

سے ٹرتا یا کوئی اوس سے مدد طلب کرتا تہا اپنی چکیرون کو جانب مخالف پہینکتا وہ سو سو
کوس تک معلق ہوا مین جا کر دشمن کو قتل کرتے تہے القصہ جب راجا پتہورا اور اجیپال جوگی نے
یہہ حال دیکہا اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے پہونچے عاجزی
کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہا لا ہرچند
اجیپال نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپ نے فرمایا
کہ یہہ سحر اور جادو نہین ہے جو رد ہو جاوے یہہ چہاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب
مونس الارواح سے منقول ہے کہ ایک جن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا
اور باعث دولت و اقبال اوس جن کے طفیل سے جانتا تہا بمجرد تشریف آوری حضرت
خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان
کر کر نام اوسکا عبد اللہ عرف شادی رکہا اوسدم آپ نے اوس جن کو حکم چہاگل
لانیکا دیا شادی جن چہاگل اوٹہا لایا آپ نے اوس چہاگل سے تہوڑا سا پانی
تالاب بسیلہ اور آناساگر کی طرف ڈالدیا فرمان الہی سے کل چاہ و چشمہ پر آب ہو گئے
اور بہی آپ نے دعا کی کہ پتہورا کے اونٹ اوٹہکہڑے ہوئے ہٹ بیدہ اس کرامت سے
جو بحضرت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہوجانے جن سے مخالف
کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہو کر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش اس
جن کی اور خدمتگذاری اجیپال کی کرہی خزانہ پتہورا کی اصراف مین خرچ کیا لیکن حیف ہے
کہ ان سے کچہہ بہی مطلب نہ نکلا آخر کار اجیپال جوگی نے عرض کی کہ آپنے بارگاہ
ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والا تک آپ کی رسائی ہے آپ نے
فرمایا کہ اول جو بات تونے حاصل کی ہے وہ دکہلا اوسوقت اجیپال نے پوست
آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چہالا ہوا پر چہہ گیا بعد اسکے جس دم کر کر ایک جست کی
اور اوس پوست پر جا بیٹہا یہہ حال دیکہہ کر پتہورا اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوئے

جسوقت اجیپال فلک پرواز ہوا تہا تو حضور مراقبہ مین تہے جب کچہہ عرصہ گذرا ارشاد ہوا
کہ اجیپال کہان تک پہنچا خدمت گذارون نے عرض کیا کہ برابر ایک مرغ کے دکہلائی
دیتا ہے بار دگر بعد ایک لمحہ کے عرض کی کہ اب نظرون سے غایب ہوگیا اوسوقت
حضور نے نعلین چوبین کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ ہوا ہوئین اور رفتہ رفتہ اجیپال
تک پہونچکر سرکوبی شروع کی اواز ضرب کی اور شور و فریاد و داد بیداد اجیپال کی جا تک
نے سنی پا یان کار زد و ضرب کرتے ہوئین اوسکو زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر
گر گیا اور امان چاہی حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سرکوبی سے منع فرمایا جوگی اجیپال
عرض کرنیلگا کہ اب امیدوار اسباب کا ہون یعنے حضور بہی اپنا رتبہ عالی دکہلاوین
آپ نے وہین مراقبہ کیا اور روح پر فتوح نے عالم بالا کو عروج کیا چونکہ اجیپال نے
بہی بہت کچہہ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل کی تہی اوسنی بہی مراقبہ کیا
اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے پہونچی
حضور کی روح مقدس تو بالائے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال کی روح آسمان
کے نیچے رہ گئی مطلق راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری شروع کی اوسوقت آپ
ترحم کرکر ہمراہ اپنے عالم بالا کو لیگئے اور زیر عرش برین پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت
خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے سے اوٹہا لیا گیا تعظیم اور ادب
فرشتگان ملا ر اعلی کا کہ روح پاک حضور سے کرتے تہے دیکہا جبکہ روح حضور نے
اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان اول تک واپس ائی دوسری بار
پہر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بہی ثانیاً استمداد ہمراہی رکاب کی چاہی اور یون
عرض کی کہ مجہکو یہان تنہا نہ چہوڑئے کیلئے کہ حضور کے ہمراہ رہکر قدرت حق جل و علی کی
دیکہون آپ نے فرمایا کہ تو لائق سیر اون مقامات کے اوسوقت ہوگا جو صدق
دلسے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا

کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اسبات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون
آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال کے سر پر پہیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی
تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا اوسوقت حضور کی روح نے روح +
اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہانتک کہ قریب عرش اعظم کے پہونچے الغرض
عجایب غرایب آسمانونکے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی آپنے چشم حق بین مراقبہ سے
کہولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمونپر گرا اس عرصہ مین واسطے مشاہدہ حق و باطل کے
ایک خلقت جمع ہوگئی تہی جب یہہ حالت اجیپال کی راے پتہورا نے دیکہی سخت حیران
اور از حد پشیمان ہوکر اپنے گہر گیا کہتے ہین کہ اجیپال اتبک زندہ ہے کوہستان
اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ شریف کے واسطے آیا کرتا ہے
زمانہ جاہلیت مین جسمقام پر کہ رہتا اور کڑی کڑی ریاضتین کرتا تہا اب تک اجمیر کے
غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور نام اوسکا عبد اللہ بیابانی مشہور ہے
اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گیا کہ ہم راستہ بہول گئے تہے عبد اللہ بیابانی نے
ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت شب جب درگاہ شریف کے دروازے
بند ہو جاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے اوسکو آستانہ مین جاتے ہوئے دیکہا ہے
القصہ حضور خواجہ ممدوح نے راے پتہورا کو ہدایت مسلمان ہونیکی فرمائی لیکن وہ
بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی جن منت اور سماجت کر کر حضرت خواجہ کو
مقام شادی پر لائے آپنے وہ جگہہ پسند فرمائی جماعت خانہ اور عبادت خانہ
اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص تہا اب وہان روضہ مبارک آپکا ہے
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہے جو مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین
نقل ہے کہ ایک شخص پتہورا کے پاس سے بہ نیت مرید ہونیکے خواجہ صاحب کے
پاس آیا آپنے اوسکو مرید نہ کیا اوسنے آپکی شکایت پتہورا کے روبرو کر ہی

راے مذکور نے کسی آدمی کو بہیجکر سبب مرید نہ کرنیکا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا
کہ تین چیز کے سبب جو اوس شخص مین ہین اور نہ کبہی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ
گنہگار بہت بڑا ہے دوسرے ہمارے طریقہ کا نہین ہے اور ہم اس شخص کو کلاہ
نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر جہکاوے تیسرے لوح محفوظ پر ہمنے لکہا دیکہا ہے
کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاویگا جب یہہ جواب راے پتہورا نے سنا بہت
برہم ہوکر کہنے لگا کہ یہہ درویش غیب کی باتین کرتا ہے اس سے کہدو کہ میرے
شہر سے چلا جاوے جب یہہ حقیقت آپنے سنی شکر راجا سے کہلا بہیجا کہ
تین روز کی مہلت ہمکو دیوے اسمین یا تو وہ خود چلا جاویگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان
اسلام معز الدین بن محمد سام کا لشکر یورش کرکر آیا اور راجا پتہورا اوسکے مقابلہ مین
گیا اور زندہ گرفتار ہوا اور یہہ بہی ایک روایت ہے کہ از روے غضب کے آپنے
یون فرمایا کہ پتہورا کو ہمنے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو
مرید ہونیکے واسطے آپ کی خدمت مین آیا تہا قصداً پانی مین ڈوب کر مرگیا ؛؛

## فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے ہتر سال تک مردمان
دیار و امصار کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین
مین لکہا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد اسکے
انتقال فرمایا تو اریخ آرایش محفل مین لکہا ہوا ہے کہ زندگانی آپ نے دنیا مین
ستانوے برس کی آخر رجب کی چہٹی تاریخ ہفتے کے دن سن چہہ سو تینتیس ہجری مین
وفات پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپ کی تاریخ وفات کا لکہا ہوا ہے

فیض بخش جہان بہ علم و یقین ❊ خواجہ حق نما معین الدین
رونق خاندان چشت ازوست ❊ زینت روضہ بہشت ازوست
سال ترحیل و نقل او برخوان ❊ ہاتفم گفت شمس عدن و جنان

## ایضاً

جمعہ و ششم رجب بود ❊ کز جہان خواجہ نقل فرمود ❊
نود و ہفت سال عمرش بود ❊ کانزمان نقل از جہان فرمود ❊
سال نقلش بعزت و تمکین ❊ گو سراج جہان معین الدین ❊
روضہ پاک اوست در اجمیر ❊ زایرش جن و انس از درویشیر

## ایضاً

خواجہ والا معین الدین کہ از انوار او ❊ گشت روشن در دو عالم با تنا ملک ہند
محو شد در نور حق چون آئینہ چرخ یقین ❊ شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند

## ایضاً

معین الدین معین ہر دو عالم ❊ دلش روشن ز انوار تجلی
بتولیدش امام مجتبی خوان ❊ وصالش نیر اکبر معلی ❊

کتاب اخبار الاخیار میں اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ میں لکھا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہہ عبارت لکھی ہوئی تہی ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ ❊ اور دوسری روایت پر یعنے اگر ولادت سن پانسو ستائیس فرض کیجاوے تو عمر آپ کی ایک سو چہہ سال کی تہی اور ایک یہہ بہی روایت ہے کہ سن ہجری چہہ سو تیس میں پیر کے دن تاریخ چہٹی ماہ رجب کو آپنے انتقال فرمایا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے سن ہجری چہہ سو تینتیس ۶۳۳ میں لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا

اور یہی اس خاندان کے دوسرے بزرگواروں نے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہین کہ جس رات کو حضرت خواجہ معین الحق والدین نے اس جہان پر ملال سے انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ متبرکہ کو بند فرماکر خواص اصحاب کو اندر آنے سے منع کردیا محرمان درگاہ جو در حجرہ پر تہے تمام رات صدا قدم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے یقین ہوا کہ حضرت خواجہ وجد مین ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی جب وقت نماز کا ہوا ہر چند دستک دی جواب نہ ملا ناچار دروازہ کہولا اور دیکہا کہ حضرت خواجہ واصل حق ہوئے اوس رات کو چند کس اولیا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت کو خواب مین دیکہا کہ فرماتے ہین ہم آج کے روز واسطہ استقبال محبوب اللہ معین الدین کے آئے ہین

ہر سال رجب کی چاند رات سے چہٹے تاریخ تک آپکا عرس ہوتا ہے اکثر ملکون سے زن و مرد امیر غریب میدنی کے ہمراہ آتے ہین چاند رات کے دن اکثر ملکون سے میدنی اجمیر مین آپہونچتی ہے بیوپاری بہی اس میلہ مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت اور قومونکے میواتی لوگ بیشتر آتے ہین چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین غرض کہ چہہ دن تک تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی آواز سنی نہین جاتی + درگاہ شریف مین جہان رویت ماہ سے محفل رجد وحال منعقد ہوتی ہے جو ابتدار شب سے انتہاے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی ہے کہ مجلس خانہ کے انتہاے صحن پر یعنے درجہ دوم کے پیش دالان سرخ سبز کٹہرا چوبی لگا دیا جاتا ہے اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کرکے بیچ مین قمقمہ اور پہولونکی بار لٹکا دئی جاتی ہین چارون کوشونپر چار چوبین نہایت بلند جنکا نام خواجہ بخش قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگاکر گرد اونکے کپڑے زردوزی

ہینچ کر اونپر قندیلین اور لالٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے ہین چنانچہ ایک ہزار
قندیل ہر شب کی روشنی کے لئے مقرر ہین ہر قندیل پر سرخ سبز غلاف چڑہے ہوئے
ستون پر پہولونکے ہار پڑے ہوئی عجب جوبن اور بہار دیتے ہین اس دل بادل
ڈیرہ کے نیچے یعنے مجلس خانہ کے آگے ایک بوقلمون نگیرا چاندیکے استادون پر
کہڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ زرتاب فرش نہایت پاکیزہ اور مصفا بچہا ہوا
استادون کے قریب چاندیکی انگیٹہیان جنمین اگر اور عود سلگتا ہوا دماغ کو معطر
کردیتا ہے اگردانیونکے قریب مردنگیان سرخ سبز شربتی نزاکت کی بہری روشن
جہاڑ فانوس ہانڈی کنول وغیرہ سے مجلس خانہ رشک گلشن پہر رات گذرے
اس مقام پر محفل سماع کا جلسہ ہوتا ہے ہزارہا آدمی وارد و صادر و اہل شہر کیفیت
محفل کی دیکہتا ہے ہزارون درویش سیکڑون مشایخ اس محفل قدس منزل اینا
حاضر ہوتے ہین کٹہرے کے نیچے جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول ہین جابیکار استہ
ہے ادہمین خاص و عام کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چہلتا ہے نسیم و صبا کو
بہی سیدہا راستہ نہین ملتا ہے ہر صحن مرد و زن سے بہرا ہوا جابجا مہندیونپر
روشنی کا جوبن کٹہرہ کے قریب حوض ہین مدار ئے جلا لئے فقیرون کی دہوم عام
خلقت کا اژدحام علاوہ ان کے جس کسی طوایف نامی کو ناچنا منظور ہوتا ہے
وہ حوض کے اندر ناچتی ہے گرد اوسکے اوریہی طائفہ دس بیس جنکی پوشاکین
نہایت عمدہ و نفیس حوض کے کنارونپر بیٹہہ جاتے ہین مردمان رقص پسند عمدہ وقت
اوسکے آس پاس کہڑے ہوئے تماشا دیکہتے ہین سبیلی دروازہ کے برابر
فقیر آزادون کا مجمع گرزمارون کی صدائین اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف
دکہلاتا ہے دو رویہ دوکانداران گلفروش حلوائی تنبولی فالودہ ساز ہرایک کی
جدی جدی خوشنما آواز دوکانون مین ہرشی افراط سے دہرے ہوئے خوانچہ کے

خواجہ بہرے ہوئے بیٹھے ہین روضہ عالی کے روبرو ہزارون میواتی مرد عورت شام کے
وقت اپنے اپنے ہاتھو نپر گھی کے چراغ روشن لیے ہوئے بھٹیون کے روبرو
دس دس پانچ پانچ چراغ رکھے ہوئے اپنی بولی مین حضرت خواجہ بزرگ کی صفت ثنا
کرتے ہین روضہ شریف کے شرقی جنوبی صحن مین جتنے درخت ہین اون مین عوام لوگ
ڈوریان ڈال ڈالکر لٹکے ہوئے کوئی ہاتھ ڈوریون سے باندہے کھڑا ہوا ہے
کوئی پیرون کو باندہے ہوئے بیٹھا کوئی اولٹا لٹک رہا کوئی گلا باندہے ہوئے
اپنی مراد مانگ رہا ہے ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست غرض چھہ دن تک ہر ایک
مقام پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر اک عجیب رولا رہتا ہے خاص بازار
پیش درگاہ مین دو رویہ دوکانات کے آگے دوکانین لگ جاتی ہین تمام شہر مین
خلقت کا ہجوم رہتا ہے ۔ غدر سن ستاون عیسوی سے پہلے میدنی کثرت آتی تھی
بعد غدر کے چند سال تک کم آئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ جو بغاوت شعارونکی وجہ سے
ہوئی دوسرے گرانی ۔ اہل میدنی ہزارہا روپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین
اور نذرانہ مین ہر چیز تحفہ حضور مین نذر جسمین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب
سجادہ نشین کا ہوتا ہے اور نصف حصہ کو خدام تقسیم کرتے ہین ۔

## فصل چوتھی

واضح ہو کہ خاندان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیا اللہ تو ایسے گذرے
کہ اونکو رتبہ بادشاہت صوری و معنوی حاصل تھا اور ہزارون اولیا اللہ ایسے
ہوئے کہ کتابین کی کتابین اونکے کرامات اور مجاہدون سے بھری ہوئی ہین لہذا اکثر کا
مختصر حال اون بزرگوارونکا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً زیب مسند
ہدایت و ارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے ۔

## حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بن کمال الدین بن احمد بن موسیٰ اوشی اعظم خلفاء حضرت خواجہ بزرگ سے ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماوراء النہر سے اور بعضے کہتے ہین دیار فرغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تہا اپنے وقت کے قطب عالم اور پیشواے بنی آدم تہے مدت تک اجمیر شریف مین ریاضت اور مجاہدہ مین غرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے دہلی کا قیام اختیار فرمایا عرصہ تک مردمان دیار و امصار کو آپسے فیض باطنی حاصل ہوتا رہا جب سن شریف چونسٹھہ سال اور دوسری روایت سے پچھتر سال کو پہونچا زمانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودہوین تاریخ ربیع الاول سن ہجری چھہ سو تینتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار پر انوار آپکا جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے ؂ **حضرت شیخ فرید شکر گنج** مرید اور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے اپنے عہد مین اعظم و افضلین خلق سے تہے آپکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا ہے کمالات آپ کے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آوین روز شنبہ پانچوین محرم الحرام سن چھہ سو اونہتر ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یا حی یا قیوم کہتے ہوئے جان کو ساتہہ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپکی پچانوے سال کی تہی قصبہ پٹن مین مدفون ہوئے کبہی کبہی فکر شعر و سخن فرماتے تہے یہہ شعر آپکا ہے ؂ ہمچو مرغ نیم بسمل بر درت ؂ درمیان خاک و خون می‌پرم **حضرت شیخ نظام الدین اولیا** اجداد بزرگوار آپ کے بخارا سے رہنے والے تہے سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیر المومنین حسین ابن علی علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے روز آخری چہار شنبہ ۱۸ ماہ صفر ۷۲۵ ہجری کو بعد طلوع

آفتاب کے قصبہ بداون مین پیدا ہوے اور سن تمیز کو پہونچکر بداون مین تحصیل علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تہے نظام محفل شکن مشہور ہوئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتہہ کہینچکر طرف قصبہ پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت تک آپ کی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپ کو شعر و سخن سے بہت شوق تہا یہہ بیت آپکے نتایج طبع سے ہے ؎ از فوتتوا اندبریدن کس پا سائی حرا گر نمیداند کسے آخر تو میدانی مرا ؞ جب سن شریف آپکا نواسی برس کا ہوا ربیع الآخر کی اٹہارہوین تاریخ ۷۲۵ ہجری مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوے تاریخ آپ کی وفات کی یہہ ہے ؞ نظام دو گیتی شہ ما و طین ؞ سراج دو عالم شدہ بالیقین ؞ ؞ چو تاریخ فوتش بجستم زغیب ؞ ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵ ہجری

حضرت شیخ نصیر الدین محمود آپ بڑے ولی اللہ ہین اور حضرت سلطان المشایخ کے خلیفہ اعظم تہے اور روشن چراغ دہلی آپکا لقب ہے ؞ کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچہا تہا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اس زمانہ مین شیخ نصیرالدین محمود ہے دہلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہوگیا رمضان کی اٹہارہوین رمضان المبارک ۷۵۷ ہجری مین آپ کا وصال ہوا سواد دہلی مین آسودہ ہین حضرت شیخ کمال الدین علامہ آپ کی وفات تاریخ ۲۷ ذیقعدہ سن ہجری سات سو چہپن مین ہوئی آپکا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے حضرت شیخ سراج الدین وفات آپ کی تاریخ ۲۶ چہبیسوین جمادی الاول سن اٹہہ سو سترہ مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ علیم الدین وفات آپکی ۲۶ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپ کی پیران پٹن مین ہے

**حضرت شیخ محمود** رض وفات آپ کی تاریخ بائیسوین ماہ صفر سنہ ۹ ہجری مین ہوئی
مزار مبارک آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ جمال الدین** آپ نے بیسوین
ذالحجہ سن نوسو چالیس ہجری مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپکی بلدہ چانپانیر کے
قریب احمدآباد کے لیکن بعض کتاب مین لکھا ہے کہ آپ احمدآباد مین آسودہ ہین
**حضرت شیخ حسن محمد** وفات آپ کی ۲۹ ربیع الاخر کو اور ایک یہہ بھی
روایت ہے کہ اٹھائیسوین ذیقعدہ سن نوسو بیاسی ہجری مین ہوئی قبر آپکی
احمدآباد گجرات مین دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے **حضرت شیخ محمد**
وفات آپکی اٹھائیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت سے ۲۹ ربیع الاول سن ہجری
ایک ہزار چالیس مین ہوئی مزار پر انوار آپکا احمدآباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے
**حضرت یحیی مدنی** وفات آپ کی ۸ ۲ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی
قبر آپکی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیر المومنین عثمان
ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے **حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی**
وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین ہوئی مزار پر نور آپکا
دہلی مین جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جسجگہ سید خانم کا بازار تہا
**حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی** نسب آپکا حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپکی
زبدہ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسودراز سے ہین اوایل حال مین اورنگ آباد سے
دلی مین وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مدنظر تہی لیکن چونکہ خواستہ
تقدیر اور مشیت کردگار قدیر یہہ تہی کہ آپکا خاندان ارشاد حقایق معارف کے
ساتہہ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے

ازبسکہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری ومعنوی تھی تحصیل علوم
ظاہری اور باطنی کی انہیں کی خدمت میں کرکر منصب خلافت سے سرافراز ہوئے
اور آخرالامر سعادت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا
خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہویں ذیقعدہ سن ہجری
گیارہ سو بیالیس میں عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد میں ہے

**فخر الملۃ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمہ** آپ کے مقامات
اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصی ہیں آپنے پدر والا اقتدار مولانا نظام الدین قدس سرہ
کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد
اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت یارخان کی سرکار میں بسر کیا
آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت نے
راہ ہدایت حاصل کی ؛ ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق پر ترک غالب تھا دنیا سے
دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف میں تشریف لائے اور چندے مزار مبارک
قدوہ واصلان بارگاہ ذوالجلال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے
وسیلے سے قیام اختیار کیا آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ ممدوح کے
دلی کو تشریف فرما ہوئے آپ کی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند
اور سعادت یاب ہوئی اور یہہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے
ظاہر ہوئی کہ آپکے خلفاء باصفا اطراف ہندوستان میں باعث نجات
سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئی کتاب نظام العقاید اور
رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیفات سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے لیکے
ولایت تک لکوکہا آپ کے خاندان کے مرید ہیں جب سن شریف تہتر تک پہونچا
تاریخ ۲۷ جمادی الآخر کو سن گیارہ سو ننانوے ہجری میں عالم بقا کو راہی ہوئے

خورشید دو جہانی ؛ آپ کی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے زیارتگاہ خلایق ہے **حضرت مولانا قطب الدین** رضی آپ حضرت مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند ہین حضرت ممدوح کے بعد مسند خلافت متمکن رہے ستترہوین ماہ محرم الحرام ۱۲۰۰ھ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کی طرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے جوار مین آسودہ ہین **حضرت حاجی غلام نصیر الدین** رضی آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمہ کی فرزند ارجمند ہین محامد آپ کے اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکھے گئے ہین ادنین ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے تمام سلاطین اور جمیع امرا عظام آپ کی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجھتے تھے آخر سن ہجری بارہ سو اڑسٹھہ مین آپ نی رحلت فرمائی انا اللہ وانا الیہ راجعون مزار مبارک قطب صاحب کی درگاہ مین زیارتگاہ خلایق ہے

**حضرت مولانا غلام نظام الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ**

سجادہ نشین اور خلف ارشد حضرت حاجی غلام نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہین آپ کے والد بزرگوار نے اپنی حین حیات مین شرف بعیت سے مشرف فرماکر ارشاد و ہدایت کا امر آپ کے تفویض کیا بعد وفات مولانا ممدوح کے آپ پر شوق الہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنیکو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ آپنے جناب والد ماجد مغفور سے پایا تہا لیکن یہہ شوق ایسا ہے اور یہہ نعمت وہ ہے کہ طالب اسکا بس نہین کرتا آپنے سفر اختیار کیا اور شاہ سلیمان صاحب کی خدمت مین پہونچے شاہ صاحب اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور فرمایا کہ بہت اچھے وقت آپ ائے

چندے آپ نے وہان تشریف رکہی اور جوکچہہ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کے
تہے اونکو پہر تجدید کیا کہتے ہین کہ بعد دینے نعمت فقر کے شاہ صاحب واصل بحق ہوئے
اسی وجہ سے آپنے فرمایا تہا کہ اچہے وقت اُے حق تو یہہ ہے کہ اس زمانہ مین
ایسا نامی گرامی شیخ نہین ہے خدائے عزوجل آپ کی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو
آپکے فیض باطن سے فواید کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی رہے اللہم بارک
فی عمرہ وارفع درجتہ فے الدارین آمین یارب العالمین ٭

عہد سلاطین غوری کے انتظام کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت درگاہ شریف
حضرت خواجہ کا کیونکر انتظام تہا مگر خاندان تیموریہ مین چونکہ جلال الدین محمد اکبر کو کمال درجہ کا
اعتقاد حضرت خواجہ بزرگ وار سے تہا ملا عبدالقادر بدایونی جو اوسوقت مین پیش امام
اکبر کے تہے لکہتے ہین کہ ہر سال بادشاہ نے عقیدت سے شہر اجمیر کو بلدہ طیبہ ورب غفور
اوسکی شان مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے آگرہ سے منزل اجمیر تک عمارت محلات
عالی اور قصرہاے رفیع و وسیع منزل بہ منزل تعمیر کرائے اور ہر ایک فرسخ پر ایک ایک
منارہ اور کنوان بنوایا گئے ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کئی تہے منارون کی چوٹی پر
لگائے گئے تاکہ عالم مین یادگار رہے ٭ میل شاخ اوسکی تاریخ ہے اوسوقت سے
بادشاہی انتظام واسطہ مصارف درگاہ کے ہوا جب جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان
زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ مین نذر کر دیا چنانچہ
حافظ خطیب مولود خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسیوقت کے اہل فرمان ہین
کہ اولاد اونکی اتبک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض فرامین شاہی جو
راقم نے دیکہے اونمین کئی خانقاہونکا ذکر اور اونکے مصارف کیواسطہ دیہات
مقرر کرنیکا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم نہین صرف
ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہوچکا موجود ہے فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہوجانے سلطنت کے اس شہر کی آبادی
گھٹنے شروع ہوئی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچہ کے کوچے ویران ہے
جب ۱۸۱۸ عیسوی مین سرکار دولتمدار کا یہان عمل ہوا اسوقت سے رفتہ رفتہ آبادی بڑھنی
شروع ہوئی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تو تھوڑے ہی برسون مین جو جو مقامات
ویران تھے اونمین لاکھون روپیہ کی لاگت کی عمارتین ستھری ستھری بنگئین واسطے
گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون کی دروازہ جو اب ڈگی دروازہ کے نام سے مشہور ہے
۱۸۲۹ عیسوی مین بنا اوسکی شروع ہوئی اور ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۱ کو تیار ہوئی
اوس حصہ مین بخوبی آبادی اور رہگذاری ہوگئی شہر کے شرقی اسٹیشن ریلوی اور
میو کالج اور مہاراجگان جیپور وجودھپور بھرتپور الور اور ٹونک اور کوٹھیونکے تعمیر
ہونیسے اب بہت آبادی بڑھ گئی ہے شہر کے اندر تر پولیہ دروازہ سے
مدار دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی
کوچون مین لالٹینین روشنی کی روشن کیجاتی ہین جس سے اور بھی رونق اور بہار ہے
اور روز بروز آبادی اور رونق بڑھتی جاتی ہے اللہم زد فزد خداوند کریم اپنے والی
ملک کی سلطنت کو ہمیشہ قایم رکھے آمین یارب العالمین

## مگرہ میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیے اور یہی وجہ تسمیہ
اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑونکے
اسمین شمال مشرق سے جنوب مغرب کو چلے گئے ہین چترانی اور دیوہر سے لیکر ادہار
مارواڑ تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہہ سرزمین اصلی

باشندگان سے معمور و آباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی عملداری سے پہلے باشندے
وہانکے وحشیانہ حالت آزادی مین زندگی بسر کرتے تہے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ
کسی کو حاصل دیتے تہے رات دن لوٹ مار کرتے رہتے تہے اگرچہ میر لوگ اپنے تئین
پرتہی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل مین بتلاتے ہین مگر تواریخون سے ثابت ہے کہ پرتہی راج
اٹہہ پشت پہلے بہی میر لوگ پہاڑون مین بستے تہے بلکہ راجا بیسلدیو کے وقت مین
راجہ منڈو سے میرون نے بڑے بڑے مقابلہ کئے اوسوقت پرتہی راج کا نام و نشان
بہی نہ تہا الغرض یہہ پہاڑی لوگ قدیم سے لوٹ مار اور شرارت سے مشہور او عہد
بیسلدیو راجہ اجمیر تک صاحب اختیار و اقتدار رہے کپتان ٹاڈ صاحب بیان کرتا ہے کہ راجا
اجمیر نے اونکو ایسا مطیع کیا کہ اجمیر کی گلیون مین پانی بہر لیگئے سنہ ۱۷۵۵ء مین بسبب
پناہ دینے دیو سنگہہ ٹہاکر قراسولی کے راجا سوائی جیسنگہ والی جیپور نے میرون پر حملہ کیا
مگر اونکے مطیع کرنے مین وہ کامیاب نہ ہو سکا سنہ ۱۷۵۴ء مین مہارانا اودیپور نے
ہتون کے قلعہ پر ایک فوج بہیجی ٹہاکر بدنور اور سلطان سنگہہ ٹہاکر مسعودہ اس فوج کے
ساتہہ گئے میر لوگ مقابلہ پیش آئے اور ٹہاکر مسعودہ مارا گیا وہ مہم بہی ناکام رہی
سنہ ۱۷۸۶ء مین بہی سنگہہ جودہپور کے راجا نے چانگ کے قلعہ پر فوج بہیجی اس فوج نے
بہی میرون سے شکست کہائی سنہ ۱۷۹۱ء مین پہلے مرہٹونکے سردار سیواجی نانا صوبہ دار
اجمیر نے جہاک اور شام گڈہ و الونسے لڑائی کی الا کچہہ حاصل نہ ہوا سنہ ۱۸۰۰ء مین
بالا راو صوبہ اجمیر نے ساٹہہ ہزار فوج سے مگرو پر حملہ کیا اس موقعہ پر کل علاقہ مگرہ کے
باشندے میر میرات اور راوتون نے اتفاق کرکے بالا راو کی فوج پر حملہ کیا اور
اونکو شکست دی قریب سنہ ۱۸۱۰ء کے محمد شاہ خان اور راجا بہادر نے جو امیر خان والی ٹونک کے
امیرون مین تہے باشارہ راجا مان سنگہہ بالطور خود فوج لیکر جہاک پر گئے ان سے وہ لڑے
بہی کچہہ نہ ہو سکا اور آخر وہ اپنی فوج وہانسے لیگئے سنہ ۱۸۱۶ء مین فوج رانا بہیم سنگہہ کی

برار پرائی یہہ مہم بہی ناکام رہی اور رانا کی فوج بڑا نقصان اوٹہاکر واپس گئی اس
لڑائی مین رئیس بہگوان پورہ کا مارا گیا ٭ شروع سنہ ۱۸۱۸ع مین سپاہ سرکار انگریزی
زیر حکم خاص جنرل سر ڈیوڈ اختر لونی جنمین اٹہہ رجمنٹ پیادونکی اور ایک سوارونکی اور توپخانہ
جنگی سے راجپوتانہ مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کردینے امیر خانکی فوج کے
امیر خان نے قبل ازین اپنے واسطہ سرکار انگریزی سے شرطین مقرر کرلین تہین اور
توپخانہ کو دیدیا اور اپنی فوج کو ہتیار لیکر موقوف کرنا قبول کرلیا تہا بعد ازین بالو
سپہند بید سے قلعہ تاراگڈہ خالی کرایا گیا جب سرکار ابدقرار انگریزی نے اجمیر لیلیا
تب اونہون نے واسطے رفع کرنے اوس نقصان اور تکلیف کے جو میرونکی مار دہاڑ سے
رہتی تہی خاص توجہ کری اور یہہ قرار پایا کہ بغیر مطیع کرنے میرونکے ضلع اجمیر اور ریاستہائے
گرد و نواح مین جنکے ساتہہ عہدنامے ہوگئے تہے امن و امان قایم رکہنے کی امید ناممکن ہے
مسٹر ولڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے میرونسے عہد و پیمان کرایا کہ وہ لوٹ مار سے پرہیز کرین
مگر یہہ لوگ کب باز آتے تہے تب فوج گورہ اور ہندوستانی اور توپخانہ بقدر ضرورت
بہیجکر اون سرکشون کی قرار واقعی سرکوبی کی گئی اور بہت جلد جہاک شاگڈہ لولوہ فتح کرلیا
بعد اسکے بوروہ اور ہتونڈ پر فوج سرکاری نے حملہ کیا بوروہ تو بہت آسانی سے فتح ہوا
اور ہتونڈ مین بہت مضبوط قلعہ تہا بہوپت خان رئیس ہتونڈ معہ جمعیت اپنی کے قلعہ نشین ہوکر
دن بہر توب خوب لڑتا رہا بلکہ ایک توپ سرکاری جو بسبب آتش باری گولیون مخالفین کے
سرکاری فوج کو چہوڑ دینیکا حکم انکے افسر کرنیل ڈبلیو جے میکس ویل نے دیا تہا گہسیٹ کر قلعہ مین
لیگئے مگر رات کیوقت بہوپت خان قلعہ خالی کرکر بہاگ گیا سرکاری فوج ہتونڈ کو فتح
کرکر برار کو گئی اور برسا واڑہ اور منڈلان کو فتح کیا جب یہہ خبر ہوئی کہ بہوپت خان قلعہ
رام گڈہ مین ہے اٹہہ کمپنی پیادونکی معہ ایک جماعت سوارونکے روانہ ہوئی اور رام گڈہ کا
محاصرہ کیا اور سب طرفسے شہر مین گہس پڑے قریب ڈیڑہ سو آدمی کے مخالفین سے زخمی اور مارے گئے

اور دو سو آدمی گرفتار ہوئی ہیبت خان بہی مارا گیا یہہ حال دیکھہ کر سب نے میرواڑہ مین اطاعت سرکار اختیار کری ایک دستہ فوج پیادہ و سوار کا چہاگ مین چہوڑا گیا باقی آخر جنوری ۱۸۲۱ء مین واپس ائی یہہ بغاوت نومبر ۱۸۲۰ء مین ہوئی تہی تین مہینے کے عرصہ مین کل میرواڑہ مطیع ہو گیا

## خاتمہ

الحمد للہ کہ فضل الہی سے یہہ کتاب اختتام کو پہونچی ناتمہ پاؤن جو دن رات گردش مین تہے آسودہ ہوئے مدت دراز تک رات دن دو چراغ کہایا اور خون جگر پیا جب یہہ تحفہ طیار ہوا آج تک ایسی کوئی کتاب اجمیر کے حالات کی تالیف ہوکر سرکار دولتمدار مین پیش نہ ہوئی تہی جسقدر محنت اور جانفشانی کتابونکے فراہم کرنے اور کتبہ ہا ء تعمیرات کے پڑہنے اور صحیح اور حالات صحیحہ کے تحقیق کرنے مین راقم کو ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے یا جس نے تالیف و تصنیف مین محنت اوٹہائی ہوگی وہ ہی جانیگا جو کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکہہ کر حظ اوٹہاویگا اوسکو تمام صوبہ اجمیر کی کیفیت اور شہر کی تعمیرات اور آستانہ شریف کے مکانات کا حال بخوبی واضح ہوگا۔ اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ حتی الوسع حالات کے تحقیق اور مطالب کی تلاش مین نیازمند نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکہا مگر تاریخون کا اختلاف جیسا کچہہ ہے سب صاحبان دانش پر عیان ہے علاوہ ان سب امورات کے اگر سہو و خطا کہ لازمہ بشریت ہے پاوین تو اوسکو اپنے وفور کرم اور دامن عفو سے ڈہانکین اسلئے کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود و ناظرین اس محنت کی داد دیوین اور حکام والا مقام قدر دانی فرماوین۔

تمت بالخیر و العافیہ

# اشتہار



العبد

محمد اکبر جہان ہاشمی ختم اللہ بالحسنی

مہتمم مطبع آفتاب جہانتاب